اللطائف الاحمدیہ

فی

المناقب الفاطمیہ رضی اللہ عنہا

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

حضرت علامہ سید احمد حسن سنبھلی چشتی رحمہ اللہ

ناشر

دار النفائس

کریم پارک راوی روڈ لاہور

Presented by www.ziaraat.com

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا

الحمد للہ کہ درین ایام فرخندہ فرجام ماہ ربیع الآخر ۱۳۳.. ھ مطابق جنوری و فروری ۱۹۱۷ء رسالۂ نافعہ مشتمل احوال و فضائل حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا مستخرجہ از احادیث نبویہ و سیر معتبرہ مسماۃ و ملقب بہ

اللطائف الاحمدیہ فی المناقب الفاطمیہ

از تصانیف علامۂ زمن مولانا مولوی سید احمد حسن صاحب سنبھلی چشتی حسب فرمایش جناب خواجہ محمد عبد الغفور صاحب مالک کتب خانہ اشرفیہ کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی صاحب مرحوم۔ باہتمام خواجہ محمد عبد الواحد

مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید

فہرست مضامین کتاب اللطائف الاحمدیہ فی المناقب الفاطمیہؓ

مضمون	صفحہ
دیباچہ	۲
نام والقاب وکنیت حضرت سیدۃ النساءؑ	۳
نکاح حضرت سیدۃؑ	۵
عدم جواز تبنیہ در اسلام و معنی آن	۷
فضائل حضرت اُم ایمن صحابیہؓ	۸
بیان فقر حضرت علی شیر خدا و حضرت سیدۃؑ	۹
ذکر وفات حضرت سیدہؑ	۱۱
گھوڑے کی ابتدا عورت کے جنازے پر کب ہوئی	۱۲
حضرت فاطمہؑ کے غاسلین کا ذکر	۱۳
حضرت سیدہؑ کے مزار شریف کا بیان	۱۴
حضرت سیدہؑ کی وفات کے بعد اُنکی اولاد اور انمیں بڑے بڑے صحابہ کبار ہونے کا بیان	۱۵
احادیث فضائل حضرت سیدہؑ مع	۱۵
ترجمہ اُردو و حل لغات	۱۵
حضرات پنجتن کی گناہوں سے حفاظت کا بیان	۲۸
حضرت سیدہ کا حیض و نفاس سے پاک رہنا۔ جہاد میں لڑکر شہید ہونا اور طاعون کے مرض سے	۳۳
شہید ہونا ثواب میں مساوی ہے۔ حضرات امامین سیدنا حسن و امام حسینؓ کی شہادت	۳۴
کی شہادت کی حکمتیں	۳۵
حضرت سیدہؓ کی اولاد کا اُنکی طرف منسوب ہونا نہ کہ حضرت علیؓ کی طرف اور یہ حضرت سیدہؓ کی خصوصیت ہے	۳۶
باپ کی طرف اولاد کے منسوب ہونے کی دلیلیں	۳۸
بیان احادیث مرویہ اجمالاً از حضرت سیدہؓ و بیان قلت روایت آنحضرت	۴۰
ذکر بات حضرت سیدہؓ اور اسپر رسول مقبول کا مدح فرمانا	۴۱
حضرت سیدہؓ کا ایثار	//
حضرت سیدہ کا کمال صدق	//
حضرت عائشہؓ کا خدمت علمی میں کثرت سے مشغول رہنا اور اُسکی وجہ	۴۲
مدار تقرب الی اللہ عز و جل	۴۳
حضرت اویس قرنی کا سید التابعین ہونا باوجود تقرب عند اللہ تعالیٰ کے	۴۴
حق تعالیٰ کا حضرات اہل بیت کے ساتھ بہت بڑی عنایت فرمانا	۴۴
بزرگوں سے گناہ ہونے کا مواخذہ سخت ہوتا ہے	۴۵
اہل بیت کے نبوی کے معنی	۴۶
نفحات الاتقیاء اہل بیت نبی	۴۷
تفصیل تعظیم حضرات سادات عظام	۴۷
حصول معیت جناب رسول مقبول صلعم در جنت بسبب محبت اہل بیت و معنی آل بیت	۴۸
وجوب محبت اہل بیت اور مخالفین اہل بیت کی حکایتیں	۴۹
شان نزول آیت ولسوف یعطیک ربک فترضی	۵۱
برأت از دوزخ برائے حضرت سیدہؓ و ہر دو فرزندان ایشان	۵۲
شفاعت نبوی میں قیامت کے روز اہل بیت کا مقدم ہونا	۵۴
حوض کوثر پر حضور کے پاس اوّل اہل بیت کا وارد ہونا	۵۵
پل صراط پر زیادہ ثابت قدم رہنے والے شخص کا بیان	۵۵
چار آدمیوں کا شفاعت نبوی سے خاص طور پر سرفراز ہونا	//
سزائے موذی اہل بیت	۵۶
وصیت نبوی برائے انصار اہل بیت	//
اہل بیت سے سلوک کرنیوالے کی جزائے جزیل کا بیان	۵۷
اہل بیت کا درود شریف میں شریک ہونا	۶۳
آل محمد پر صدقہ کا حرام ہونا اور اُسکی حکمت لطیفہ تحقیق احکام فقہیہ در باب آن	۶۶
شکایت و ہدایت	۷۰
حضرت فاطمہؓ کا افضل ہونا حضرت عائشہؓ سے بوجہ فقر بدلیل حدیث مناہی و حدیث ثنائی سے فقر کی فضیلت غنا پر	۷۱
حضرت داؤد طائی قدس سرہ کا قول اہل نصاب کے باب میں	//
حضرت خدیجہؓ و حضرت فاطمہؓ	۷۳
و حضرت آسیہ حضرت مریم کا ذکر	
تحقیق انیق اس باب میں کہ عورت کے کئی نکاح ہوں وہ آخر شوہر کو جنت میں ملے گی	۷۴
پہلی کرامت حضرت سیدہؓ کی	۷۹
حضرت سیدہؓ کی سخاوت	۸۰
حضرت سیدہؓ کی دوسری کرامت	۸۴
حضرت سیدہؓ کی شدت فقر و تنگی کا بیان	۸۷
بیان تسلی یافتن حضرت رسول مقبول از تسلیہ حضرت خدیجہؓ و دفع اُنکے سلے دران	۸۹
کلام فیر حضرت فاطمہؓ منقول از بعض کتب اغلاط بطریق حکایت نہ بطریق روایت	۹۰
رسول اللہ اور آپکے اہل بیت کے زہد اور ترک دنیا کا بیان	۹۲
رسول اللہ کا اپنے اہل بیت کو خاص طور پر زہد کی تعلیم فرمانا	۹۳
اصلاح اہل زمانہ	۹۴
حکم زیارت قبور	۹۵
زہد حضرت فاطمہؓ	۹۶
صبر حضرت سیدہؓ	۹۷
تنگی رفع کرنے کا وظیفہ جو سنت سے ثابت ہے	۱۰۰
حضرت فاطمہؓ کو جناب رسول اللہ صلعم سے غایت درجہ کی محبت تھی	۱۰۳
اشعار در مدح حضرات اہل بیت	۱۰۹
خاتمہ از مؤلف و تقاریظ بر کتاب	۱۱۰

تمام شد

Presented by www.ziaraat.com

مجلسِ سکینہ
حیدر آباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ نفیس

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے راقم سطور نے سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کرام کے فضائل و مناقب پر مطبوعات کا سلسلۃ الذہب شروع کر رکھا ہے۔ تاہنوز حسب ذیل کتابیں شائع ہوکر قبول عام حاصل کر چکی ہیں۔

(۱) مناقب علی والحسنین وامہما فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہم (بذبان عربی)
تالیف۔ الدکتور عبد المعطی امین قلعجی

(۲) الا مام زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم (بذبان عربی)
تالیف۔ شریف الشیخ صالح احمد الخطیب

(۳) الامام الحسین رضی اللہ عنہ (بذبان عربی)
فی محراب الکتاب والسنۃ والتاریخ العالمی
تالیف۔ مولانا عبد الواحد الجزائری السجلماسی

(۴) سیدنا علی وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما
تالیف۔ مولانا اطہر مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ (تلخیص)

(۵) الامام المہدی رضی اللہ عنہ
تالیف۔ حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ
تلمیذ خاص خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ

(۶) پیش نظر کتاب "اللطائف الاحمدیہ فی المناقب الفاطمیہ" جو جگر گوشۂ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فضائل پر مشتمل ہے۔ اس کے مولف حضرت مولانا سید احمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کتاب کی ثقاہت اسی سے ظاہر ہے۔ یہ کتاب ۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۹۱۷ء میں تالیف ہوکر پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔ اب ۱۴۲۶ھ۔ ۲۰۰۵ء میں یہ لاہور سے شائع ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اور ہمیں آخرت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے سرفراز فرمائے۔

آمین!

۲۱ صفر ۱۴۲۶ھ
یکم اپریل ۲۰۰۵ء

خانقاہ سید احمد شہید

سید نفیس الحسینی

Presented by www.ziaraat.com

عہ رواہ ابوداؤد — سنن ابی داؤد ص ۱۳۱
مطلب یہ کہ تمام عالم کا نقصان بن کر
دیں سے کے اتالیس سے مثبت ہے
عہ مقدمہ ابن خلدون ... ص

اللطائف الاحمدیہ
فی
المناقب الفاطمیہ رض

۲ وعصائے ... جہان کا نام
اور ... کا خیال اور ان ... کا نام
اور ... فرقت ... ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ استعینہ واستغفرہٗ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہٗ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ ارسلہ بالحق بشیراً ونذیراً بین یدی الساعۃ من یطع اللہ ورسولہٗ فقد رشد ومن یعصھما فانہ لا یضر الا نفسہ ولا یضر اللہ شیئاً۔ اللھم صل علی سیدنا ومولنا محمد وّاٰلہ واخوانہ من الانبیاء والملٰئکۃ وسلم علیھم تسلیما کثیرا کثیرا کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون **امابعد** کہتا ہے بندہ مسکین عاجز **سیّد احمد حسن** کہ جب بندہ نے سیرۃ النبی علیہ صلوٰۃ الولی حالات نبویہ میں لکھنا شروع کی اور منجملہ مضامین سیرت کے ایک مضمون حضرت سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاہا کے حالات کا بھی لکھنا ضرور تھا پس اس مضمون کو تفصیلاً لکھنا مناسب و بہتر معلوم ہوا اسلیے کہ آپ تمام جہان کی عورتوں کی سردار اور حضرت باعث موجودات فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ ہیں آیندہ مضامین سے معلوم ہوگا کہ آپ کی محبت کس درجہ تقرّب خدا و رسول کا ذریعہ ہے اگر تمام جان و مال آپ پر قربان کردیا جائے تب بھی آپ کا حق محبت و حق فضیلت ادا نہیں ہوسکتا غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ مخلوق کو خصوصاً عورتوں کو جو آپ کی محبت کا بڑا دم (جھوٹا) بھرتی ہیں آپ کے حالات معلوم کرکے ہدایت اور نصیحت ہو اور معلوم ہو کہ آپ کی رضامندی جو عین اللہ کی رضا ہے کون سے اعمال سے نصیب ہوسکتی ہے نیز آپ کو جو یہ کمال یعنی سرداری تمام

Presented by www.ziaraat.com

جہان کی عورتون پر حاصل ہوئی ہے کن اعمال کی بدولت میسر ہوئی ہے پس حق باطل سے جدا ہو جائے اور دوست اور دشمن کھل جائے اور پھر اس نفع رسانی اور محبت جگر گوشۂ رسول کے صلہ مین اس ناکارہ کو رضائے حق اور دین کامل نصیب ہو اور چونکہ اسوقت تک بندہ کی نظر سے باوجود تلاش اس خاص مضمون کی کوئی مفصّل اور مدلّل و مرتّب کتاب نہین گذری اسلیے ضروری سمجھا کہ یہ مضمون قلمبند کیا جاوے واضح ہو کہ اس کتاب مین مضامین معتبر درج کیے جاتے ہین ہر قسم کے مضامین خشک و تر کا درج کرنا بیسری و نیز تمام دینداروں اہل علم و تحقیق کی شان کے شایان نہین اور گناہ کا باعث ہے چنانچہ بندہ کی تصانیف دیکھنے والون پر ظاہر ہے کسقدر احتیاط نقل روایات اور اثبات مقاصد مین کیجاتی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک اس کتاب مین دو باب ہین۔ پہلے باب مین آپ کی اسماء مبارک اور ولادت شریف اور نکاح اور وفات شریف کا بیان ہے اور دوسرے باب مین احادیث اور قرآن مجید سے جو فضائل آپکے ثابت ہین وہ قلمبند کیے گئے ہین اور علی الاطلاق آپ کا سردار زنان عالم ہونا ثابت کیا گیا ہے اور فضائل مذکورہ مین بعض مناقب خود آپکے اعمال سے ثابت ہین اور باقی فضائل قرآن وحدیث مین مخبران صادق کی اطلاع سے حاصل ہوئے ہین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ٥

پہلا باب اسماء مکرمہ اور ولادت شریف و نکاح اور وفات شریف کے بیان مین اور اس باب مین کئی فصلین ہین۔

پہلی فصل اسماے شریفہ کے بیان مین

اسم ذات (علَم) آپ کا فاطمہ[1] ہے اور لقب[2] شریف زہرا اور بتول[3] ہے۔ اگرچہ اسم ذات مین مناسبت معنویہ شرط نہین مگر بہتر ہے کذا قال السید الشریف فی حاشیۃ الکشاف اور منصب نبوت کے مناسب بھی

---

[1] بروزن فاعلہ ثانی بروزن حمرا و ثالث بروزن فعول بفتح فا ۱۲ منہ [2] وہ نام جو دلالت کرے مدح یا برائی پر ۱۲ اک دم [3] ذکر عن جعفر بن محمد قال کانت کنیۃ فاطمہ بنت رسول اللہ ام ابیہا کذا فی الاستیعاب ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

یہی ہے کہ اِس مناسبت کا لحاظ رہے پس فقیر کے نزدیک یہ مناسبت معلوم ہوتی ہے کہ فاطمہؓ کے لغوی معنی ہین دو برس کے بعد بچہ کو دودھ سے علٰحدہ کرنے والی تو اِس نام مین نیک فالی ہے اِس امر کی کہ آپکے اولاد (دیندار) پیدا ہوگی (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نیک فالی کو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے اور بدشگونی کو ناپسند) اور بتولؑ اسوجہ سے لقب ہوا کہ بتل بفتح بامعنی قطع ہے پس بتول المعنی قطوع بفتح اول بصیغۂ اسم فاعل ہوا جسکے معنی کاٹنے والی پس چونکہ آپ دنیا کے علاقون کو قطع کرچکی تھین اِسلیے اس مبارک نام سے مشرف ہوئین کذا فی غیاث اللغات اور زہراؑ اسوجہ سے لقب مبارک ہوا کہ آنحضرت مقدسہ گورے رنگ کی تھین یہ لقب ماخوذ ہے زہرۃ بالضم سے جسکے معنی سفیدی اور حُسن کے ہین کذا فی الغیاث۔

دوسری فصل

اسمین آپ کی ولادت شریف اور نکاح کا بیان ہے۔ حضرت سیدۃ النساءؑ کی ولادت شریف جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے پانچ سال پہلے واقع ہوئی ایسا ہی فرمایا ہے شیخ ابن الجوزی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے۔ اور امام ذہبی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کی پیدایش قبل نبوت بیان کی ہے آپ جناب رسول اللہؐ جیسے مقدس باپ کے سایہ مین اور حضرت خدیجہؑ رضی اللہ تعالی عنہا جیسی مہربان اور سمجھدار مادر مشفقہ کی گود مین بہنون کے ہمراہ پرورش پاتی رہین۔ اِن کو پانچوان سال شروع تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا وہ نور اللہ تعالی نے چمکایا جسکا ذکر بیان کی حاجت نہین رکھتا جب حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی تو حضرت خیر النساء کی عمر چودہ سال کے قریب تھی اِسکے تین برس کے بعد بحکم الٰہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور اس مقدس شہر کو اپنے مبارک قدمون سے منور اور معزز فرمایا اور وہان تشریف لیجا کر اطمینان سے ٹھہرنے کے بعد آپ نے اپنے تمام اہل وعیال کو مکہ سے مدینہ بلالیا جن مین حضرت خیر النساء فاطمہ زہراؑ بھی تھین۔

وقال بعضہم انہا ولدت بعد السنۃ الواحدۃ من النبوۃ ۱۲ منہ ۵۴ بر وزن فعیلہ یعنی بفتح فاو کسر دال ۱۲ منہ

حضرت خیر النساء کے مبارک نکاح کا بیان

اب چونکہ آپ کی عمر شادی کے مناسب ہو گئی تھی اسلیے جناب فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خیال تھا اوّل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے حضرت رسول مقبول سے اس دولت بے بہا کی درخواست کی تھی آپ نے صغر سنی (کم عمری) کا عذر فرمادیا تھا۔ پھر حضرت علی نے اپنے اہل وخواص کے اصرار سے (اصرار کی اسلیے حاجت ہوئی کہ آپ کو امید نہ تھی کہ حضور میرے رشتہ کو قبول فرماوینگے جبکہ حضرت شیخین کی درخواست منظور نہ فرمائی پس ترغیب اور لوگون کے امید دلانے سے اس درخواست کی جرأت ہوئی ورنہ ایسی بے بہا نعمت کے لیے اصرار کی کیون حاجت ہوتی) اور موافق بعض روایتون کے حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ترغیب سے شرماتے ہوئے خود حاضر ہو کر زبانی عرض کیا آپ پر فوراً وحی نازل ہوئی اور روضۃ الاحباب گفتہ شیخ زرندی در کتاب نظم درر السمطین روایت میکند از انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کہ گفت من نزد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نشستہ بودم کہ آثار وحی در بشرۂ مبارک وے ظاہر شد وچون وحی منجلی گشت فرمود اے انس ہیچ میدانی کہ جبرئیل برائے من از نزد خداوند عرش چہ پیغام آوردہ گفتم یا رسول اللہ پدرم ومادرم فدائے تو باد چہ آوردہ فرمود کہ این آوردہ ان اللہ تعالیٰ یامرک ان تزوج فاطمۃ من علی۔

قد نقلت هذه الروایة لان الاماء والشوكانی ذكر مثل هذه الروایة عن غیر طریق الروایة المذكورة فی هذا الكتاب ثم قال انه موضوع فنقلت كیلا یذهب علی احد ان مقصود الروایة المذكورة موضوع فافهم حق الفهم

اور آپ نے اُن کی عرض کو قبول کیا۔ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ نکاح حضرت سیدۃ النساء کا دوسرے سال ہجرت کے رجب یا صفر کے مہینے مین ہوا اور عمر شریف اُسوقت آپکی اٹھارہ

سلہ یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

نکاح فرمادیا اور چارسو مثقال چاندی (جسکے انگریزی سکہ سے بعضون کے نزدیک اکیسو پچاس ۱۵۰ روپے
اور بعضون کے نزدیک اکیسو چھپن ۱۵۶ روپے اور بعضون کے نزدیک اکیسو سینتیس روپیہ ۱۳۷ ۸ آنہ ہوتے ہین اور اخیر
قول کو مولنا شاہ اشرف علی صاحب نے بہشتی زیور مین اختیار کیا ہے) مہر مقرر فرمایا اور ایک طباق
چھوہارون سے بھرا ہوا لوگون مین لٹا دیا اور حضرت فاطمہؓ کو حضرت ام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علیؓ کے
گھر بھیجدیا (حضرت ام ایمنؓ بڑے درجہ کی صحابیہ اور رسول مقبولؐ کی دایہ ہین انکا حال بہشتی زیور
حصہ آٹھ مین درج ہے اور قابل دید ہے۔ امام سیوطیؒ نے جامع صغیر مین انکی شان مین ایک معتبر حدیث
نقل کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو جنت کی بیوی سے نکاح کرنا چاہے وہ ان سے نکاح کرے اور
توکل کی ان کے اندر بڑی قوت تھی اسیوجہ سے جناب رسول مقبولؐ نے ان کو مال جمع کرنے اور
آج کا کھانا کل باقی رکھنے کے لیے منع فرمایا تھا اس روایت کو امام غزالی رضی اللہ عنہ نے احیاء العلوم
مین نقل فرمایا ہے) جہیز آپ کا موافق روایت ازالۃ الخفاء مؤلفہ مولٰنا شاہ ولی اللہ محدث قدس سرہ
یہ تھا۔ دو چادر یمانی جو سوسی کے طور پر ہوتی ہین دو نہالی جسمین السی کی چھال بھری تھی اور چار
گدی اور دو بازو بند چاندی کے اور ایک کملی اور ایک تکیہ اور ایک پیالہ اور ایک چکی اور
ایک مشکیزہ اور گھڑا اور بعضی روایتون مین ایک پلنگ بھی آیا ہے۔ اور روضۃ الاحباب مین مذکورہ
چیزون کے علاوہ یہ چیزین اور زیادہ کی ہین۔ ایک گھڑا (علاوہ مذکورہ کے) اور ایک چھلنی اور
ایک کوزہ۔ مدینہ حضرت رسول مقبولؐ کا اصلی وطن تو تھا ہی نہین آپ اور آپ کے ساتھ مکہ سے
آنیوالے لوگ سب مسافر تھے انصار (مدینہ کے جن لوگون نے بیعت ہو کر رسول مقبولؐ کو مدینہ مین بلایا
اور آپ کی خدمت و مہمانداری کی تھی اُن کو انصار کہتے ہین اور جو لوگ وطن چھوڑ کر مدینہ منورہ مین
آرہے تھے انکو مہاجرین کہتے ہین) نے جو کچھ مکان دیدیے تھے یا کسی نے خرید لیا تھا اُن ہی مین رہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ابھی تک حضرت ابوایوبؓ انصاری (یہ مشہور صحابی ہین پہلے زمانہ کے عالمونکی اولاد مین تھے یعنی حضور سے پہلے
زمانہ کے عالمونکی نسل مین تھے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ آکر اول ان ہی کے مکان مین رہے) کے مکان مین ٹھہرے

فضائل حضرت ام ایمنؓ

۱؎ وہو ثابت باسناد کما فی شرح الاحیاء ۱۲ منہ ۲؎ بفتح ہمزہ جمع نصیر بمعنی مددگار ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

[illegible]

ہوئے تھے جب حضرت فاطمہؓ کا نکاح ہوا تو حضرت علیؓ نے ایک مکان کرایہ پر لے لیا اور اُسمین رہنے لگے اور حضورؐ سے عرض کیا کہ اگر آپ حضرت حارثہ (بن نعمان حارثہ بروزن فاعلہ بکسر عین ایک صحابی ساکن مدینہ کا نام ہے) سے ہمارے رہنے کے لیے مکان کی سفارش فرما دین تو بہتر ہو کہ انکے مکان مین ہمکو آرام ملیگا آپنے فرمایا کہ مجھے اُن سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہین یہ خبر حضرت حارثہؓ کو پہونچی اُنھون نے حضور سرورِ عالمؐ سے عرض کیا کہ یا حضرت جن کے لیے (یعنی حضرت فاطمہؓ و حضرت علیؓ) مکان کی ضرورت ہے وہ مجھکو اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہین مکان حاضر ہے آپ نے اُنکی اس مروّت اور ہمت پر دعا فرمائی اور حضرت حارثہؓ نے اپنا ایک مکان حضرت علیؓ کے لیے خالی کر دیا۔ اور روضۃ الاحباب مین حضرت فاطمہؓ کا جانا ہمراہی حضرت ام سلیمؓ منقول ہے ممکن ہے کہ حضرت ام سلیمؓ اور حضرت ام ایمنؓ دونون ہمراہی مین گئی ہون۔ چلتے وقت حضور سرورِ عالمؐ نے حضرت ام سلیمؓ سے یہ فرما دیا تھا کہ میری بیٹی کو حضرت علیؓ کے گھر لیجا کر اُن کے سپرد کر دو اور کہدو کہ مین بھی آتا ہون پس آپ بعد نماز عشا تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہؓ سے پانی طلب فرمایا وہ ایک لکڑی کے پیالہ مین پانی لے آئین حضورؐ نے اپنا تھوک مبارک اسمین ڈالدیا اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ اِدھر منھ کرو اور اُن کے سینۂ مبارک اور سرِ مبارک پر تھوڑا پانی چھڑکا اور دعا فرمائی کہ الٰہی ان کو اور انکی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ مین دیتا ہون پھر فرمایا کہ اِدھر پیٹھ کرو اور آپ نے پھر وہی عمل کیا لیکن پانی نہ چھڑکا پھر ارشاد ہوا کہ بسم اللہ برکت کے ساتھ اپنے گھر مین جاؤ[1]۔ اور ایک روایت مین ہے کہ ایک برتن مین پانی لیکر اُسمین لعاب مبارک ڈالا اور معوذتین پڑھکر دعا کی پھر حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو سلسلہ وار حکم دیا کہ اسے پی لو اور وضو کر لو پھر دونون صاحبون کے لیے دعا سے

روی ابن حبان قریبا منہ و فیہ ذکر علیؓ و عمل بہ ال بند مرۃ

[1] اور اس پہلی روایت مین حضرت علیؓ کے ساتھ یہ عمل حضورؐ کا منقول ہے کہ آپنے کچھ پانی اُسمین سے اُنکے سر پر اور درمیان دونون کندھون کے چھڑکا اور فرمایا کہ اے اللہ مین اسکو (یعنی حضرت علیؓ کو) اور اسکی اولاد کو تیری پناہ مین دیتا ہون شیطان مردود سے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ فرمایا اے اللہ بیشک۔ دونون مجھسے ہین اور مین اِن دونون سے جیسا کہ تو نے مجھسے گناہ دور کیے اور مجھے پاک کیا پس اِن دونوں کو بھی پاک کر ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

الفت و برکت اولاد و خوش نصیبی و طہارت از معاصی کی فرمائی اور فرمایا کہ جاؤ آرام کرو۔
فقیر کہتا ہے کہ ممکن ہے دونوں عمل آپ نے فرمائے ہوں پس روایات میں اختلاف نہ رہا اور حضورؐ نے کام اسطرح تقسیم فرمایا کہ باہر کا کام حضرت علیؓ کے ذمہ اور گھر میں کا کام حضرت فاطمہؓ کے ذمہ اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ باہر کا کام حضرت علیؓ یا اُنکی والدہ صاحبہ انجام دیں یہ حضورؐ نے فرمایا تھا (غالب یہ ہے کہ والدہ ماجدہ حضرت علیؓ کی اُسوقت بوڑھی ہونگی نیز بوجہ اُس زمانہ کے بابرکت ہونے کے بہت سخت احتیاط پردہ کی جیسی کہ آج کل ضرور ہے نہ تھی عورتیں مسجد میں نماز کو بھی آتی تھیں مگر یہ حکم حضرت عائشہؓ کے زمانہ سے منسوخ ہوگیا چونکہ وہ برکت نہ رہی اور فتنہ پیدا ہوگیا۔ پردہ کے پورے مسائل اصلاح الرسوم اور بہشتی زیور میں مُلاحظہ ہوں اور اُسی کے موافق عملدرآمد کرنا چاہیے) اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو کچھ چھوہارے اور منقّے ولیمہ کے لیے خود مرحمت فرمائے۔ اور ایک جماعت انصار نے کئی صاع (صاع ۲۷۰ تولہ کا ایک وزن ہے کذا فی کریم اللغات) جو حضرت علیؓ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیے پس ولیمہ آپ کا یہ چند صاع جو تھے اور کچھ چھوہارے اور کچھ مالیدہ۔ ولیمہ کا یہ سامان اصلاح الرسوم سے نقل کیا گیا ہے۔ صاحبو یہ دونوں جہان کی شاہزادی اور تمام عورتوں کی سردار مقبول بیوی کی شادی ہے جسمیں ترک دنیا اور زہد کا جلوہ نظر آرہا ہے جسکے باپ سردار تمام مخلوق کے ہوں اور جن کے پیروں تلے روے زمین کے خزانے ہوں اگر چاہیں اور اُنکی صاحبزادی محبوبہ اور لخت جگر کی شادی اس طرح سے ہو تو صد افسوس ہے اور بڑی نحوست ہے اُن اُمتیوں پر جو اپنی شادیاں گناہوں اور تکلفات کے ساتھ کریں اس مقدس نکاح کے متعلق کچھ فائدے ہیں جو اصلاح الرسوم میں درج ہیں اُنکو ضرور ملاحظہ فرمائیے یہاں نقل کرنا طوالت سے خالی نہیں اسلیے ترک کیا۔ دنیا جیسی ناپاک چیز کی طرف اس مبارک خاندان نبویؐ نے کبھی توجہ ہی نہ فرمائی جن کے گھر مہینوں چولھے میں آگ نہ جلی اور جنھوں نے فقر و فاقہ کو اپنا فخر اور اپنی عزت سمجھا اور اُمّت کو بھی اسی کی رغبت دلائی محبت اور تابعداری کا یہی مقتضا ہے کہ ہم لوگ بھی بالکل یہی طریق اختیار کریں بقدر ضرورت دنیا پر کفایت کریں جس سے

Presented by www.ziaraat.com

نیک اعمال بجالاسکین اور دنیا کو مسافرخانہ سمجھین اور بس ہر امر مین حضورؐ کا طریق اختیار کرین
شعر جگہ جی لگانے کی دنیا نہین ہے ۔ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہین ہے ۔ عذاب دوزخ
نہایت دردناک ہے چند روزہ دنیا کو جیسے ہوسکے گذار کر فلاح دینی اور رضاے آلٰہی ورد دوزخ
سے نجات حاصل کرنا چاہیے۔

تیسری فصل حضرت فاطمہؓ کی وفات شریف کے بیان مین۔ حضرت فاطمہؓ کی عمر شریف اٹھائیس
سال کی اور بقول بعض کچھ کم تھی کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات فرمائی جناب
سیدۃ النساء کو بے حد صدمہ ہوا حتیٰ کہ حضورؐ کی وفات شریف کے بعد کسی نے آپ کو ہنستے نہ دیکھا
آخر اسی صدمہ مین عالم بقا کو تشریف لے گئین اور یہ نازک واقعہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
وفات شریف کے چھ ماہ[1] بعد پیش آیا۔ روضۃ الاحباب مین منقول ہے کہ حضرت علیؓ حضرت سیدۃ النساء
کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے اے رسول اللہ کی بیٹی مین اپنے دل دردمند کو بعد جناب رسول
مقبولؐ کے تمسے تسکین دیتا تھا (کہ آپ نمونہ تھین آنحضرتؐ کا) اب تمھارے بعد کس سے اپنے دل کو
تسکین دونگا اور بہت روئے اور یہ دو بیتین فرمائین ۔ لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ ۔ وکل الذی
غیر الفراق قلیل ۔ وان افتقاری فاطماً بعد احمد ۔ دلیل علی ان لا یدوم خلیل ۔ ترجمہ یہ ہے کہ جہان دو دوستون
کا اجتماع ہوگا فرقت اور جدائی ضرور پیش آوے گی اور جدائی کثرت سے ہے اور چیزین جدائی کے
سوا کم ہین اور میری تسکین قلب کے لیے فاطمہؓ کی حاجت بعد جناب رسول مقبولؐ کے دلیل ہے
کہ کوئی دوست ہمیشہ نہ رہے گا۔ وفات شریف ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ منگل کی رات مین
واقع ہوئی۔ اُس زمانہ مین عورتون کے جنازے کو بھی اسی طرح لیجاتے تھے جیسے کہ آج کل مُردون کے
جنازے کو لیجاتے ہین کوئی خاص پردہ نہ ہوتا تھا حضرت سیدۃ النساء کو اسکی بڑی فکر تھی کہ میرا
جنازہ باہر کو بغیر (اعلیٰ درجہ کے پردہ کے) جاوے گا اور لوگ دیکھین گے آپ کو اعلیٰ درجہ کی شرم تھی
(تف ہے اُن پر جو دعوی محبت حضرت فاطمہؓ کا کرین اور علانیہ بے پردہ پھرین اور آپ کی پیروی سے

[1] فیہ اقوال اخری لکنہ اصح عند صاحب روضۃ الاحباب حیث قال وھو الاصح وعلیہ اعتمد مرشدی ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

رواج گہوارۂ جنازہ

دور رہین حیائے شرعی بہت بڑی نعمت ہے جسقدر ایمان کامل ہوگا اُسیقدر حیا وغیرت کامل ہوگی اسکے متعلق بقدر ضرورت مضمون شرح چہل حدیث مین لکھ چکا ہون ملاحظہ کر لیا جاوے) مرنے سے کئی روز پہلے آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بی بی حضرت اسمارؓ سے اسکا ذکر کیا اُنھون نے کہا کہ مین نے حبشہ مین دیکھا ہے کہ عورت کے جنازہ[ا] پر درخت کی نرم شاخین باندھکر ایک ڈولے کی صورت پردہ ڈالنے کے لیے بناتے ہین جس سے نعش نظر نہین پڑتی اور جیسا آج کل رواج ہے جسکو گہوارہ کہتے ہین بناکر دکھلایا اُسے دیکھکر حضرت فاطمہؓ بہت خوش ہوکر ہنسین (آنحضرتؐ کی وفات کے بعد زندگی بھر مین صرف ایک دفعہ اسی بات پر ہنسی ہین) اور حضرت اسمارؓ سے فرمایا کہ میری وفات کے بعد تم ہی مجھکو غسل وکفن دینا اور کسی کو نہ آنے دینا اور جیسا تمنے دکھلایا ہے میرے جنازے پر ضرور اسی طرح کا پردہ بنادینا۔ حضرت علیؓ ونیز حضرت امام حسنؓ وحضرت امام حسینؓ کو آپ کی وفات شریف کا بڑا صدمہ ہوا۔ آپ کے غسل کی نسبت مختلف روایتین ہین بندہ اپنی سمجھ کے موافق اُن سب کو نقل کرکے باہم مطابقت کیے دیتا ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو یہ امر ثبوت کو پہونچا ہے کہ حضرت علیؓ نے خود غسل دیا اور اس روایت کی صحت کا قرینہ آیندہ آویگا دوسری روایت جسمین حضرت اسمارؓ کا غسل دینا مذکور ہے تیسری روایت جسکو محمد بن سعد کاتب واقدی اپنے طبقات مین لائے ہین اور کتاب کشف الغمہ مین مسند امام احمدؒ سے نقل کیا ہے اسطرح ہے کہ حضرت سیدۃ النسارؓ نے اپنی وفات کے دن جبکہ حضرت علیؓ کسی کام سے باہر مکان کے تشریف لے گئے تھے حضرت سلمیٰؓ سے جو جناب رسول اللہؐ کی آزاد کردہ لونڈی تھین فرمایا کہ میرے لیے پانی تیار کرو تاکہ نہالون حضرت سلمیٰؓ فرماتی ہین مین نے حکم کی تعمیل کی پس آپنے نہایت عمدہ طور سے غسل فرمایا پھر آپ نے صاف کپڑے طلب فرمائے اور پہن لیے اور مجھ سے فرمایا کہ میرا بستر درمیان مکان مین بچھادو سو مین نے بچھا دیا آپ نے اُسجگہ قبلہ رو ہوکر

[ا] بالفتح تختے کہ مردہ را برآن دارند و بالکسر مردہ وعکس این نیز گفتہ اند ۱۲ م [ب] جنازہ با مردہ ۱۲ منتخب ۱۲ [ج] لا تلتفت الی قول الامام الشوکانیؒ حیث یقول لا یصح (اے لا یثبت) فانہ دعوی بلا دلیل قد ذکرت سندہ وقد رواہ البیہقی ایضاً ۱۲ منہ

اور دا ہنا ہاتھ مُنھ مُبارک کے نیچے رکھکر تکیہ لگایا اور فرمایا اے سلمیٰؓ مین اسوقت اِس جہان سے جاتی ہون اور مین نے غسل کرلیا ہے چاہیے کہ مجھے کوئی برہنہ نہ کرے یہ فرمایا اور عالم آخرت کو تشریف لے گیئن (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) جب حضرت علیؓ واپس تشریف لائے ہمکو روتے دیکھا پس دریافت فرمایا کہ کیا ہوا مین نے پورا حال بیان کردیا آپ نے مرحومہ کی وصیت کے موافق دفن فرمادیا۔ شامی جلد اول صفحہ ۵۷۶ مصری مین ہے کہ حضرت علیؓ کا غسل دینا حضرت فاطمہؓ کو یہ خصوصیت تھی ہر خاوند کو یہ امر جائز نہین اور حنفیہ کا یہی مذہب ہے اور مفصل بیان اسکا احیاء السنن مین ہے احتمال ہے کہ حضرت علیؓ نے خود غسل دیا ہو یا غسل مین اعانت کی ہو جسکو مجازاً غسل کہدیا گیا اِس لیے کہ بعض روایات مین حضرت اسماءؓ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینا منقول ہے جیسا کہ گذرا۔

تیسری روایت جسمین آپ کا کشف مذکور ہے اگر ثابت تسلیم کیجاوے اُسکا یہ جواب ہے جو ذرہ غور سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ آپ نے غسل کو منع نہین فرمایا تھا بلکہ غرض یہ تھی کہ چونکہ مَین نہا چکی ہون غسل مین زیادہ مبالغہ نہ کیا جاوے بلکہ معمولی طور پر غسل دیدیا جاوے زیادہ مبالغہ کرنے مین بدن زیادہ کھل جاتا ہے پس معمولی طور پر غسل مین یہ بات نہ ہوگی چنانچہ وصیت کی تعمیل کردی گئی اَب بحمد اللہ تعالیٰ اِن مختلف روایات کی نہایت عمدہ طور پر مطابقت ہوگئی اور اختلاف باقی نہ رہا یہ مقام ذرہ دشوار تھا اللہ کا بیحد احسان ہے کہ سہولت سے یہ مضمون قلب پر وارد ہوگیا اور ظن غالب یہی ہے کہ واقع مین بھی یہ مضمون صحیح ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم یہ میری سعی کا منتہیٰ ہے اگر اس سے بہتر کسی کے فہم مین کوئی صورت تطبیق روایات کی آجاوے وہ اُسے اختیار کرلے اور شکر بجالاوے الغرض حسب ہدایت حضرت سیدہ آپکا جنازہ درست کیا گیا۔ مسلمانون مین سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ پر اِس قسم کا گہوارہ باندھا گیا ہے پھر حضرت زینبؓ (یہ بیوی ہین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور

لے اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ حضرت سیدۃ النساءؓ نے وصیت کی تھی حضرت علیؓ کو کہ آپ میرے بعد میری بھانجی امامہؓ (جو حضور سرور عالم کی خاص محبوبہ تھین) دختر حضرت زینبؓ بنت رسول مقبولؐ سے شادی کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ کتنا بڑا کمال ہے کہ باوجود اس بات کے کہ سوکن سے طبعی نفرت ہوتی ہے آپ نے اپنی بھانجی کے لیے یہ امر تجویز فرمایا اور حضرت علیؓ کو نکاح کی رغبت دلائی چونکہ آپ کا قلب منور اور صاف تھا اسواسطے اس طبعی امر کی کدورت نے اُسمین اثر نہ کیا وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی کامل محبت قلب مین جاگزین ہوتی ہے تو دیگر امور کا اثر بہت ہی کم ہوتا ہے منہ

Presented by www.ziaraat.com

بخش کی بیٹی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ حضرت فاطمہؓ کے بعد حضرت سودہؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازہ پر گہوارہ
باندھا گیا) پر اسیطرح رکھا گیا اسکے بعد مسلمانون مین رواج ہو گیا بوجہ غلبۂ حیا وشرم کے حضرت سیدہؓ کی
یہ بھی خواہش تھی کہ وہ رات ہی مین دفن ہون چنانچہ اسی وجہ سے اُسی رات کو اہل مدینہ
کے قبرستان بقیع مین لے گئے اور حضرت علیؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اسقدر جلد رات ہی کو
دفن ہو جانے کی وجہ سے بہت سے لوگون کو اسکی خبر بھی نہ ہوئی اور افسوس رہگیا کہ ایسے
برکت والے جنازہ سے محرومی رہی (آپ کے دفن کی جگہ مین اختلاف ہے ایک قول تو
اوپر بیان ہو چکا بعض نے یہ کہا ہے کہ اپنے مکان مین دفن ہوئین جو اب مسجد نبوی
کے فرش مین آکر برابر ہو گیا ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ ایک اور جگہ دفن ہوئین جسکو مسجد
فاطمہؓ کہتے ہین اور وہ بیت الاحزان کے نام سے مشہور ہے اور بقیع مین واقع ہے دوسرا
قول بعید معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم۔

تیسری فصل اس فصل مین آپ کی اولاد کا بیان ہے۔ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی اولاد مین صرف جناب سیدۃ النساءؓ کی اولاد باقی رہی جس سے باعتبار اولاد کے
حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نیز حضرت فاطمہؓ کا نام پاک جاری ہے۔ حضرت سیدہؓ کے تین صاحبزادے
تھے۔ امام حسنؓ۔ امام حسینؓ۔ محسنؓ اور تین بیٹیان زینبؓ۔ ام کلثومؓ۔ رقیہؓ۔ حضرت محسنؓ
اور حضرت رقیہؓ کا بہت چھوٹی عمر مین اللہ تعالی سے وصال ہو گیا تھا آج دنیا مین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد حضرت فاطمہؓ کے دو صاحبزادون حضرت سیدنا امام حسنؓ
اور حضرت امام حسینؓ سے جاری ہے حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے اور حضرت زینبؓ کی
شادی حضرت علیؓ نے اپنے بھتیجے عبداللہؓ بن جعفرؓ سے جو بڑے سخی تھے فرمادی تھی جناب فاطمہ
زہراؓ کی اولاد مین اللہ تعالی نے بڑی برکت دی بڑے بڑے دین کے پیشوا اور مقدس حضرات
جیسے حضرت امام محمد باقرؒ اور امام جعفر صادقؒ اور حضرت سیدنا غوث الاعظم وغیرہم رضی اللہ
عنہم وارضاہم اور حضرت خاتم الخلفاء سیدنا ومولٰنا امام مہدی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام

Presented by www.ziaraat.com

بھی آپ ہی کی اولاد مین ہون گے فصلی اللہ علیٰ ابیھا و علیھا وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون - مولنا مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم نے فرمایا ہے کہ ہونا حضرت امام مہدی کا حضرت امام حسنؓ کی اولاد مین آمین دو حکمتین ہین (یعنی ہمارے فہم مین اور حقیقت حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے) ایک یہ کہ حضرت ابراہیم کے بڑے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ تھے اور چھوٹے حضرت اسحٰقؑ سو جس طرح حضرت اسحٰقؑ کی اولاد مین سب انبیاء ہوئے اور اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد مین ہوئے اسی طرح حضرت امام حسینؓ کی اولاد مین دیگر امام پیدا ہوئے اور خاتم الائمۃ الخلفاء الراشدین حضرت امام مہدی حضرت امام حسنؓ کی اولاد مین ہون گے دوسری یہ حکمت ہے کہ حضرت امام حسنؓ نے برائے حفاظت قتل و خونریزی امت محمدیہ خلافت کو چھوڑ دیا تھا اُسکے عوض اللہ تعالیٰ نے اُن کی اولاد مین ایسی مقدسہ ذات کو پیدا کرے گا جو تمام روے زمین کے بادشاہ ہون گے وینز اعلیٰ درجہ کے منصف اور دیندار ہون گے اور امت محمدیہ کو عمدہ راحت اُن کے زمانہ مین نصیب ہوگی جیسے کہ حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنی جان خدا کی راہ مین دیدی تھی یعنی ذبح کے لیے تیار ہوگئے تھے اور حق تعالیٰ نے اُنکی اولاد مین جناب رسول مقبولؐ کو پیدا کیا جن سے عالم روشن ہوگیا اور گمراہی سے ہدایت نصیب ہوئی - مولنا صاحب مرحوم کی عبارت کو بندہ نے اپنے نزدیک مناسب سمجھکر ضروری تغیر کے ساتھ نقل کیا ہے لیکن اُس عبارت کا اصلی مطلب نہین فوت ہونے دیا -

باب دوم اسمین فضائل حضرت سیدۃ النساءؑ کے درج کیے جاتے ہین اول احادیث عربی زبان مین پھر اسکی شرح اردو مین تحریر کیجاتی ہے

(۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عِنْدَهٗ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ مَا تَخْفٰی مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهَا قَالَ مَرْحَبًا[۱]

[۱] اسم المصدر وفعلہ محذوف والجملۃ دعائیۃ ومعناہ فراخی من باب کرم ۱۲

بِابْنَتِي ثُمَّ اَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَاِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَا اَخْبَرْتِنِيْ قَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْاَمْرِ الْاَوَّلِ فَاِنَّهٗ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاَنَّهٗ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَاِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّنِيْ الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهٖ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَتْبَعُهٗ فَضَحِكْتُ (رَوَاهُ الشَّيْخَانِ)

قال فی الصراح ... ۱۲

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیاں حضور کے پاس (موجود) تھیں پس حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں اور حضرت فاطمہؓ کی رفتار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال سے جدا نہ تھی (یعنی اُنکی چال ایسی تھی جیسی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال) سو جبکہ حضور نے اُن کو دیکھا فرمایا خوشی ہوا ور کشادگی ہو میری بیٹی کو پھر حضور نے اُن کو بٹھلایا پھر پوشیدہ اُنسے گفتگو فرمائی پس وہ بہت روئیں تو جب آپ نے اُنکا غم دیکھا دوبارہ پوشیدہ بات چیت فرمائی تو یکایک ہنسنے لگیں پھر جب رسول مقبولؐ اپنی جگہ سے کھڑے ہوگئے (حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں) میں نے اُنسے پوچھا کہ وہ پوشیدہ بات جو تمسے حضورؐ نے فرمائی تھی کیا تھی حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ میں حضور رسول مقبولؐ کا بھید نہیں کھولتی (اس سے بھید کا ظاہر نہ کرنا ثابت ہوتا ہے اور اسکی پوری تفصیل اور احکام جبل حدیث کی شرح میں لکھ چکا ہوں وہاں ملاحظہ فرمائیے) پھر جب جناب سرور عالمؐ کا وصال ہوگیا تو میں نے کہا کہ میں تم کو

لہ وما روی الترمذی والو الشیخ فی ہذہ القصۃ لفظ الا مریم بنت عمران بعد قولہ سیدۃ نساء العالمین وصلہ قبلک آیۃ لا توازی روایۃ الشیخین متفق علیہ ۱۲

قسم دلاتی ہون بوجہ اُس حق کے کہ میرا تمپر ہے یعنی حق صحبتِ مادری (اسلیے کہ ازواج رسول اللہؐ سب مسلمانون کی روحی مائین ہین) فرمایا حضرت فاطمہؓ نے کہ اب مین بیان کرتی ہون (کہ حضورؐ اس عالم سے تشریف لے گئے اور وہ راز خود بخود ظاہر ہوگیا اُسکا پوشیدہ کرنا فقط آپ کی حیات تک تھا) وہ بھید یہ ہے کہ آپ نے پہلے مجھے خبر دی تھی کہ حضرت جبرئیلؑ ہر سال مجھسے قرآن کا دَور ایک بار کرتے تھے اور اس سال دو بار فرمایا (تاکہ حفاظت احکام خوب اچھی طرح ہوجاوے) اس سے معلوم ہوا کہ میری وفات قریب ہی ہے سو تم پرہیزگاری پر قائم رہو اور تقویٰ کو بڑھاؤ اور صبر کرو بیشک مین اچھا آگے جانے والا ہون تمھارے لیے (اسلیے کہ مطابق حکمت خداوندی کے تمھارے لیے میرا آگے جانا بہتر ہے پھر گھبرانا کیا) سو مین روئی جب آپ نے میری گھبراہٹ دیکھی تو دوبارہ پوشیدہ گفتگو فرمائی کہ اے فاطمہ کیا تو راضی نہین ہے اس بات پر کہ جنت کی تمام عورتون کی سردار ہو یا (یہ فرمایا) تمام جہان کی عورتون کی سردار ہو (الفاظ مین شک یا تو راوی کا ہے یا حضرت فاطمہؓ نے ہی اسطرح فرمایا حاصل ایک ہی ہے غرض حضورؐ کی یہ تھی کہ گھبرانا نہ چاہیے کہ اللہ نے یہ رتبہ تمکو دیا ہے سو اسکا شکر چاہیے اور وہ یہ ہے کہ مرضی الٰہی پر راضی رہو) پھر آپ نے مجھسے پوشیدہ فرمایا کہ آپ اسی درد اور مرض مین جو اُسوقت موجود تھا وصال فرمائین گے پس مین روئی پھر آپ نے پوشیدہ فرمایا کہ بے شبھہ میرے اہل بیت مین سے سب سے پہلے تم مجھسے ملاقات کروگی (یعنی اس عالم دنیا سے اہل بیت مین سے سب سے پہلے تم رخصت ہوگی) تو مین ہنس پڑی (اس حدیث کو جناب بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

واضح ہو کہ اس حدیث سے کئی امور ثابت ہوے (۱) حضرت فاطمہؓ کا صاحب اسرار نبوی ہونا (۲) رقیق القلب ہونا اور جناب رسول کریمؐ کے ساتھ بے حد محبت رکھنا (۳) حضورؐ کو آپ کا غم گوارا نہ ہوا اور تسلی دینا جس سے خاص محبت ٹپکتی ہے (۴) حضرت فاطمہؓ کا ستر راز رکھنے مین امانت دار ہونا (۵) مطلقاً آپ کا تمام جہان کی عورتون کا سردار ہونا (۶) عالم دنیا سے محبت نہ ہونا اور حضورؐ کو محبت اس درجہ غالب ہونا کہ اپنی موت قریب ہونے سے امید وصال نبوی کا

Presented by www.ziaraat.com

باوجود اسقدر غم کے خوش ہوجانا (۷) حضورؐ کا خاص طور پر حضرت سیدہ کو تقویٰ کی وصیت فرمانا کہ اس خصوصیت کے کاملین اہل ہوتے ہین واضح ہو کہ حدیث مذکور مرض الموت کی حالت مین حضورؐ نے ارشاد فرمائی تھی پس اور بعضی حدیثون مین جو آپ کی فضیلت تمام عورتون پر اضافی وارد ہوئی ہے وہ منسوخ ہین اسلیے کہ حدیث مذکور ان سب سے مؤخر ہے اور ناسخ کا مؤخر ہونا ضرور ہے در حق تعالےٰ کی رحمت جو جناب رسول مقبولؐ کے ساتھ تھی اُسکا اقتضا یہی ہے کہ آیندہ زمانہ مین بہ نسبت زمانۂ ماضی کے کہ آپ کی ترقی ہونہ برخلاف اِسکے (یؤیدہ ایضاً قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اغواعد بلغ من الحی ربہ الکو دا وکما قال) اور علامہ سیوطی قدس سرہٗ کا بھی یہی مذہب ہے پس حضرت فاطمہؓ کو یہ رتبۂ عالیہ بتدریج حاصل ہوا حتیٰ کہ اخیر مین سب سے افضل ہوگئین اور یہی عادت خداوندی ہے کہ کمالات آہستہ آہستہ حاصل ہوا کرتے ہین اور اسمین ایک عظیم الشان حکمت اور اشعۃ اللمعات مین ہے کہ حدیث مین ہے فاطمہؓ اس امت مین ایسی ہین جیسی مریمؑ اپنی قوم مین تھین۔ اس سے بھی ثابت ہوگیا کہ حضرت ممدوحہ تمام عورتون سے اس امت مین افضل ہین اور یہ امت سب اُمتون سے افضل ہے پس حضرت سیدہؓ کا سب عورتون سے افضل ہونا ضرور ہوا اسلیے کہ حضرت مریمؑ اپنی قوم مین سب عورتون سے افضل تھین جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا اور چونکہ اُنکی قوم امت محمدیہ سے رتبہ مین کم تھی پس وہ بھی حضرت فاطمہؓ سے رتبہ مین کم ہوئین جیسا کہ ظاہر ہے اور علامہ سیوطیؒ نے فرمایا ہے کہ حضرت عائشہؓ سے حضرت فاطمہؓ افضل ہین اور یہ اصح مذہب ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک بھی حضرت فاطمہؓ تمام جہان کی عورتون سے افضل ہین اور امام سبکی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو ہمارا اور ہمارے دین کا مختار ہے وہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ سب سے افضل ہین اُنکے بعد حضرت خدیجہؓ اُنکے بعد حضرت عائشہؓ اور بعضون نے حضرت فاطمہؓ سے حضرت عائشہؓ کو بڑھکر مانا ہے اور بعضون نے حضرت فاطمہؓ کو حضورؐ کی بیٹیون مین افضل کہا ہے لیکن قوی مذہب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہؓ سب سے بڑھکر ہین اور حضرت امام مالکؒ اور امام سیوطیؒ اور امام سبکیؒ جیسے اکابر امت کا یہی قول ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

(۲) أَتَانِي مَلَكٌ فَسَلَّمَ عَلَيَّ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ لَمْ يَنْزِلْ قَبْلَهَا فَبَشَّرَنِي أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (أَوْرَدَهُ السُّيُوطِيُّ بِرِوَايَةِ ابْنِ عَسَاكِرَ عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوعًا بِسَنَدٍ صَحِيحٍ)۔

ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا پس اُسنے مجھے سلام کیا اور وہ آسمان سے اُترا اس بار سے پہلے (کبھی) نہین اُترا تھا اور اُسنے خوشخبری دی مجھے کہ بیشک حسنؑ اور حسینؑ جنت کے جوانون کے سردار ہین اور بیشک فاطمہؑ جنت کی عورتون کی سردار ہے (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کا حالت بڑھاپے مین وصال ہوا ہے پس جوان ہونے سے یہ مراد ہے کہ اُن لوگون کے جنکے اخلاق مثل سخاوت عبادت وغیرہ جوانون کی طرح ہون گے یہ دونون حضرات سردار ہین اور جنکے اخلاق اس درجہ کے نہ ہون گے اُنکے سردار تو بطریق اُولی ہون گے۔ اس حدیث سے مطلقاً حضرت فاطمہؑ کا سردار زنان اہل جنت ہونا ثابت ہوا اس حدیث کو ابن عساکر نے صحیح سند سے حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا ہے)

(۳) سَيِّدَاتُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَرْبَعٌ مَرْيَمُ وَفَاطِمَةُ وَخَدِيجَةُ وَآسِيَةُ (أَوْرَدَهُ السُّيُوطِيُّ عَنِ الْحَاكِمِ مَرْفُوعًا بِسَنَدٍ صَحِيحٍ)۔

ترجمہ اہل جنت کی عورتون کی سردار چار عورتین ہین حضرت مریمؑ حضرت فاطمہؑ۔ حضرت خدیجہؓ حضرت آسیہؓ (یہ قول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح سند سے حاکم نے روایت کیا ہے اس حدیث مین سرداری کی شرکت مذکور ہو اور اسکی تفصیل پہلی حدیث کی شرح مین گذر چکی ہے اور حضرت آسیہؓ فرعون کی بیوی تھین یہ مسلمان اور پارسا تھین اور فرعون کمبخت کافر سرکش تھا ایسے سخت کافر کے گھر مین رہکر اپنا ایمان قائم رکھا انکا مفصل قصہ بہشتی زیور حصہ مین دیکھو جامع صغیر مین حدیث ہے کہ حضرت مریمؑ اور حضرت آسیہؓ اور حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنت مین بیویان ہون گی۔ جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے ایسے ہی رتبے پاتا ہے)۔

(۴) فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَسَنَدُهُ صَحِيحٌ)

ترجمہ حضورؐ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے پس جس نے اُسکو غصہ دلایا اُسنے مجھے

Presented by www.ziaraat.com

غصہ دلایا (اسکو بخاری نے صحیح سند سے روایت کیا ہے غرض یہ ہے کہ کوئی شخص ایسی بات کہے جس سے حضرت فاطمہؑ کو غصہ آوے تو یہ امر حضورؐ کی طرف راجع ہوگا گویا کہ اُسنے حضورؐ کو غصے مین ڈالا امام سبکیؒ نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ جو حضرت فاطمہؑ کو بُرا کہے وہ کافر ہے اسلیے کہ اُنکا بُرا کہنا بوجہ اتحاد گویا حضورؐ کو بُرا کہنا ہے)۔

(۵) فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ یَقْبِضُنِیْ مَا یَقْبِضُهَا وَیَبْسُطُنِیْ مَا یَبْسُطُهَا وَاِنَّ الْاَنْسَابَ تَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ غَیْرَ نَسَبِیْ وَسَبَبِیْ[از ضرب ۱۲] وَصِهْرِیْ[بضم العین از نصر ۱۲] (اَوْرَدَهُ السُّیُوْطِیُّ عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ وَالْحَاکِمِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ)۔

ترجمہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے ناخوش کرتی ہے مجھے وہ بات جو ناخوش کرتی ہے اُسکو اور خوش کرتی ہے مجھے وہ بات جو اُسے خوش کرتی ہے اور بے شبہہ خاندان (کے منافع) منقطع ہون گے قیامت کے دن سوائے نسب (یعنی جو میرا اولاد سے علاقہ ہے) اور رشتہ داری اور میری سُسرالی علاقہ کی (اس حدیث کو علامہ سیوطیؒ نے امام احمدؒ اور حاکمؒ سے بسند حسن روایت کیا ہے اس حدیث سے عمومًا وخصوصًا آپ کے علاقون کا قیامت مین نافع ہونا ثابت ہوا اور صحیح سند سے امام سیوطیؒ نے ان لفظون سے کل سبب ونسب منقطع یوم القیمۃ الا سببی ونسبی رواہ الطبرانی عن ابن عباسؓ وعن المسورؓ روایت کی ہے جسمین صہر کا (یعنی سُسرالی علاقہ کا) لفظ نہین ہے باقی مضمون وہی ہے جو پہلے گذر چکا اور یہ مضمون آیت پارہ اٹھارہ رکوع چھ کے خلاف نہین ہے اسلیے کہ آیت عام مخصوص البعض ہے اور وہ آیت یہ ہے فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ۝ (پھر جب صور مین پھونک ماری جائے گی تو نہ انمین رشتہ داریان اُسدن باقی رہین گی اور نہ ایک دوسرے کو پوچھے گا) اس آیت سے نسب کا غیر نافع ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ حقیقت نسب کا اُٹھ جانا تو باطل ہے تو غیر نافع مراد لینا ضرور ہوا پس یہ حکم باعتبار اپنے عموم کے مخصوص البعض ہے یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب شریف اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور خبر واحد سے کسی حکم قرآنی کو خاص کر لینا جمہور

اہل اصول کا مذہب ہے حکاہ النووی فی شرح صحیح مسلم اور اسی عدم انقطاع نسب کیوجہ سے حضرت عمرؓ نے حضرت سیدتنا ام کلثومؓ دختر حضرت سیدۃ النساءؑ سے شادی کی تھی اور شادی کی وجہ خود بیان فرمائی تھی یہاں تک تطبیق آیت و حدیث میں جو تقریر کی گئی یہ تفصیل ہے اُس مضمون اجمالی کی جو علامہ شامی نے جلد اول کتاب الجنائز مین تحریر فرمایا ہے اور کہا ہے کہ مین نے ایک مفصل رسالہ اِس باب مین لکھا ہے جسکا نام العلم الظاہر فی نفع النسب الطاہر ہے مگر اس فقیر کی فہم مین ایک قوی اور لطیف وجہ آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آیت مذکور کا سباق اور سیاق ظاہر طور پر دلالت کرتا ہے کہ آیت کا حکم کافرون کے ساتھ خاص ہے پس آیت اور احادیث مذکورہ مین تطبیق کی حاجت نہین والحمد للہ علی ذٰلک اور واضح رہے کہ نسب مبارک اور علاقۂ دیگر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُسی شخص کو نافع ہوگا جو کلمہ رسالت اور توحید کا قائل ہوا اور جو لوگ آپ کے ذی علاقہ اتقیا ہین اُنکو اعلیٰ درجہ کا نفع ہوگا جو فساق اہل علاقہ کو نصیب نہ ہوگا اگرچہ نفس نفع سے وہ بھی محروم نہ رہین گے اور الفاظ نسب و صہر و سبب کی جو تفسیر کی گئی ہے یہ تفسیر بے تکلف اور کلام نبوی کے انسب ہونے کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے ورنہ سبب کی دو تفسیرین اور بھی ہین جو شامی جلد اول مقام مذکور مین منقول ہین لیکن احقر کے نزدیک وہ مناسب نہین معلوم ہوئین واللہ اعلم۔

اگر یہ خیال پیدا ہو کہ قرآن کی آیت وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ[1] (اور جو لوگ ایمان لائے اور اُنکی راہ چلے اُنکی اولاد ایمان کے ساتھ ہم اُنکے پاس پہونچادینگے اُنکی اولاد کو اور ہم اُنکو کم نہ دینگے اُنکے عمل مین سے کچھ) سے تو ظاہر ہے کہ ہر خاندان مسلمان اولاد کو نفع دیگا پھر جناب رسول مقبول کی کیا خصوصیت ہے جواب یہ ہے کہ اور مسلمانون کا نسب جب نافع ہوگا کہ اُنکی اولاد نے ضروری

---

[1] فی الجلالین والذین امنوا مبتدا واتبعتهم معطوف علی آمنوا ذریتهم الصغار والکبار بایمان من الکبار ومن الآباء فی الصغار والخبر الحقنا بهم ذریتهم المذکورین فی الجنة فیکونون فی درجتهم وان لم یعملوا بعملهم تکرمة للآباء باجتماع الاولاد الیهم وما التنهم بفتح اللام وکسرها نقصناهم من عملهم من زائدة شیء یزاد فی عمل الاولاد ۱۲ منہ

احکام الٰہی کی اطاعت بھی کی ہو اور ایمان بھی رکھتے ہوں چنانچہ لفظ اتباع اور ایمان دونوں کا لانا اس امر پر دلالت کرتا ہے اگر اُن لوگوں کا نسب فقط ایمان پر نافع ہوتا تو اتباع کی قید نہ لگائی جاتی فقط لفظ ایمان کافی تھا بخلاف نفع نسب مبارک نبوی کے کہ وہ باوجود عدم اطاعت احکام ضروریہ فقط ایمان ہونے پر بھی نافع ہے۔ پس پہلی صورت میں نسب کا نفع خاص اُن لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لا کر احکام ضروریہ کی بجا آوری کریں اور نفع نسب نبوی فاسق اور مطیع سب کو عام ہے ہاں مطیع کو وہ نفع فاسق سے زیادہ ہوگا۔ خوب سمجھ لو اللہ تعالیٰ بیشمار رحمتیں نازل فرمائے گا اُس ذات مقدسہ باعث وجود کائنات پر جسکے نسب کی بدولت دونوں جہان میں عزت اور خدائے تعالیٰ کی نزدیکی میسر ہوئی اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس ناچیز کو جناب رسول مقبولؐ کی اولاد میں ہونیکا شرف بخشا اور ایمان اور اتباع آنحضرتؐ کی توفیق مرحمت فرمائی اور رسم مبارک میں بھی حصہ عطا فرمایا! ولا فخر یہ حدیث حضرت سیدۃ النساءؑ کے فضائل میں اسوجہ سے درج کی گئی کہ حضورؐ کا نسب مبارک آپ ہی کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور قیامت تک تمام سادات کے لیے یہ حکم شامل ہے۔

(۶) فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا مَرْیَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ (رَوَاہُ الْحَاکِمُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ کَمَا قَالَ الْحَافِظُ السُّیُوْطِیُّ)۔

ترجمہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ تمام اہل جنت کی بیویوں کی سردار ہے سوائے حضرت مریم عمران کی بیٹی کے (اس حدیث کو حاکم نے سند صحیح سے روایت کیا ہے اور اس حدیث میں حضرت مریم کی فضیلت حضرت سیدہؑ پر ثابت ہے مگر اسکا جواب پہلی حدیث کی شرح میں گذر چکا ہے)۔

(۷) کَانَ کَثِیْرًا مَّا یُقَبِّلُ عُرْفَ فَاطِمَۃَ (اَوْرَدَہُ السُّیُوْطِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ بِسَنَدِ ابْنِ عَسَاکِرَ)

زیدت لمبالغۃ الکثرۃ ۱۲ ای اعلیٰ راسہا ۱۲ مناوی

ترجمہ جناب رسول کریم بہت کثرت سے حضرت فاطمہؑ کے اگلے سر کے بالوں کو چومتے تھے (امام سیوطیؒ نے ابن عساکر سے اور اُنھوں نے حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے)۔

(۸) اِبْنَتِیْ فَاطِمَۃُ حَوْرَاءُ اٰدَمِیَّۃٌ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمِثْ وَاِنَّمَا سَمَّاھَا فَاطِمَۃَ لِاَنَّ اللّٰہَ

[illegible]

فطمہا و محبیہا من النار (رواہ الخطیب عن ابن عباس مرفوعاً) الشوکانی فی اسنادہ احمد بن الجمہور الغسانی قلت انہ شیخ متہم بالکذب روی عنہ محمد بن یوسف الہروی فالحدیث متروک وھو یعتبر فی الفضائل فلیفضنا تدبر

ترجمہ فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری بیٹی فاطمہ آدمیون مین کی حورا ہے (جسکو ہندی مین اور فارسی مین حور کہتے ہین اور حور عربی مین حوراء کی جمع ہے اور حوراء بفتح حاد سکون واو وفتح را اُس عورت کو کہتے ہین جو گوری ہو اور جسکی آنکھون مین سپیدی وسیاہی کمال درجہ ہو) نہ اُسے حیض آیا اور نہ نفاس آیا اور فاطمہ اُسکا نام فقط اسلیے رکھا گیا کہ اللہ نے اُسکو اور اُس سے محبت کرنے والون (یہان دینداری کی محبت مراد ہے) کو دوزخ سے باز رکھا ہے (اِس حدیث کو محدث خطیب نے روایت کیا ہے اور فاطمہ کے معنی باز رکھنے والی عورت کے ہین مگر یہ اسم فاعل بمعنی اسم مفعول کے ہے پس مفطومہ بمعنی باز رکھی گئی مراد ہوا حق تعالی نے آپ کو حیض و نفاس کی نجاست سے محفوظ رکھا تھا یہ آپ کی کرامت حسی تھی اور اسمین بشارت ہے اُسکو جو آپ سے اللہ کے لیے دینداری کی محبت رکھے اور آپ کے طریق پر چلے انشاء اللہ تعالی ضرور وہ نار جہنم سے محفوظ رہے گا نیز حدیث مذکور سے حضرت سیدہؓ کا دوزخ سے آزاد ہونا معلوم ہوا اور واضح ہو کہ فضائل کی جگہ سوائے فضیلت نفس ایمان کے اور موقوف پر دخول جنت سے کامل طور پر داخل ہونا مراد ہوتا ہے جو ابتدا ہی سے ہو بغیر عذاب کے ورنہ عذاب کے بعد تو فقط کلمہ گو بھی جسنے سوائے اقرار توحید و رسالت کے اور کوئی نیک عمل باوجود قدرت کے نہ کیا ہو وبال اعمال بھگت کر جنت مین داخل ہو جائے گا پھر اور اعمال کی کیا فضیلت ہوئی پس معنے وہی ہین جو احقر نے مراد لیے ہین والحمد للہ علی ذالک اِس حدیث کا مضمون مجھے محفوظ نہ رہا تھا پھر نظر سے گذری اسیوجہ سے لفظ فاطمہؓ کی وجہ تسمیہ کے بارہ مین اوّل کتاب مین اپنی رائے سے کام لیا اور اصلی وجہ تسمیہ یہی ہے جو جناب رسول مقبول نے ارشاد فرمائی اور مین نے پہلے مضمون کو خارج کرنا اسلیے نامناسب سمجھا کہ احتمال ہے وہ بھی وجہ ملحوظ رکھی گئی ہو اور وجہ معقول ہے اور اجتماع وجوہات تسمیہ مذموم نہین بلکہ محمود ہے۔ واضح ہو کہ بخاری کی

Presented by www.ziaraat.com

صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمیع بنات آدم پر حیض مسلط کیا گیا ہے جسکے عموم مین حضرت فاطمہؑ بھی داخل ہین اور حیض و نفاس باہم متلازم ہین جیسا کہ اہل تجربہ واہل طب پر مخفی نہین اور جو حدیث بیان ذکر کی گئی وہ ضعیف ہے پس بخاری کی حدیث مقدم کیجاوے گی لیکن اگر حدیث مذکور بسند حسن ثابت ہو جاوے تو مخصص حدیث بخاری ہو جاوے گی پس علماء سعی فرماوین شاید کوئی سند مجتمع بہل جاوے اسی خیال سے یہ درج کر دی گئی ہے ۔

(۹) اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ نَادٰى مُنَادٍ مِّنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ يَآ اَهْلَ الْجَمْعِ غُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ حَتّٰى تَمُرَّ (رواہ الحاکم مرفوعاً و صححہ) ۔ (چشم فرو خوابانیدن ۱۲ / از نصر ۱۲)

ترجمہ فرمایا جناب رسول مقبول صلعم نے جب قیامت کا دن ہوگا ایک آواز دینے والا پردہ کے پیچھے سے پکارے گا کہ اے مجمع کے لوگو اپنی آنکھیں بند کر لو حضرت فاطمہؑ کی وجہ سے یہانتک کہ وہ گذر جائین (اسکو حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا ہے غرض یہ ہے کہ یہ خصوصیت پردہ کرانے کی آپ کو میسر ہوگی کہ آپ کے واسطے پردہ کرایا جاوے گا دنیا مین آپ کے اندر بوجہ آپ کے کامل الایمان ہونے کے اعلیٰ درجہ کی شرم و حیا تھی چنانچہ شروع کتاب مین کسیقدر اسکے متعلق بیان ہو چکا ہے پس حق تعالیٰ قیامت مین بھی اس حیاء کا خیال فرماوینگے شریعت نے جس مصلحت سے دنیا مین پردہ مشروع اور واجب کیا ہے اُس خاص وقت بلکہ ہمیشہ جنت مین وہ مصلحت نہ ہوگی مگر اعلیٰ درجہ کی حیا مقتضی ہے کہ پردہ وہان بھی کیا جاوے اور بظاہر یون معلوم ہوتا ہے کہ یہ خصوصیت حضرت فاطمہؑ کو اُسوقت حاصل ہوگی جبکہ اہل جنت جنت مین داخل نہ ہوئے ہونگے کیونکہ وہان تو باقتضاے غیرت سب عورتون کا پردہ ہوگا اجنبیون سے سبحان اللہ جو ذات مقدسہ دنیا مین بھی اعلیٰ درجہ کی حیا سے رہی اور محشر اور جنت مین بھی اس دولت سے مالامال ہو اُسکی کیا مدح کیجائے۔ **فائدہ** اس قصہ سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ شانہٗ کا برتاؤ بندہ سے اُسکی نیت اور حالت کے اختیار سے دین و دنیا مین ہوتا ہے پس چاہیے کہ اعلیٰ درجہ کے کمالات دینیہ کا طالب رہے اور اسی پر عمل درآمد کرے اور بامقدور

خوب سعی کرے اللہ تعالی پناہ دیگا ہمت مردان مدد خدا مثل مشہور ہے خوب سمجھ لو غرض اس سوانح عمری لکھنے سے یہی ہے کہ لوگ نصیحت حاصل کریں اور اشارۃً اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام عورتوں سے حضرت فاطمہؓ افضل ہیں اسلیے کہ اعلی درجہ کی غیرت اعلی درجہ کے ایمان کا ثمرہ ہے پس آپ کا ایمان اعلی ہوا جسکی وجہ سے یہ خصوصیت میسر ہوئی اور اس فضیلت کو فضل جزئی لکھکر بغیر کسی قرینہ کے تاویل کرنا غیر مناسب ہے

(۱۰) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَیْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)-

ترجمہ امام مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ جب آیت ندع ابناءنا وابناءکم الآیۃ نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ رضی اللہ تعالی عنہم کو بلایا پھر فرمایا کہ اے اللہ یہ لوگ میرے گھر والے ہیں پورا قصہ یوں ہے کہ عرب میں قاعدہ تھا کہ جب کوئی قوم اپنے درمیان اختلاف کرتی کسی بات میں اور ایک دوسرے کو جھٹلاتے اور ظلم کرتے تو باہر شہر کے آتے تھے اور ایک دوسرے پر لعنت کرتے تھے اور کہتے تھے جھوٹے پر اور ظالم پر خدا کی لعنت (لعنت کے معنی خدا کی رحمت سے دور ہونا) پس عرب میں عیسائیون کا بھی ایک قبیلہ تھا یعنی نجران اور اُن کو حضور سرور عالم نے نامہ لکھا تھا اور مسلمان ہونے کا حکم فرمایا تھا اُنھوں نے چودہ آدمی اپنی قوم میں سے چھانٹ کر آپ کی خدمت میں بھیجے پہلے دن ریشمین کپڑے اور انگوٹھیاں سونے کی پہن کر جناب رسول مقبولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اُنکے سلام اور کلام کا کچھ جواب نہ دیا وہ حیران ہوئے دوسرے دن وہ لوگ بمشورہ عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف (ان دونوں حضرات سے اور اُن لوگوں سے پہلے سے جان پہچان تھی) اور موافق رائے حضرت علیؓ کے کہ اُسوقت اُن دونوں حضرات کے پاس تشریف فرما تھے وہ لباس و انگوٹھی اُتار کر سادے لباس سے خدمت نبوی میں حاضر ہوئے آپ نے اُنکے سلام کا جواب دیا اور اُنسے گفتگو فرمائی اور مسلمان ہونے کو فرمایا اُنھوں نے قبول نہ کیا اور بہت بیجا مباحثہ کیا اور حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کا حال پوچھا

Presented by www.ziaraat.com

آپ نے فرمایا کہ ٹھیرو اس شہر مین تمھین جواب ملے گا اللہ تعالیٰ نے چند آیتین نازل فرمائین جنکا ترجمہ یہ ہے۔ حال عیسیٰ کا نزدیک اللہ کے مثل آدم کے ہے پیدا کیا اُن کو اللہ نے مٹی سے اور کہا موجود ہو وہ پیدا ہو گئے حق تیرے رب کی طرف سے ہے اسمین کچھ شبہہ مت کر (حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو شک کیسے ہو سکتا تھا پس مراد یہ ہے کہ آپ کی اُمت کو کسی طرح کا شبہہ نہ ہو) پھر جو کوئی جھگڑے تجھ سے اس بات مین تو کہدے کہ آؤ ہم بُلا دین اپنے بیٹے اور اپنی عورتون کو اور تم بُلاؤ اپنے بیٹون اور اپنی عورتون کو اور خود ہم بھی آدین اور تم بھی آؤ اور پھر کرین لعنت اللہ کی جھوٹون پر۔ حضورؐ نے یہ آیتین سُنادین اُنھون نے مضمون آیتون کا اقرار نہ کیا اور مباہلہ کے بارہ مین کہا کہ کل اس بارہ مین ہم آکر گفتگو کرینگے اپنے مکان پر جاکر اپنے سردار سے جسکا نام عاقب تھا پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے اُس نے جواب دیا کہ اے گروہ نصاریٰ تم خوب جانتے ہو کہ محمدؐ پیغمبر برحق ہین اور جو پیغمبر سے مباہلہ کرتا ہے بیشک تباہ ہو جاتا ہے مباہلہ مت کرو۔ مباہلہ اسے کہتے ہین کہ لوگ جو آپسمین کسی بات پر جھگڑتے ہون یکجا ہو کر بہت اچھی طرح مبالغہ سے اللہ سے دعا کرین کہ جو باطل پر ہو اُسپر خدائے تعالیٰ کی لعنت اُترے اور وہ تباہ ہو جاوے اور مباہلہ مین زیادہ مبالغہ کی صورت یہ ہے کہ دونون طرف کے لوگ اپنی اولاد اور عورتون کو مباہلہ کی جگہ حاضر کرین اللہ نے ایسا ہی مباہلہ کا حکم دیا تھا۔ دوسرے دن نصاریٰ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے آنحضرتؐ مع حضرت علیؓ و جناب سیدۃ النساء فاطمہؓ و حضرت حسنینؓ کے تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ میری دعا کے ساتھ آمین کہنا عیسائی ان پنجتن پاک کی مبارک او منور صورت دیکھکر گھبرائے اور ابو الحارث بن علقمہ نے کہا کہ یہ لوگ ایسے نظر پڑتے ہین کہ اگر خدائے تعالیٰ سے پہاڑ کے ٹل جانے کی دعا کرین تو پہاڑ ٹل جاوے ہرگز انسے مباہلہ نہ کرو پس نصاریٰ نے مباہلہ کیا اور نہ اسلام لائے اور اسلام کی ماتحتی اختیار کی اور جزیہ دینا قبول کیا حضورؐ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو سب بندر او سوئر ہو جاتے اور یہ جنگل ان پر آگ برساتا اور ایک سال مین یہ دہ زمین پر

لہ وہی تجوز الآن کما فی الدر المختار والجمل لکنہا فی الامور الیقینیۃ لا الظنیۃ اما ظہور ثمرہ فبیانہ مفصل فی ابانۃ البیان ۱۲ منہ

۲ہ یہ ایک محصول ہے جو کفار ماتحت سلطنت اسلام سے اسلامی عملداری مین لیا جاتا ہے ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

انکا نام و نشان نہ رہتا سب تباہ ہوجاتے اور اشعۃ اللمعات مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پرندے بھی درختون پر جلجاتے (یعنی انکے وبال سے اس مقام مین اسقدر عذاب آتا) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو لوگ آیت مین مراد تھے اُن کو ہمراہ لیا تھا جیسے کہ آپ کو بہت محبت تھی ایسے موقع پر اپنے پیارون کو لیجانا بڑے سچے اور قوی محبت والے کا کام ہے یہ بڑا عظیم الشان حضور کا معجزہ ہے کہ نہ ہتھیار ہین نہ روپیہ خرچ ہوتا ہے فقط زبان ہلتی ہے لیکن بوجہ رعب خداوندی جو اللہ والون کے نورانی چہرون سے نمایان تھا ایسا غالب ہوا کہ ان حضرات کے اہل حق ہونیکا اقرار کرلیا اور دعا کے لیے زبان ہلانے کی جرأت نہ ہوئی لیکن بدنصیبی کی وجہ سے ایمان سے محروم رہے بیان سے بزرگی ان حضرات کی ملاحظہ کرنا چاہیے جنمین حضرت فاطمہؑ بھی ہین کہ کافر دشمنون نے بھی انکی بزرگی کا اقرار کرلیا اور حضور کا معجزہ ان حضرات کے ذریعہ سے صادر ہوا نیز ان حضرات کا محبوب عندالرسول ہونا کسدرجہ ثابت ہوا کہ ایسے موقع پر جہان بڑے محبوب حضرات کی ضرورت تھی آپ اُن کو ہمراہ لے گئے بیان سے بہت بڑی فضیلت حضرت فاطمہؑ کی ثابت ہوتی ہے جو مطلوب مقام ہے اور احکام شرعیہ اور تقویٰ کی بجاآوری کا نتیجہ ہے۔

(۱۱) عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ غَدَاۃً وَعَلَیْہِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَاَدْخَلَہٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَہٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَۃُ فَاَدْخَلَھَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَہٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ[1] وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۵ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)۔

ای یا اہل البیت ۱۲

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالمؐ باہر تشریف لائے صبح کے وقت اس حالت مین

[1] قال فی الکمالین اختلف فی المراد باہل البیت فی ہذا الامر فروی ابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ انہا نزلت فی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وروی ابن جریر عن عکرمۃ انہ کان ینادی فی السوق انہا نزلت فیہن وذہب ابوسعیدؓ الخدری ومجاہد وقتادۃ الی انہم علی وفاطمۃ والحسنین استدل علیہ بتذکیر ضمیر علیکم ویطہرکم والصواب انہا فیہن وفاطمۃ وعلی وابنیہا اما شمولہا لہن فان سیاق الکلام معہن وفیما قبلہ وکذا فیما بعدہ الخطاب معہن (وبہ یحصل التوفیق بین الروایتین فی شان نزول الآیۃ) واما لہم فلما فی مسلم ان علیاً وفاطمۃ وحسنا وحسینا جاء وا فادخلہم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی کساء من شعر اسود کان علیہ ثم قرأ انما یرید اللہ الخ (ثم ذکر روایات اخریٰ وقد ذکرتہا ایضاً اھ) ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

کہ آپ پھولدار کملی بالون کا اوڑھے تھے پس آئے حضرت امام حسنؓ بن علی تو آپ نے اُن کو اُس کملی مین داخل کیا پھر حضرت امام حسینؓ آئے اُن کو بھی حضرت امام حسنؓ کے ہمراہ کر لیا پھر حضرت فاطمہؓ آئین اُنکو بھی داخل فرمایا پھر حضرت علیؓ آئے پس اُن کو بھی داخل فرمایا پھر یہ آیت پڑھی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۱ھ یعنے سواے اسکے نہین ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے پلیدی گناہون کی اے اہل بیت نبوت اور تمکو خوب پاک کرے (اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے کہ کہا اُنھون نے کہ مین تھی پاس رسول اللہ صلعم کے کہ خادم نے آن کر خبر دی کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ چوکھٹ پر کھڑی ہین پس فرمایا آنحضرت صلعم نے مجھسے کہ علیحدہ ہو جاؤ سو مین گھر کے اندر چلی گئی پھر آئے امام حسنؓ اور امام حسینؓ پس آپ نے دونون صاحبزادون کو گود مُبارک مین لے لیا اور حضرت علیؓ کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے حضرت فاطمہؓ کو تھاما اور اپنے بدن سے چپان کر لیا اور سیاہ کملی جو آپ اوڑھے تھے اُن سب پر لپٹایا اور فرمایا اے اللہ میرے اہل بیت ہین جو تیری طرف آتے ہین نہ آگ (عذاب) کی طرف (یعنی انپر اور مجھپر رحمت فرما اور عذاب سے بچا) مین اور میرے اہل بیت ۱ھ اور نیز اشعۃ اللمعات و روضۃ الاحباب اور ترمذی مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرتے تھے حضرت فاطمہؓ کے گھر پر جب فجر کی نماز کو مسجد مین تشریف لاتے تھے اور فرماتے تھے اَلصَّلٰوۃَ یَآ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ الاٰیۃ یعنی نماز پڑھو اے اہل بیت نبوت اور پھر وہی آیت پڑھتے جو مع ترجمہ گذر چکی اور اسمین اہل بیت کی بزرگی کا بیان ہے اور چھ ماہ تک ایسا ہی برتاؤ حضورؐ نے رکھا (اور منجملہ حکمتون کے ایک یہ بھی اسمین حکمت تھی کہ طہارت اہل بیت خوب لوگون کے ذہن مین جانشین ہو جاے) اور تفسیر اتقان مین ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُہٗ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَغَیْرُہٗ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سلہ و روی احمد عن واثلۃ بن الاسقع ان صلی اللہ علیہ وسلم قال بعد تلاوۃ ھذہ الآیۃ اللھم ھٰؤلاء اھل بیتی وخاصتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

دَعَا فَاطِمَۃَ وَعَلِیًّا وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا لَمَّا نَزَلَتْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ
الاٰیۃ فَجَلَّلَھُمْ بِکِسَآءٍ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ
وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا یعنی امام ترمذی وغیرہ نے عمر بن ابی سلمۃ اور امام ابن جریر وغیرہ نے حضرت ام سلمۃ رضی سے
روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا حضرت فاطمہ رض اور حضرت علی رض و حضرت امام حسن رض
وحضرت امام حسین رض کو جبوقت کہ آیت تطہیر (جو مع ترجمہ گذر چکی) نازل ہوئی پس اُڑھایا اُن کو کمل
اور کہا اے اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت (گھر والے) ہیں تو دور کردے ان سے پلیدی (گناہ) اور اِن کو
خوب پاک کردے اور تفسیر ابن جریر طبری پارہ بائیس میں حدیث ہے حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَیْدٍ قَالَ ثَنَا
عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ عَبْدِ الْقُدُّوْسِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ذَکَرْنَا عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عِنْدَ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ فِیْہِ نَزَلَتْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ
اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی بَیْتِیْ
فَقَالَ لَا تَاْذَنِیْ لِاَحَدٍ فَجَآءَتْ فَاطِمَۃُ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَحْجُبَھَا عَنْ اَبِیْھَا ثُمَّ جَآءَ الْحَسَنُ
فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَمْنَعَہٗ اَنْ یَّدْخُلَ عَلٰی جَدِّہٖ وَاُمِّہٖ وَجَآءَ الْحُسَیْنُ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ
اَحْجُبَہٗ فَاجْتَمَعُوْا حَوْلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی بِسَاطٍ فَجَلَّلَھُمْ نَبِیُّ اللّٰہِ بِکِسَآءٍ
کَانَ عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا فَنَزَلَتْ
ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ حِیْنَ اجْتَمَعُوْا عَلَی الْبِسَاطِ قَالَتْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاَنَا قَالَتْ فَوَاللّٰہِ
مَا اَنْعَمَ وَقَالَ اِنَّکِ اِلٰی خَیْرٍ اِنْتَھٰی ترجمہ اسکا یہ ہے کہ حکیم سعد کے بیٹے فرماتے ہیں کہ ہمنے حضرت
علی رض کا ذکر حضرت ام سلمہ رض کے سامنے کیا اُنھوں نے فرمایا اُنکی (یعنی حضرت علی رض کی) شان میں یہ آیت
(مذکورہ) نازل ہوئی ہے اور فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میرے مکان میں رونق افروز ہوئے
پھر فرمایا کہ کسی کو (یہاں آنے کی) اجازت نہ دینا (مگر یہ حکم ضروری نہ تھا) اسکے بعد فاطمہ رض آئیں
سو مین اس بات پہ قادر نہ ہوئی کہ اُن کو روکون اُنکے باپ کے پاس جانے سے پھر امام حسن رض آئے
سو مین قادر نہ ہوئی کہ اُن کو روکون اپنے نانا اور اپنی ماں کے پاس جانے سے اور امام حسین رض آئے سو مین قادر نہ ہوئی

Presented by www.ziaraat.com

اُنکے روکنے پر پس جمع ہوئے وہ سب گرد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک بچھونے پر پھر آپ نے
(یعنی رسول اللہ صلعم نے) اُن کو ایک کمل اُڑھایا جسکو آپ اوڑھے تھے پھر کہا یہ میرے اہل بیت ہیں
سو دور کر دے (اے اللہ تعالیٰ) اِن سے نجاست اور ان کو خوب پاک کر دے پس یہ آیت (تطہیر
جو اوپر گذری) نازل ہوئی جبکہ وہ سب جمع ہوئے بچھونے پر کہا حضرت ام سلمہؓ نے پھر مین نے عرض کیا
یارسول اللہؐ اور مین (یعنی آپ مجھے بھی اس دعا مین شامل فرمائیے) سو خدا کی قسم آپنے نعم (یعنی ہان)
نہین فرمایا اور کہا تم بھلائی پر ہو (یعنی تمکو بھی مجھسے خاص تعلق ہے مگر یہ معاملہ خاص ان ہی حضرات کے
ساتھ ہے بحکم خدائے عزّوجل) حدیث تمام ہوئی اُس کمل مین حضرت علیؓ کا شامل ہونا حضرت ام سلمہؓ نے
اور حضرات کے ساتھ ذکر نہین کیا لیکن پہلے فرما چکی ہین کہ انکی شان مین یہ آیت نازل ہوئی اسلیے اب
دوبارہ ذکر نہین کیا یا روایت کرنے والے سے اُنکا بیان رہگیا اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ نے
جناب رسول اللہؐ کی دعا قبول فرمائی اور وہ حضرات حفاظت کے پروانہ سے مشرف ہوئے اور
روایت مذکورہ کی تائید آئندہ حدیث مرفوع سے ہوتی ہے جسمین آپ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت تطہیر میرے
اور چارون حضرات مخصوصین کے حق مین نازل ہوئی ہے تمہید ابو الشکور سلمی مین امکان عصمت غیر انبیاء
کو ثابت کیا ہے اور حضرت ابو سفیانؓ کا وقت اسلام سے کوئی گناہ نہ کرنا خود اُن ہی سے احیاء العلوم
مین اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل کا یہی حال قرۃ العیون مین منقول ہے[له] اور ظاہر یہ ہے کہ آیت کریمہ اول
حضرات ازواج مطہرات کے باب مین نازل ہوئی جیسا کہ سیاق آیت بھی اسکا مؤید ہے پھر دعا کے بعد
ان حضرات یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت فاطمہؓ و غیرہم کے باب مین نازل ہوئی۔

(۱۲) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَهُمْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)۔

بفتح الحاء ۱۲ — بکسر السین ۱۲

له وفی العزیزی عن علیؓ مرفوعاً بسند صحیح بروایۃ الترمذی الا اعلمک (یا علی) کلمات اذا قلتہن غفر اللہ لک (الذنوب الصغائر) وان کنت مغفوراً لک (قال المناوی الذنوب الکبائر) قل لا الٰہ الا اللہ العلی العظیم لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم لا الٰہ الا اللہ سبحان اللہ رب السمٰوات السبع و رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین (جلد ۲ صفحہ ۹۲ مصری) قلت ہذا کقولہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر واللہ تعالےٰ اعلم ۱۲ منہ

ترجمہ حضرت زیدؓ بن ارقم سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؑ اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کے بارہ مین کہ میری اُس شخص سے لڑائی ہے جو انسے لڑے اور اُس شخص سے صلح ہے جو انسے صلح رکھے (اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے) کوئی یہ وہم نہ کرے کہ محض طرفداری کی وجہ سے آپ نے یہ الفاظ فرما دیے اگرچہ یہ حضرات ناحق پر ہون جب بھی رسول مقبول انکے طرفدار رہین ہون گے تو بہ توبہ حق کے مقابل تو جناب رسول مقبولؐ کسی کی بھی رعایت نہین فرما سکتے چنانچہ اگلی حدیثون مین اسکا بخوبی حال معلوم ہوگا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو ناحق امور سے محفوظ رکھا ہے لہذا وہ حضرات ناحق کسی سے ناراض نہین ہوسکتے اور حق کی طرفداری واجب ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمودہ مین کچھ اشکال نہ رہا

(۱۳) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ سَمْتًا وَّ دَلًّا وَّ هَدْيًا (فِيْ نُسْخَةٍ) مَعَادًا مُتَقَارِبَةً) بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ فَاطِمَةَ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهَا كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَ اَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین مین نے کسی کو نہین دیکھا کہ وہ عادات واخلاق مین زیادہ مشابہ ہو رسول اللہؐ سے بجز حضرت فاطمہؑ کے خدائے تعالیٰ اُنکا چہرہ بزرگ کرے (قیامت کے دن یعنی اُن کو عزت عطا فرما دے) جبکہ وہ حضور سرورِ عالم کی خدمت مین حاضر ہوتی تھین تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اُنکی محبت کی وجہ سے) کھڑے ہو جاتے تھے (یہ قیام محبت تھا) پھر انکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے لیتے تھے (محبت کی وجہ سے) اسکے بعد اُن کو بوسہ دیتے تھے اور اپنی جگہ بٹھلاتے تھے اور جب جناب رسول اللہؐ حضرت فاطمہؑ کے پاس تشریف لیجاتے تھے ایسا ہی برتاؤ فرماتی تھین (اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے)۔

(۱۴) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنِّيْ لَمْ اَرَ دَمَ حَيْضِ فَاطِمَةَ وَلَا دَمَ نِفَاسِهَا فَقُلْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْنَتِيْ طَاهِرَةٌ

Presented by www.ziaraat.com

مُطَهَّرَةٌ اَوْ كَمَا جَاءَ فِي الرِّوَايَةِ اَرَوَاهُ الْاِمَامُ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الرِّضَا لٰكِنْ اَقَالَ بَعْضُ
(من التطہیر علی صیغۃ المفعول ۱۲)
عُلَمَاءِ الْحَدِيْثِ فِي تَشْرِيْفِ الْبَشَرِ الْمُؤَلَّفِ بِلِسَانِ الْهِنْدِ فَتَرْجَمْتُ بِهَا بِالْعَرَبِيَّةِ
وَسَيَأْتِيْ فِي التَّرْجَمَةِ عُنْوَانُ تَالِيْفِهٖ۔

ترجمہ اسما بنت عمیسؓ کہتی ہیں میں نے (حضرت) فاطمہؓ کا خون حیض ونفاس کا نہیں دیکھا سو حضرت
(ہذہ الترجمۃ الموعودۃ فی ذیل الحدیث ۱۲)
(رسول مقبولؐ) سے میں نے یہ بات عرض کی آپنے فرمایا کہ میری بیٹی طاہرہ (پاک) مطہرہ (پاک کی گئی)
ہے (تاکید کے لیے دو لفظ فرمائے یعنی بہت پاکیزہ ہے) اسکو تشریف البشر میں حضرت امام علی بن موسی الرضا
سے روایت کیا ہے لیکن سنداس حدیث کی مذکور نہیں اگر ثابت ہو تو اس سے یہ خاص فضیلت حضرت فاطمہؓ
کی ثابت ہوگی اور اسکے متعلق مفصل مضمون پہلے گذر چکا ہے ۔

(۱۵) حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْ حُسَيْنٍ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ[1]
(رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ)۔

ترجمہ فرمایا جناب رسول مقبولؐ نے حسین مجھسے ہے اور میں حسین سے اے اللہ پیار کرے اسکو جو محبت
کرے حسین سے حسین ایک جماعت فرزندی ہے جماعتوں میں سے (یعنی یہ میرا بیٹا ایک جماعت ہے
بیٹوں کی جماعت میں سے) اور یہاں سے بزرگی حضرت امام حسینؓ شہید کربلا کی کسقدر ثابت ہوتی ہے
کہ اُنکے ساتھ محبت کرنے سے اللہ کا پیارا بنجاتا ہے اور یہ دعا حضورؐ کی ہے جسکا قبول ہونا لازم ہے
اور آپ نے اُن کو شدّت محبت سے بیٹا فرمایا اور آپ اپنے نواسوں کے ساتھ بیٹوں ہی جیسا برتاؤ فرماتے
تھے اور یہاں سے اولاد کے ساتھ محبت کرنا سنت ثابت ہوا۔ اس حدیث کو حاکم نے صحیح سند سے روایت
کیا ہے۔ حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کا بڑا درجہ ہے یہاں فقط مختصر طور پر کچھ مضمون
یہ امر بتلانے کو کہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد کی کسقدر فضیلت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیٹی کی
پاکیزہ اولاد سے کیا دینی نفع ہوا لکھا جاتا ہے۔ حضرت مولٰنا شاہ عبد العزیزؒ صاحب محدث دہلوی

[1] یکے فرزند و طائفہ از فرزندان یعقوب علیہ السلام وقال فی مجمع البحرین فی الخبر الحسین سبط من الاسباط ای امۃ من الامم فی الخیر (کما اطلق ہذا اللفظ علی ابراہیم فی القرآن ای لفظ الامۃ) ویحتمل ان یراد بالسبط القبیلۃ ای یتشعب منہا نسلہ السبط شجرۃ لہا اغصان کثیرۃ و اصلہا واحد انتہی قلت لا یبعد اجتماع ہذین الوجہین وفی کلام النبوۃ حکم کثیر ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ کمال شہادت بذات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل نہین ہوا اسواسطے
کہ اگر شہادت ظاہری ہوتی تو اسلام مین بڑا فتور واقع ہوتا (یعنی مخالفین اسلام کو بڑا طعن کرنے کا
موقع حاصل ہوتا کہ اشرف الانبیا کو شہید کرلیا نیز خود اہل اسلام کو بڑا رنج ہوتا اور گو یہ دونون باتین
بذات خود دینی اعتبار سے کچھ بُری نہین ہین بلکہ مقصود ہین کہ انکی بدولت رتبہ مین ترقی ہوتی ہے لیکن
حق تعالی کو اتنا بھی گوارا نہین ہوا کہ باعتبار دنیا کے ظاہری طور پر بھی آپ کی نسبت کفار کو ایسی
بات کہنے کا موقع ملے نیز مسلمانون پر رحم کیا کہ اس عظیم الشان صدمہ سے بچایا۔ اور یہ تمام ہماری
سمجھ کا ثمرہ ہے اصلی حال خدائے تعالی کو معلوم ہے۔ اور جو رتبہ اللہ کو دینا ہو وہ بہت طریقون سے
حاصل ہوجاتا ہے لیکن عادت الٓہیہ اسی طرح جاری ہے کہ ہر مسبب کا کوئی سبب ہوتا ہے اور اگر شہادت خفیہ
ہوتی (خواہ وہ اسباب شہادت مین سے کسی طرح ہوتی) تو وہ کامل شہادت نہ ہوتی اسلیے کہ کمال شہادت
یہ ہے کہ آدمی مسافرت مین قتل کیا جاوے اور اُسکے گھوڑے کی کوچین کاٹی جاوین اور اور
مصیبت کی باتین لکھی ہین پھر فرمایا ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے ذات حسنین رضی اللہ عنہما کو بجائے
ذات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے قرار دیکر دونون طرح کی شہادتون کا کمال اُنکے
ذریعہ سے جناب رسول مقبول صلعم کو عنایت فرمایا اور واضح رہے کہ امام جلال الدین سیوطی وغیرہ رحمہم اللہ
تعالی نے تحریر فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات بطریق شہادت زہر سے ہوئی یعنی خفیہ
شہادت زہر سے آپ کو حاصل ہوئی (زہر کا قصہ یہ کہ مشکوۃ مین ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رض سے
فرمایا کہ وہ لقمہ جو مین نے خیبر مین کھایا (تھا) اُسکی سختی مین ہمیشہ پاتا ہون یہان تک کہ اب میری رگ جان
بسبب زہر کے کٹ گئی مراد اُس لقمہ سے گوشت زہر کا بھرا ہوا ہے کہ ایک یہودی عورت نے بکری کے
ہاتھ کا گوشت زہر آلود کرکے آپ کے کھانے کو بھیجا تھا اور آپ نے اُسمین سے ایک لقمہ منھ مین لے لیا تھا
پس حاصل یہ ہوا کہ اگرچہ نفس شہادت خفیہ آپ کو میسر آئی لیکن کمال شہادت یہی ہے کہ بغیر تاخیر وفات
و شہادت ہوجاے یعنی بعد زخمی ہونے کے تاخیر کرکے کچھ دوا غذا کھاکر نہ مرے اور اگر ایسا ہو تو کمال
شہادت نہین شمار کیا جاتا اور آپ نے کئی برس کے بعد واقعہ زہر سے وفات پائی پس کمال شہادت

Presented by www.ziaraat.com

سترٌ یہ وخفیہ بذریعۂ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا طرح کہ حضرت امام حسنؑ صدمۂ زہر سے اُسی طریق کمال سے شہید ہوئے۔ پس جناب رسول مقبولؐ کو دونون طرح کی شہادت کا کمال اپنے دونون نواسون وصاحبزادون کے ذریعہ سے حاصل ہوا شہادت خفیہ کا کمال بذریعۂ حضرت امام حسنؑ کے اور شہادت ظاہری کا کمال بذریعۂ حضرت امام حسینؑ کے۔ اگر کوئی کہے کہ شہادت خفیہ مین تو کوئی فتور نہ تھا بس اگر وہ کامل طریق پر آپ کو بذات خود حاصل ہو جاتی اور شہادت ظاہری بذریعۂ امام حسینؑ میسر ہوتی تو کیا مضائقہ تھا جواب یہ ہے کہ دونون صاحبزادے مقبول نظر نبوی تھے اسلیے حضرت امام حسنؑ کا اس رحمت سے خالی رکھنا منظور حق جل شانہ نہ ہوا۔ اِن دونون صاحبزادون کی شہادت کا مفصل حال کتاب سر الشہادتین مؤلفہ حضرت مولٰنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی مندرج ہے جو چاہے وہان دیکھ لے)۔

(۱۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ قَتَلْتُ بِیَحْیَی بْنِ زَکَرِیَّا سَبْعِیْنَ اَلْفًا وَاِنِّیْ قَاتِلٌ بِابْنِ بِنْتِکَ سَبْعِیْنَ اَلْفًا وَسَبْعِیْنَ اَلْفًا اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ وحی بھیجی اللہ تعالی نے طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ بیشک مین نے یحیٰؑ بن زکریاؑ (یہ پیغمبر تھے اور ظالمون نے اُنکو قتل کیا تھا) کے بدلے ستر ہزار کو قتل کیا اور مین قتل کرونگا بدلے آپ کے نواسہ (حضرت شہید کربلا) کے ستر ہزار اور ستر ہزار کو (اسکو حاکم نے بسند صحیح روایت کیا ہے اور یہ وعدہ اللہ تعالی کا یعنی قتل ایک لاکھ چالیس ہزار کا مختار ثقفی اور سفاح عباسی کے ہاتھون سے ظاہر ہوا اور اس سے عظمت اور وجاہت حضرت سید المرسلینؐ کی اور شدت عذاب اُخروی (اسلیے کہ عذاب دنیاوی بمقابلۂ اُخروی کم ہوتا ہے) قاتلین حسین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی معلوم کیا چاہیے کذا فی تحریر الشہادتین فی شرح سر الشہادتین لمولٰنا سلامت اللہ الکانپوری قدس سرہ التلمیذ لمولٰنا
بالکسر شاگرد ۱۲

سلہ من مات بالطاعون کانت شہادتہ وشہادۃ مجاہد الکفار سوا اِرکا جاو فی الحدیث نقلہ الشیخ ابن حجر فی فتح الباری فاغتنم ہذہ الفائدۃ یعنی کافرون سے لڑکر شہید ہونا اور طاعون سے شہید ہونا برابر درجہ کا ہے ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

عبدالعزیز الدہلوی المؤلف لسر الشہادتین - یہان سے معلوم ہوا کہ بزرگون کی اولاد اور تابعدارون اور دوستون کو ضرور ہے کہ اعلیٰ درجہ کی دینداری کا تمغہ اور فخر حاصل کرین اور جان و مال کی دین کے مقابلہ مین کچھ وقعت نہ کرین ہر امر مین دین کو مقدم اور زہد کو اپنا شعار بنا دین فقط اولاد ہونا فخر کے قابل نہین کمال جب ہی ہو کہ بزرگون کی اولاد بھی ہو اور اپنے نیک بزرگون کے جیسے کام بھی کرے اگر کوئی کہے کہ یہان سے حضرت امام حسینؓ کی فضیلت نبیؑ پر معلوم ہوئی حالانکہ آپ نبی نہ تھے اور ادنیٰ درجہ کا نبی اعلیٰ درجہ کے ولی سے افضل ہے - اسکے دو جواب ہین (۱) اصل مین یہ فضیلت حضور سرور عالم کی ہے جو تمام انبیا سے افضل ہین جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا کہ دونون صاحبزادون کے وسیلہ سے حضور سرور عالم کی شہادت ظاہری و خفیہ کا کمال مقصود تھا گو ان صاحبزادون کو بھی اعلیٰ رتبہ شہادت اور اسکا ثواب ملیگا پس جب فضیلت حضور سرور عالم کی ہوئی تو اعتراض نہ رہا (۲) یہ فضیلت جزئی ہے فضل کلی نہین ہے بعض اعتبار سے افضل ہونا فضل کلی کے منافی نہین اور میرے نزدیک تقریر مذکور کے اعتبار سے وجہ اول قوی اور بے تکلف ہے اور دوسری وجہ بھی معقول ہے جسکو اہل علم اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہین

(۱۷) عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ بَنِیْ اُنْثٰی فَاِنَّ عَصَبَتَہُمْ لِاَبِیْہِمْ مَا خَلَا وُلْدَ فَاطِمَۃَ فَاِنِّیْ اَنَا عَصَبَتُہُمْ وَاَنَا اَبُوْہُمْ (اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ)

بالضم و بفتحتین فرزند مفرد و جمع آمدہ کذا فی المنتخب المراد ہہنا الثانی فافہم ۱۲

ترجمہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر عورت کے بیٹے کا عصبہ انکا باپ ہوتا ہے سوائے اولاد فاطمہؓ کے کہ مین انکا عصبہ ہون اور انکا باپ ہون (اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے) معنے یہ ہین کہ ہر عورت کی اولاد نسبت کیجاتی ہے اپنے باپ کی طرف مگر اولاد فاطمہ میری طرف منسوب ہے اور مین انکا عصبہ اور باپ ہون یعنی قاعدہ یہ ہے کہ ہر عورت کی اولاد اپنے باپ اور باپ کی طرف کے رشتہ دارون مثل دادا وغیرہ کی طرف نسبت کیجاتی ہے مگر اولاد فاطمہ میری طرف منسوب ہے گویا وہ میری اولاد ہے اور مین انکا باپ ہون پس وہ اولاد آپ کی طرف اسی وجہ سے نسبت کیجاتی ہے اور آپ کی وجہ سے حضرت فاطمہؓ کی اولاد کہی جاتی ہے

Presented by www.ziaraat.com

اگرچہ فی الحقیقت اُنکے باپ حضرت علیؓ ہی ہین بیان سے خصوصیت اور بزرگی اولاد حضرت فاطمہؓ کی
جو شامل ہے حضرت فاطمہؓ کی بزرگی کو کسدرجہ ثابت ہوتی ہے کہ اُن کو حضورؐ نے خلاف قاعدہ اپنی
طرف نسبت کرکے اسقدر شرف مرحمت فرمایا جسکی کوئی قیمت نہین ہوسکتی اور یہ خصوصیت ہے
حضرت فاطمہؓ کی کہ انکی اولاد اپنی مان کی طرف نسبت کیجاتی ہے نہ کہ اپنے باپ کی طرف
اور تقریر ذیل جو نہایت مفید ہے اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عموماً اولاد
باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے اور شریعت کا بھی یہی حکم ہے حتّٰی کہ اگر باپ
شریف قوم کا ہو اور مان رذیل قوم کی تو اولاد شرفا مین شمار ہوتی ہے اِلّا اولاد المملوک فانہ
تابع لامہ لدلیل آخر۔ اور اس تقریر سے وجہ خصوصیت نسبت اولاد حضرت فاطمہؓ بجانب والدہ
ماجدہ خود بخوبی ظاہر ہوگی غور سے ملاحظہ فرمایئے۔

جاننا چاہیے کہ اولاد والدین کا جزء ہے اور مان اور باپ دونون کو پیدایش اولاد مین دخل
ظاہر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى یعنی
اے لوگو ہمنے تم کو نر اور مادہ سے پیدا کیا ہے اور مشاہدہ بھی اِسپر دلیل قوی ہے اور بظاہر
اولاد کی پیدایش مین مان کو زیادہ دخل ہے بہ نسبت باپ کے اِسلیے کہ مرد سے فقط چند قطرے منی کے
جُدا ہوتے ہین جنکا پیدایش کو ہین دخل ہے اور باقی جو کچھ شکم مادر سے نکلتا ہے وہ سب ان سے نکلتا ہے
پس ضرور ہوا کہ اعضاے منویہ اور اعضاے دمویہ مان کے خون اور اُسکی منی سے پیدا
ہوتے ہین اور عورت کی منی کا دخل پیدایش مین ہونا معتبر حدیث مین مصرح ہے لیکن فطرت
البشریہ اور شریعت آلہیہ دلالت کرتی ہے اسبات پر کہ خصوصیت اولاد کی باپ کے ساتھ زیادہ
ہے بہ نسبت مان کے تقریر اسکی یہ ہے اوّلاً یہ کہ تمام لوگ ہر ولایت کے عربی اور عجمی اور مشرقی اور مغربی اور
اہل اسلام اور کفار وغیرہم اولاد کو باپ کی طرف نسبت کرتے ہین نہ مان کی جانب ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا یعنی اور ٹھیراویے تمھارے کنبے اور
قبیلے تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو اور ظاہر ہے کہ پہچان خاندان اور ضبط قوم باپ کی طرف سے

(وجہ نسبت اولاد کی بجانب پدر)

Presented by www.ziaraat.com

ہوتا ہے نہ کہ ماں کی طرف سے ثالثاً یہ کہ حق تعالیٰ نے توریت میں نسب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ذکر کیا ہے اور سوائے باپ دادون کے ماں کی طرف نسبت نہیں کی نیز جناب رسول مقبول صلعم نے بھی اپنا نسب شریف حضرت عدنان رضی اللہ عنہ تک پہونچایا اور سوای باپ دادون کے ماؤن کا ذکر نہ فرمایا رابعاً یہ کہ اگر نسبت اولاد کی ماں کی طرف صحیح ہوتی مثل نسبت باپ دادون کے تو اولاد حضرت اسمٰعیل کی طرف قبطیہ کے اور اولاد حضرت امام زین العابدینؑ کی نسبت طرف ساسانیہ کے اور نسل حضرت موسیٰ کاظمؑ کی جانب حبشیہ کے درست ہوتی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ خامساً یہ کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ یعنی ماؤن کا روٹی کپڑا اُس پر واجب ہے جنکے لیے وہ بچہ پیدا کیا گیا ہے یعنی باپ۔ امام رازی نے المولود کی تفسیر والد سے کی ہے وقال صاحب الکشاف اِنَّ السَّبَبَ فِيْهِ اَنْ يُعْلَمَ اَنَّ الْوَالِدَاتِ اِنَّمَا وَلَدْنَ الْاَوْلَادَ لِلْاٰبَاءِ وَلِذَا لِكَ يُنْسَبُوْنَ اِلَيْهِمْ لَا اِلَى الْاُمَّهَاتِ یعنی مؤلف تفسیر کشاف نے فرمایا ہے کہ باپ کی طرف نسبت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ معلوم ہو جاوے یہ بات کہ عورتون نے اولاد کو اُنکے باپون کے لیے جنا ہے اور اسی وجہ سے اولاد اُنکی طرف منسوب ہوتی ہے۔ سادساً یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی اولاد کو اُنکی پشت مین رکھا نہ حضرت حواؑ کے پیٹ مین اسکے بعد ہر مرد کی پشت مین اُسکی اولاد رکھی یہان تک کہ وہ پیدا ہوا اُس سے اور وہ ذریت عورتون کے پیٹ مین نہین رکھی بلکہ عورتون کو امانت کی جگہ قرار دیا وقت ڈالنے منی کے اُنکے رحم مین اور مردی ہے کہ بنی آدم کی روحون نے حضرت ابراہیمؑ کی آواز حج کرنیکے لیے تھی اسکا جواب باپون کی پشت سے دیا اور یہ روایت مشہور ہے (یہ قصہ جب ہوا تھا کہ اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم فرمایا تھا کہ اعلان دو لوگ خانہ کعبہ کے حج کے لیے آوین پس جو لوگ پیدا نہوئے تھے اُنھون نے اس حکم کو قبول کیا اپنی باپونکی پشتون مین اور ظاہر ہے کہ اسکا

سله وانشد المامون بن الرشید شعر وانما امہات الناس اوعیة مستودعات وللآباء ابناء ۱۲ منہ سله فی تفسیر الجلالین فنادی علی جبل ابی قبیس یا ایہا الناس ان ربکم بنی بیتا واوجب علیکم الحج الیہ فاجیبوا ربکم والتفت بوجہہ یمیناً وشمالاً وشرقاً وغرباً فاجابہ کل من کتب لہ ان یحج من اصلاب الرجال وارحام الامہات لبیک اللہم لبیک انتہی واللہ اعلم ۱۲

Presented by www.ziaraat.com

قبول کرنا ارواح کو اسیطرح تھا جیسا کہ عالم ارواح مین سب لوگ مسلمان وولی فاسق اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے کا اقرار کرچکے ہین گو دنیامین آکر بعض اُسپر عمل نہین کرتے۔ ان تمام امور مذکورہ سے یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ عموماً خاندان کی نسبت باپ ودادا کی طرف ہوتی ہو شرعاً وعرفاً پس جو لوگ سید ونکی لڑکیون کی اولاد کو سید کہتے ہین جبکہ اُن لڑکیون کے خاوند سید نہ ہون سخت غلطی پر ہین اور اسی وجہ سے مولنا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ مین اپنی ذات اور اپنی اولاد کو سید نہین کہتا حالانکہ ہمارے چھہ باپ ودادا سادات کی لڑکیون سے پیدا ہین اور علامہ بحر الرائق زین الدین بن نجیم مصری نے اپنے فتاوی مین اس سوال کا کہ شریف عورت کا لڑکا جبکہ باپ شریف نہو شریف شمار ہوگا یا نہین یہ جواب لکھا ہے کہ اگر اُسکا باپ شریف نہین ہے تو وہ شریف شمار نہ ہوگا اپنی مان کے اعتبار سے۔ اور واضح ہو کہ سیادت اولاد فاطمہؓ اور انکی نسبت حضرت فاطمہؓ کی طرف اسوجہ سے ہو کہ حدیث مین اس امر کی تصریح ہے اور وہ حدیث یہ ہے اِنَّ اَوْلَادَ الْاٰدَمِ یَنْتَمُوْنَ اِلٰی عَصَبَتِهِمْ اِلَّا الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَاِنَّهُمَا اَبْنَایَ وَاَبْنَا اِبْنَتِیْ یعنے اولاد مان کی منسوب ہوتی ہے اپنے باپ کے نر رشتہ دارون کی طرف مگر امام حسنؓ اور امام حسینؓ (کہ وہ میری طرف باوجود نانا ہونیکے اور مان کی نرقرابت جو باپ کی طرف سے ہے اُسکی طرف منسوب ہے) اسلیے کہ وہ دونون میرے بیٹے اور میرے نواسہ ہین۔ یعنی حقیقۃً نواسے اور حکماً بیٹے ہین اور آپکا برتاؤ اُن صاجزادون سے بیٹون کا ساتھا اور اس تخصیص کے اسباب مندرجۂ ذیل ہین (۱) چونکہ جناب رسالتمآبؐ کی اولاد نرینہ نہ تھی پس اولاد دختری اُسکے قائم مقام ہوئی۔ یہ ظاہر وجہ ہے (۲) (الف) ان دونون صاجزادون مین رازکمالی نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ایسا اثر کیا کہ جو میراث لڑکون کو باپ سے ملتی ہے اُنپر وہ راز غالب آگیا پس اس اعتبار سے یہ نسبت حضورؐ کی طرف صحیح ہوئی اور میراث سے مراد کمال پیدائشی ہے جو مادہ ہے خوش اخلاقی اور معاملات شرعیہ کا چنانچہ یہ تعلق خاص آیت تطہیر اور دوسری مذکورہ

Presented by www.ziaraat.com

روایتون سے بھی بخوبی ظاہر ہوچکا ہے اور آیت مباہلہ پیشتر گذر چکی ہے (ب) دونون حضرات مذکورین نے یہ سرداری بتوجہ وتعلیم جناب رسول مقبول حاصل کی جو مثل فطرت کاملہ کے ہوگئی یہ معنے بھی نسبت مذکورہ کے لیے کافی ہین اور وجہ (۲) سبب باطنی ہے اگر سواے حضرت فاطمہؓ کے اور لڑکیون سے بالفرض جناب رسول مقبول کا نسب باقی رہتا تو یہ حکم اُن کو شامل نہین ہوسکتا تھا کیونکہ حضرت فاطمہؓ کے نام کی تصریح مع سیاق کلام اسپر واضح دلیل ہے اگرچہ بذات خود تمام اولاد آپ کی معظم ہے مگر کوئی خصوصیت جسکی نسبت ثابت ہوگی وہ اسی پر مقصور رہے گی جسکے لیے ثابت ہے عام طور پر بغیر دلیل سب اولاد کو اسمین شرکت محال اور غیر ممکن ہے۔

اور واضح ہو کہ حضرات سادات کی لڑکیون کی اولاد کی بھی بڑی فضیلت ہے جو اور قومون کو حاصل نہین اسلیے کہ وہ اولاد ہین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گو خصوصیت مذکورہ مین شریک نہین اور مان کا بڑا حق ہے اور اولاد اسکی بھی ہے باپ کی طرف منسوب ہونے سے یہ خیال نہ ہو کہ مان برائے نام ہے وجہ یہ ہے کہ معتبر حدیث سے دوچند حق مان کا معلوم ہوتا ہے بہ نسبت باپ کے اور اسکی علت یہ ہے کہ مان بہت خدمت اور شفقت کرتی ہے اور طرح طرح کی مصیبتین گوارا کرتی ہے۔ اس شفقت کی وجہ سے اسکا حق بڑھگیا جیسے کہ حضرت فاطمہؓ کا نسب شریف نہایت اعلیٰ اور پاکیزہ ہے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ثواب ہین حضرت فاطمہؓ سے بڑھ گئے گو اس خاص خوبی مین وہ حضرت فاطمہؓ سے کم ہین لیکن اپنے اعمال صالحہ کے کمال سے ثواب اُنکا زیادہ ہوگا اور بعد تمام انبیا کے سب مرد وعورتون سے افضل ہین اور حضرت فاطمہؓ تمام عورتون سے بھی افضل ہین خوب سمجھ لو اور جان لو کہ کسی کو نسب یا کسی اور برائی پر طعن کرنا روا نہین کیا خبر ہے خداے تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص افضل ہو جسکو حقیر شمار کرتے ہو بلکہ جسقدر نعمتین حاصل ہون اُسپر شکر کرو اور تواضع اور عاجزی اختیار کرو سب خدا کے بندے ہین اگر وہ تمکو حقیر وذلیل اور حقیر کو باعزت کر دیتا تو تمھین کب گوارا ہوتا کہ تمکو کوئی

لہ رواہ ابن منیع کمافی کنوز الحقائق ۱۲ منہ لہ ہان بُرا کام چھوڑانے کی غرض سے جھڑکنا اور شرم دلانا ضرورت کے وقت بُرا نہین اور خاندان کی بُرائی بھلائی تو اولاد کے اختیار سے باہر ہے اُسمین طعن کیسا ۱۲

Presented by www.ziaraat.com

بُرا کہے اسی طرح دوسرون کو سمجھو۔ اور اس فضیلت نسبت مین حضور کی طرف تمام اولاد حضرت فاطمہؓ کی شریک ہے جو قیامت تک ہوگی جیسا کہ اصل حدیث مین لفظ عام ہے گو شرح کی حدیث مین حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ کا خاص نام مبارک مذکور ہے اور قاعدہ عُرفیہ بھی عموم کا مقتضی ہے خوب سمجھ لو۔

(۱۸) عَنْ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاۤءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِيْ اُمٍّ يَنْتَمُوْنَ اِلٰى عَصَبَةٍ اِلَّا وُلْدَ فَاطِمَةَ فَاَنَا وَلِيُّهُمْ وَاَنَا عَصَبَتُهُمْ (اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدٍ حَسَنٍ)۔

الانتما والانتساب اے نسبت واشتن کجیے ولامہ یا رو فی بعض اللغات ولاد

ترجمہ حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مان کی اولاد نسبت کیجاتی ہے اپنے باپ کے رشتہ دارون کی طرف یعنی باپ دادا اور پردادا وغیرہ کی طرف مگر اولاد فاطمہؓ اسلیے کہ مین اُنکا ولی ہون اور اُنکا عصبہ ہون۔ لفظ عصبہ کے معنے حدیث گذشتہ کی شرح مین گذر چکے ہین وہی یہان مراد ہین اور ولی و عصبہ یہان متحد المعنے ہین پس مطلب یہ ہوا کہ جب مین عصبہ ہون تو وہ اولاد میری طرف منسوب ہے اس حدیث کو طبرانی نے بسند حسن روایت کیا ہے حضرت فاطمہؓ سے اٹھارہ حدیثین کتابون مین مروی ہین کما فی روضۃ الاحباب للسید المحدث اور غالبًا وجہ روایت کی کمی کی یہ ہے کہ سلسلہ روایت حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اہتمام کے ساتھ شروع ہوا اور آپ حضورؐ کے بعد فقط چھ ماہ زندہ رہین چنانچہ حضورؐ کے بعد تھوڑے دنون زندہ رہنے کے باعث حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے بھی روایت حدیث کی کم ہوئی آپکا حقیقی علم اعلےٰ درجہ کا تھا جو معرفت الٰہی ہے آپ کے رتبہ کے موافق معتبر حدیثؔ مین ہے کہ ایک روز جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت صحابہؓ مین فرمایا کہ بتلاؤ عورتون کے لیے کیا چیز بہتر ہے کسی کی سمجھ مین کچھ جواب نہ آیا حضرت علیؓ اپنے گھر تشریف لائے اور جو کچھ مجلس نبوی مین گذرا تھا حضرت فاطمہؓ سے بیان کر دیا حضرت سردار زنان جنت نے

احادیث مرویہ از حضرت فاطمہؓ و سبب قلت روایت از آنحضرت صلعم

ؔ اوردہ فی روضۃ الاحباب وکنز العمال ۱۲ منہ

ارشاد فرمایا کہ آپ نے یہ جواب کیون نہ دیا کہ عورتون کے لیے یہ بہتر ہے کہ مرد ان کو نہ دیکھین اور وہ اُن کو نہ دیکھین پس حضرت علیؓ مجلس نبویؐ مین واپس تشریف لائے اور یہ جواب بیان کیا جناب رسول مقبولؐ سے حضور سرورِ عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جواب تمنے کس سے سیکھا تو آپ مین حضرت علی مرتضیٰؓ نے عرض کیا کہ فاطمہ سے حضورؐ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے (یعنے جسطرح حق تعالیٰ نے مجھے علوم کاملہ سے سرفراز فرمایا ہے فاطمہ بھی میرا جز ہونے کی وجہ سے صاحب فہم صائب اور ذی عقل سلیم ہے) اس معرفت اور پھر اُسپر عمل سے یہ درجہ حاصل کیا کہ بعضی حدیثو نمین آیا ہے کہ حق تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے بسبب غصہ فاطمہؓ کے اور راضی ہوتا ہے بسبب رضا فاطمہؓ کے یعنی حضرت جسپر غضبناک ہوتی ہین اُسپر اللہ تعالیٰ کا بھی غصہ ہوتا ہے اور جس سے وہ راضی ہوتی ہین اُس سے خدائے تعالیٰ بھی راضی ہوتا ہے اور حضرت امام حسنؓ سے روایت ہے کہ مین نے دیکھا اپنی والدہ ماجدہ کو کہ شب جمعہ مین گھر کی مسجد مین نماز پڑھتی تھین جس وقت کہ صبح ہوئی مین نے سُنا کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتون کے لیے بہت دعائے خیر کی اور اپنے لیے کچھ دعا نہ فرمائی مین نے عرض کیا کہ اے مادرِ مہربان کیا وجہ ہے کہ آپ نے اپنی ذات کے لیے کچھ دعا نہ فرمائی فرمایا اے پیارے بیٹے ابتدا پڑوسی سے ہونا چاہیے پھر اپنے مکان سے یعنی دوسرونکا خیال اوّل چاہیے پھر اپنا یہ شان ایثار کی کہ دوسرے کا خیال اپنے سے پہلے ہو حق تعالیٰ نے آپ کو مرحمت فرمائی تھی اور یہ بڑا کمال ہے قرآن مجید کی آیت وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (اور مقدم کرتے ہین (دوسرون کو) اپنی جانون پر اگرچہ اُن کو خود بھی حاجت ہو) اس ایثار کی طرح فرمار ہی ہے اور پاکیزہ عادتون کا خزانہ تھین اور نہایت سچی جس سے ہر شخص کے دل مین انکی جگہ تھی حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مین نے فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو سچا نہین پایا۔ ایکبار حضرت سیدۃ النساءؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ مین کچھ رنجش ہو گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریافت فرمانے لگے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ جو فاطمہ کہتی ہین وہی درست ہے وہ کبھی جھوٹ نہین بولتین اشعۃ اللمعات مین صحیح سند سے مروی ہے کہ آپ جمعہ کے روز اپنی

خادمہؑ کو حکم دیتی تھیں کہ جب آفتاب غروب ہونے کے قریب ہو مجھے اطلاع دینا کہ مین اُسوقت (خاص طور پر) ذکر و دعا مین مشغول ہون (جمعہ کے روز جو گھڑی قبولیت دعا کی ہے اسمین بہت قول ہین ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ وقت اخیر دن مین ہے) اور واضح ہو کہ دعا مین اپنی ذات کو بھی شریک کرنا چاہیے اور اپنے نفس کی طرف سے بے پروا نہ ہو مگر قصۂ مذکورہ مین شفقت امت محمدیہ کی وجہ سے غالبًا ایسا غلبہ ہوا کہ اپنا خیال نہ رہا اور حدیثون مین دعا کا طریق یہ بھی آیا ہے کہ پہلے اپنی ذات کے لیے دعا کرے پھر دوسرے کے لیے نیز تنہا بھی دوسرے کے لیے دعا کرنا ثابت ہے اور اپنے لیے بھی تنہا دعا کرنا ثابت ہے غرض یہ کہ حضرت سیدۃ النساءؑ اعلیٰ درجہ کے کمالات سے متصف تھین اور جاننا چاہیے کہ انسان کے متعلق دو قسم کے حقوق ہین جنپر اُسکی فلاح اور نجات موقوف ہے اوّل وہ معاملہ جو بندہ کے اور اللہ کے درمیان ہے دوسرے وہ معاملہ جو اپنی ذات اور دوسرے بندون کے درمیان ہے سو عبادات کا شوق بطریق مذکور یہ اول مرتبہ کا کمال ہے اور اخلاق و عادات کا اچھا ہونا مخلوق پر شفقت ہونا یہ دوسرے قسم کا کمال ہے اور دونون قسم کے کمال کی حکایات مذکورہ سے آپکا کمال اچھی طرح واضح ہو گیا اور قرآن و حدیث آپکی فضیلت کا اعلیٰ درجہ کا گواہ ہے —

فائدہ حضرت عائشہؓ سے علمی فیض بہت کچھ جاری ہوا اسلیے کہ آپ کی عمر زیادہ ہوئی اور دو ہزار دو سو دس حدیثیں اُنسے مختلف کتابون مین مروی ہین اور عبادت کا موقع بھی بوجہ زیادتی عمر خصوصًا بحالت خلوت بعد وفات نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب ہاتھ آیا اسلیے کہ حضورؐ کی خدمت جو اعلیٰ عبادت تھی اُس سے اسقدر فراغت نہ تھی کہ محض توجہ الی اللہ مین مشغول ہوتین گو وہ خدمت بھی اعلیٰ درجہ کی عبادت تھی - مگر باوجود ان تمام امور کے حضرت فاطمہؑ کا درجہ بڑھا رہا وجہ یہ ہے کہ تقرب الٰہی اور ثواب جنت کچھ کثرت کام پر موقوف نہین بلکہ رحمت خداوندی اور مراتب ایمان پر موقوف ہے بعضے خاصان خدا تھوڑی عبادت مین بوجہ اپنی قوّت ایمان و یقین و زہد وغیرہ

سلہ خادمہ کے معنی لونڈی اور نوکرنی دونون آتے ہین نیز بلا اُجرت خدمت کرنے والی عورت کو بھی کہتے ہین اور یہان بھی ہر معنی کا احتمال ہے ۱۲ منہ عفی عنہ سلہ کمافی روضۃ الاحباب ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

وہ درجہ حاصل کر لیتے ہین جو دوسرون کو باوجود کثرت خدمت علمی و عملی میسر نہین ہوتا کیونکہ کثرت عبادت و کثرت علم کے لیے یہ ضرور نہین کہ جس درجہ کی عبادت ہے یا جس درجہ کا ظاہری علم ہے اُسی درجہ کا ایمان بھی قوی ہو اور تعلق دنیا بھی نہ ہو اور زہد و سخاوت وغیرہ بھی اُسی درجہ کا ہو پس نظر اللہ تعالیٰ کی قلب اور نیت پر ہے مثلاً کوئی شاگرد اپنے اُستاد کی جانی مالی خدمت خوب کرتا ہے لیکن محبت اور توجہ کچھ زیادہ نہین اور ایک دوسرا شاگرد ہے جو بوجہ عدم موجودگی مال یا کسی اور مانع کے پوری خدمت نہین کر سکتا لیکن محبت اور تعلق اُسکو بہت زیادہ ہے اور بروقت قدرت کسی طرح اُسکو جان نثاری سے عذر نہین ظاہر ہے کہ اُستاد دوسرے شاگرد کی تھوڑی خدمت کو بڑا خیال کریگا اور اُس سے محبت بھی زیادہ کرے گا۔ یہی برتاؤ بندون کے ساتھ خدائے تعالیٰ کا ہے لیکن مقتضاے محبت و بجا آوری ارشاد خداوندی یہ ضرور ہے کہ کسی درجہ طاعت مین حتی المقدور کوتاہی نہ کرے خوب سمجھ لو حق تعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے) خدا ہی کے اختیار ہے جسے جو چاہے مرحمت فرماوے۔ حضرت اویس قرنی[1] رضی اللہ عنہ تمام تابعین سے ثواب مین بڑھکر ہین جیسا کہ اشعۃ اللمعات اور جامع صغیر مین اس باب مین حدیث نقل کی ہے جسکا یہی ماحصل ہے۔ اصلی مقصود بعثت انبیاء سے یہ ہے کہ دنیا سے بندہ منھ موڑے اور خدا کا عاشق بنے انھون نے کسقدر اس حلہ کو طے فرمایا تھا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ اور حضرت سعید بن المسیب کو علوم ظاہری مین اُنسے بڑھکر اور تمام تابعین سے بڑھکر لکھا ہے اور وہ بھی تابعین مین سے تھے لیکن ثواب اور تقرب الٰہی مین حضرت اویس کے برابر نہ تھے۔ انسان کو چاہیے کہ حتی المقدور علوم ظاہری و باطنی تمام مین کمال حاصل کرے اور تعلیم مخلوق مین کسی درجہ اور اُنکی شفقت مین کچھ کمی نہ کرے اور اخلاق حمیدہ اور کمالات مطلوبہ سے متصف ہوکر محبوبان الٰہی مین داخل ہو بزرگان دین کے قصے بیان کرنے سے عمل کی ترغیب دلانا مطلوب ہے نہ کہ محض کہانی بیان کرنا۔

[1] بفتحتین یدر قبیلہ السیت از یمن ۱۲ م ش کافی الکتب المعتبرۃ ۱۲

بضم ہمزہ و فتح واو و سکون یاء ۱۲

(۱۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَدَنِیْ رَبِّیْ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ مَنْ اَقَرَّ مِنْھُمْ بِالتَّوْحِیْدِ وَلِیْ بِالْبَلَاغِ اَنْ لَّا یُعَذِّبَھُمْ (اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہُ السُّیُوْطِیْ)۔
ای التبلیغ ۱۲

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے میرے پروردگار نے وعدہ کر لیا ہے میرے اہل بیت میں سے اُن لوگوں کے لیے جو توحید خداوندی اور میری رسالت کا اقرار کریں یہ وعدہ کہ اُن کو عذاب نہ دے گا (اس روایت کو حاکم نے نقل کیا ہے اور سیوطیؒ نے صحیح کہا ہے مطلب یہ ہے کہ حضرتؐ کے اہل بیت میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ کو ہر امر میں یکتا جانتا ہوگا اور جناب رسول مقبول کو پیغمبر برحق سمجھتا ہوگا (یعنی تمام احکام شرعیہ کا اقرار کرنے والا ہو) وہ بخشا جاوے گا اگرچہ کسی درجہ کا گنہگار ہوگا اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر مسلمان جو کہ اسلام پر مرے اگرچہ وہ کسی درجہ کا گنہگار ہو رحمت خداوندی سے بغیر سزا (بذریعہ رحمت الٰہی جیسی بھی ہو جاوے کسی کا قرض نہیں ہے) یا بعد سزائے جہنم جنت میں ضرور داخل ہوگا پس اسجگہ کوئی خصوصیت مراد ہے جب تو آپ نے اپنے اہل بیت کی خصوصیت ارشاد فرمائی ورنہ جس حکم میں عام مسلمان شریک ہیں اسمیں اہل بیت کا خاص طریق پر ذکر کرنا کیا ضرور ہے وہ تو عام مسلمانوں میں خود ہی داخل ہیں پس فصیح بلیغ پیغمبر کا کلام چونکہ لغویات سے پاکیزہ ہونا ضرور ہے تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص طور پر مغفرت اور بخشش ہوگی جو اور مسلمانوں سے زیادہ ہوگی اور اس خاص طریق میں چند احتمال ہیں اولاً یہ کہ ابتدا ہی سے عذاب نہ ہو ثانیاً یہ کہ حساب بالکل نہ ہو یا اسمیں تخفیف ہو یا نفس عذاب میں تخفیف ہو ثالثاً یہ کہ ثواب میں بعد مغفرت زیادتی ہو اور یہ امر رحمت خداوندی سے کچھ بعید نہیں جو تعلق اللہ جل جلالہ کا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے وہ ظاہر ہے کہ کس درجہ کا ہے اور اسکی وجہ سے اگر اہل بیت کو یہ نعمت میسر ہو تو کیا جائے تعجب ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ (میں نزدیک گمان اپنے بندہ کے ہوں وہ گمان جو مجھ سے رکھتا ہے) یعنی اگر مجھ سے اچھا گمان اور نیک امید رکھے گا

رعایت خاصۂ حق تعالیٰ با اہل بیت

Presented by www.ziaraat.com

تو ویسا ہی برتاؤ کرونگا اور اگر نا امیدی اور بدگمانی رکھے گا تو ویسا ہی برتاؤ کیا جاویگا) لیکن واضح رہے
کہ اسکا یہ مطلب نہین کہ یہ حضرات بالکل مواخذہ سے بری ہین بلکہ گناہ کی سزا خاص لوگون کو زیادہ دیجاتی ہے پس مراد یہ ہے
کہ جو شخص باقتضاے قرابت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت اطاعت الٰہی مین مصروف ہوگا اور اتفاقاً کچھ کوتاہی
اور کوئی گناہ بھی ہوجاویگا تو اُسکا مواخذہ نہ ہوگا اور ببرکت قرابت نبوی وہ مغفور ہوگا اگرچہ وہ گناہ کیسا ہی بڑا ہو غرض
اہل بیت نبوی کی مغفرت خاص طور پر ہوگی جو اہل بیت مین سے پارسا اور زاہد ہین اُنکے اعلیٰ درجہ پر پہونچنے کی بشارت ہے یعنی اُنکے
درجے بلند ہون گے اور جو سخت گنہگار رہون گے اہل بیت مین سے وہ بہ نسبت اور لوگون کے
عذاب کے زیادہ مستحق ہون گے بوجہ خصوصیت قرابت نبوی کے اور مغفرت کے وقت خصوصیت
مغفرت سے بھی مشرف ہون گے بڑی بے حیائی اور ناشکری ہے کہ اولاد نبوی مین ہوکر خداے تعالیٰ
کی نافرمانی کرے بلکہ لازم ہے کہ اس نعمت کو غنیمت کبریٰ سمجھکر ایسا شکر کرے کہ کوئی وقت
طاعت باری سے خالی نہ جاوے اور اہل بیت مین آپ کے تمام اہل قرابت داخل ہین
لیکن یہ ضرور ہے کہ جس درجہ کی قرابت قریبہ ہوگی اُسی درجہ کی فضیلت بھی زیادہ ہوگی یعنی
مثلاً جو حضورؐ کے حقیقی چچا ہون وہ دور کے رشتہ کے چچا سے کم ہون گے اور اولاد مین سب کا
ایک حکم ہوتا ہے یعنی نواسہ۔ بیٹی۔ بیٹا اور اُنکی اولاد ان سب کی قرابت قریبہ ہی شمار ہے
اگرچہ بظاہر کچھ تھوڑا سا فرق ہے لیکن عُرف مین یہ قرابت بعیدہ شمار نہین ہوتی ہان جن
فضائل کے ساتھ بعض مخصوص ہون وہ دوسرون کو نہین میسر ہوسکتے مثلاً حضرت امام حسینؓ
بوجہ صحابیت وغیرہ فضائل مین مخصوص ہین وہ فضائل آج کل کے سادات کو جو اُن حضرات کی
اولاد مین ہین میسر نہین ہوسکتے اور واضح رہے کہ فضائل اہل بیت سادات کرام کو اس امر کا اطمینان
دلانے والے نہین ہین کہ وہ عمل چھوڑ دین اور محض قرابت نبوی پر تکیہ کرکے بیٹھ رہین اور
احادیث جن مین حضرت فاطمہؓ کے اعمال صالحہ اور جناب نبی کریم کا اُن کو تعلیم کرنا آیندہ مذکور ہوگا

لہ قرآن مجید مین یہ حکم صاف مذکور ہے ۱۲ منہ ۲ے اور شرعاً فروع واصول سے نکاح حرام ہوتا اس قول کا
اور اس عرف کا صحیح ہے اور فرائض مین فرق ہونا وہ امر دیگر ہے اسمین دنیاوی ضرورتین ملحوظ رکھی گئی ہین ۱۲ منہ

اسپر دلالت کرتی ہین کہ سادات کو یہ نسبت اور حضرات کے اعمال و علوم مین زیادہ مشغلہ اور سعی ضرور ہے اور اس نعمت یعنی قرابت نبوی کا شکر اُنکے ذمہ واجب الادا ہے اور اسکی پوری تفصیل آئندہ بیان کرونگا۔ واضح رہے کہ قیامت تک حضرت فاطمہؓ کی اولاد بواسطہ حضرت سیدۃ النساءؓ داخل اہل بیت رسولؐ ہے اور اسی طرح دیگر اہل قرابت نبویؐ کی اولاد بھی قیامت تک اپنے درجہ کے مطابق داخل قرابت نبویؐ ہے اور یہ بات عرفاً بالکل ظاہر ہے کہ اولاد کی اولاد اپنی اولاد ہوتی ہے لیکن تقویت شرعیہ اور اطمینان کے لیے عبارت ذیل نقل کیجاتی ہے جسکا حاصل وہی ہے جو مذکور ہوا اسی خیال سے ترجمہ نہین کیا جاتا وحل الدلیل در ذخیرۃ الخیر زیادہ بر یکصد حدیث میان صحاح وحسان وضعاف در مناقب ایشان ومحبان ایشان ووعید مبغضان ایشان ایراد کردہ بعدہ گفتہ ہرکہ نسبت وے بسوے رسول خدا امروز صحیح گشتہ وتناول صدقہ بروے حرام گردیدہ وے داخل ست در لفظ اہل بیت وذریت وعترت وآل وقرابت اگرچہ وسائط متعددہ درمیان باشند انتہی وسمہودی در اوائل ذکر خامس از کتاب جواہر العقدین گفتہ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنْهُ كَمَا فِي الصَّحِيحِ وَاَوْلَادُهَا بَضْعَةٌ مِّنْ تِلْكَ الْبَضْعَةِ فَيَكُوْنُوْنَ بَضْعَةً مِّنْهُ بِالْوَاسِطَةِ وَكَذَا اَبْنَاءُ بَنِيْهِمْ وَهَلُمَّ جَرًّا ذٰلِكَ كُلُّ مَنْ يُّوْجَدُ مِنْهُمْ فِيْ كُلِّ زَمَانٍ بَضْعَةٌ مِّنْهُ بِالْوَاسِطَةِ اور اثناے ذکر حادی عشر نزد کلام بر حدیث بضعۃ ویناسبہا ذکر کردہ فَكُلُّ مَنْ يُّشَاهَدُ الْيَوْمَ مِنْ وُّلْدِهَا فَبَضْعَةٌ مِّنْ تِلْكَ الْبَضْعَةِ وَاِنْ تَعَدَّدَتِ الْوَسَائِطُ انتہی گویم دلالت میکند بر تصحیح معنی این معنی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دربارہ حسینؓ کہ ایشان سبطی از اسباط اند چہ سبط بودن ایشان دلیل کثرت اولاد واخلاف ایشان ست وچون ایشان پارہ گوشت از رسول خدا باشند لامحالہ ابناے ایشان پارۂ ایشان خواہند بود وآل پارہا بوسائط پارۂ او رسولؐ بودند وشاہد اوست آیت کریمہ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا چہ مفسران گفتہ اند میان غلامین وابن اب صالح ہفت پشت بود وَاسْتَدَلَّ بِذٰلِكَ جَمَاعَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ الْاِمَامُ مُحَمَّدٌ جَعْفَرُ الصَّادِقُ عليه السلام وَالْحَافِظُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَالْحَافِظُ الزَّرَنْدِيُّ وَغَيْرُهُمْ هٰذَا كُلُّهٗ مِنْ رِسَالَةِ بَعْضِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ اور واضح ہوا کہ

کہ جو اہل بیت نبوی سے پابند شرع ہو اُسکی اعلیٰ درجہ کی خاطر و مدارات اور تعظیم ظاہری و باطنی لازم ہے اور
جو اہل بیت نبوی سے فاسق معلن ہو اُسکے اعمال کو بُرا سمجھے اور عمدہ طریق سے اُس کو نصیحت کرے اور
اس اعتبار سے جب تک وہ اپنی حالت سے توبہ نہ کرے اُسکو بُرا سمجھے لیکن باعتبار قرابت نبوی
اُسکو اچھا سمجھے اور اُسکی تعظیم اور بجا آوری حقوق مین کوتاہی نہ کرے اور یہ بات بعید نہین کہ ایک
اعتبار سے ایک شئے عمدہ سمجھی جاوے اور دوسرے اعتبار سے خراب شمار ہو. چنانچہ والدین
اگرچہ فاسق بلکہ کافر ہون تب بھی اُنکی خدمت اور عظمت اور بجا آوری حقوق شریعت مین لازم ہو
اور یہ قاعدہ مذکورہ کلیہ ہے کہ جہان ایسے دو سبب پائے جاوینگے جو مذکور ہوے وہان حکم
مذکور جاری ہوگا چنانچہ ہدایہ کے حاشیہ مولفہ مولٰنا عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ مین لکھا ہے کہ
عالم فاسق[۱] کی تعظیم کرے بوجہ علم کے مطلب یہ ہے کہ باعتبار فضیلت علم کے اُسکی تعظیم کرے
اور حقوق بجالاوے اور باعتبار گناہون کے بُرا سمجھے مگر گستاخی نہ کرے اور بعض علما نے لکھا ہے
لیکن تمسک امت باہل بیت و متابعت ایشان کہ در احادیث آمدہ مراد بدان علماے عاملین عترت اند
نہ مخلطین و جاہلین و بہ قال سلف الامۃ و ائمتہا و احادیث تعظیم و احسان و تجاوز از مسیئین
ایشان عام ست در حق کسیکہ تناول صدقہ بروے حرام باشد زیراکہ وے مجملہ آل نبویست
علی المعتمد اور ایک سید کو دوسرے سید کی تعظیم باعتبار سیادت ضرور نہین گو اولیٰ ہو اسلیے
کہ ان دونون مین مساوات ہے اور تعظیم مین ایک کا معظم ہونا ضرور ہے یہ بھی قاعدہ کلیہ ہے
جو بہت جگہ کام دیگا ہان اگر باعتبار محبت نبوی ایک دوسرے سے عمدہ برتاؤ کرین اور تعظیم سے
پیش آوین تو غایت محبت نبوی شمار ہوگی اور ثواب ہوگا۔ اور جس شخص کی عظمت لازم ہے
اگر وہ کافر ہو اور اُسمین کوئی اچھی بات پائی جاوے تو اُسکی مدح نہ کرنا چاہیے اگر کوئی ضرورت ہی
واقع ہو اُسکے اچھے کامون کے اظہار کی تو بطریق انصاف بیان کردے اور بطور مدح نہ بیان
کرے مدح مین عظمت ممدوح کی پائی جاتی ہے ظاہراً و باطناً بخلاف انصاف کے کہ وہان فقط

[۱] یعنی جبکہ وہ عالم اپنا اُستاد ہو ورنہ اُسکی تعظیم دین کی ہتک کرنا ہے ۱۲ منہ

بیان فضیلت اتقیاء اہل بیت نبوی

بیان تعظیم سادات

ایک واقعی امر کا بیان ہوتا ہے کسی کی وقعت و عزت مقصود نہین ہوتی اور اگر وہ شخص جسکی تعظیم کسی اعتبار سے ضروری ہے فاسق ہو اور اُسمین کوئی اچھی بات ہو اور اُسکے اظہار کی حاجت ہو تو اس اعتبار سے اُسکی مدح کرنا مذموم نہین لیکن ساتھ ہی اُسکا فسق بھی ظاہر کردے تاکہ مدح مطلقاً نہ ہو اور نیز دوسرے لوگ دھوکے مین نہ پڑین اور بندہ کے نزدیک یہ دو سبب ہین جن کی وجہ سے فاسق کی مدح کرنا ممنوع ہے اور حدیث اس باب مین آئی ہے اور کافر پہ فاسق کا قیاس بعید ہے کیونکہ کافر کے پاس تو کوئی نیکی مقبول نہین بخلاف مسلمان کے کہ اُسکا ایمان بڑی نیکی ہے جو عذاب ہمیشگی سے بعد سزاے معاصی یقیناً نجات دیگا اور وہ ہمیشہ دوزخ مین نہ رہیگا واللہ تعالیٰ اعلم اور واضح ہو کہ اگر عالم اور سید کافر ہون تو ہرگز اُنکی سیادت اور علم کی وجہ سے تعظیم نہ کرے

حصول معیت جناب رسول اللہ در جنت بوجہ محبت اہل بیت یعنی معیت

کیونکہ وجہ تعظیم جاتی رہی گو نسب نبوی اور علم اب بھی باقی ہے لیکن بحیثیت اسلام معتبر ہے اور وہ اعتبار جاتا رہا اور اگر باپ چچا وغیرہ کافر ہون تو اُنکی تعظیم بقاعدہ شریعت کرے اسلیے کہ یہان وجہ تعظیم محض حق پرورش و جزئیت ہے اور وہ عام ہے مسلمان اور غیر مسلمان مین خوب سمجھ لو بہرحال تعظیم و محبت اہل بیت واجب ہے اور اسکا صلہ وہ ہے جسکو سواے خداوند کریم کوئی نہین دے سکتا اور جسکے مقابلہ مین ہفت اقلیم کی سلطنت ہیچ ہے امام احمد اور ترمذی نے روایت کی مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَاَبَاهُمَا وَ اُمَّهُمَا کَانَ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی فرمایا جناب رسول مقبول صلعم نے جو مجھسے محبت کرے اور ان دونون یعنی حضرات حسنین رض سے محبت کرے اور ان دونون کے باپ سے یعنی حضرت علی رض سے اور ان دونون کی مان سے یعنی حضرت سیدۃ النساء سے وہ میرے ساتھ ہوگا میرے درجہ مین دن قیامت کے -

فائدہ- ساتھ ہونیسے برابری لازم نہین آتی ہان قرب نبوی صلعم اعلیٰ درجہ کا نصیب ہوگا جیسے نوکر اور آقا دونون کی کوئی ضیافت کرے ظاہر ہے کہ وہ دونون ہمراہ جانے اور ایک مکان مین کھانا کھانے سے برابر نہین ہوگئے مگر ہمراہی نبوی صلعم اور ثواب کثیر کسقدر بڑی دولت ہے امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ الباری نے فرمایا ہے کہ اہل بیت رسالت پانچ چیزون مین برابر

حضرت نبوت کے ہین (یعنی شریک ہین یہ نہین کہ بالکل برابر ہین) ایک[۱] درود بھیجنے مین حضرت پر التحیات مین دوسرے سلام مین تیسرے طہارت مین (آیت تطہیر کا مضمون گذر چکا اور وہان ازواج مطہرات اور حضرت سیدۃ النساءؓ اور امام حسینؓ و حسنؓ و حضرت علی مراد ہین) چوتھے صدقہ حرام ہونے مین پنجم وجوب محبت مین۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت سے محبت واجب ہے اور بغض انکا تحریم غلیظ حرام ہے امام بیہقی اور بغوی نے اسکی تصریح کی ہے اور امام شافعیؒ نے اسپر تنصیص فرمائی ہے ؎

یَا اَهْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّکُمْ	فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ
یَکْفِیْکُمْ مِّنْ عَظِیْمِ الْفَخْرِ اَنَّکُمْ	مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلٰوۃَ لَهٗ

حضرت خاتم المحققین عارف ربانی اعلم العلماء مولٰنا و سیدنا شاہ عبد الوہاب المالکی الشعرانی قدس سرہٗ فرماتے ہین مین کبریٰ مین و مما من اللہ بہ علی محبتی للشرفاء واهل البیت ولو من قبل الام فقط ولو کانوا علی غیر قدم الاستقامة لانهم یحبون اللہ ورسوله ومن احب اللہ ورسوله لا یجوز بغضه ولا سبه الی قوله ولا یلزم من اقامة الحد علی الشرفاء انا نبغضهم بل اقمنا الحد علیهم انما هو محبتہ فیهم وتطهیر لهم ابن عربی نے فرمایا ہے مین یہ کہتا ہون کہ معاصی اہل بیت (مراد ازواج مطہرات اور حضرت امام حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ ہین اس خاص مقام پر) صورت مین ذنوب اور گناہ ہین نہ حقیقت مین اس لیے کہ اللہ نے بسابقہ عنایت انکے ذنوب معاف کر دیے ہین بدلیل آیت تطہیر (جسکا مفصل بیان گذر چکا) اور کوئی رجس (مذکور در آیت تطہیر) گناہون سے بڑھکر نہین ہے۔ انسے اگر ہمکو کچھ ایذا پہونچے تو باعتبار ادب کے ہمپر یہ واجب ہے کہ ہم اسکو بمنزلہ مقادیر آسمانی مثل امراض وغیرہ کے سمجھکر راضی رہین اور صبر کرین اور اگر وہ ہمارا مال چھین لین اور ہمکو نہ دین تو ہمکو نہ چاہیے کہ ہم انکو قید کرین یا انکے مقدمہ کو

۱؎ ای لا تصح صلوٰۃ عند الشافعی ولا تکمل عند غیرہ وهذا مذهبه مشهور شاذ مخالف للاجماع ۱۲ امہ عنہ مراد یہ ہے کہ گناہ ہوسکے خاطت مرحمت فرمائی گئی ۱۲

حاکم تک پہونچائین اسلیے کہ یہ بضعۂ (ٹکڑا) رسولؐ ہین۔

حکایت۔ ایک بار عبداللہ بن حسنؓ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (جو خلیفۂ وقت زاہد باریا تابعین مین سے تھے) کے پاس آئے کسی کام کے لیے اُنھون نے کہا آپ کو جب کچھ کام ہوا کرے تو آدمی بھیجکر مجھے بلوا لیا کرین مین حاضر ہونگا یا مجھکو رقعہ لکھ بھیجا کرین مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ وہ تمکو میرے دروازے پر دیکھے۔

حکایت۔ ایک بار دختر اُسامہ بن زید (حضرت زید حضورؐ کے آزاد شدہ غلام تھے پس یہ لڑکی اُنکی پوتی تھین) حضرت عمرؓ بن عبدالعزیزؒ کے پاس گئین خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اُن کو اپنی جگہ بٹھایا اور آپ سامنے اُنکے بیٹھے اور اُنکا ہر کام پورا کر دیا۔ ذرا غور کرو کہ جب جناب رسول مقبولؐ کے غلام کی پوتی سے یہ برتاؤ تھا تو تیرا کیا گمان ہے کہ وہ آپ کی اولاد سے کیسا برتاؤ کرتے ہون گے۔

حکایت۔ حضرت معاویہؓ کو یہ بات پہونچی کہ حابسؓ بن ربیعہ مشابہ آنحضرتؐ ہین تب سے جب کبھی وہ آتے تو حضرت امیر معاویہؓ اُنکے لیے اپنے تخت سے اُٹھکر پیشوائی کرتے اور دونون آنکھون کے بیچ بوسہ دیتے۔

حکایت۔ حضرت علی خواصؒ (مرشد حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی) کہتے تھے کہ چاہیے شریف پر (جو اہل بیت سے ہو) ہم اپنی جان فدا و قربان کر دین کیونکہ گوشت اور خون رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسمین اثر کرنے والا اور جاری ہے اور وہ ایک پارۂ گوشت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔

بعض اہل علم نے کہا ہے حقوق شرفار (اہل بیت) کے ہمپر یہ ہین اگرچہ وہ خاندانین دور ہون کہہم اُنکی رضا کو اپنی خواہش پر ترجیح دین اور اُنکی تعظیم و توقیر بجا لائین اور جب وہ زمین پر

لہ اور انکو حابس بن سعد بھی کہتے ہین نیز ابن ربیعہ بھی کہتے ہین یہ جنگ صفین مین حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ تھے اور وہین مقتول ہوے اور انھون نے حضور سرور عالمؐ کا زمانہ پایا تھا ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

بیٹھے ہون ہم تخت پر نہ بیٹھین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین جو کوئی جھوٹا دعوی شرف (خاندان نبوی اور اولاد نبوی) کا کرے اُسکو سخت مارنا اور مدت تک قید مین رکھنا چاہیے یہانتک کہ توبہ کرے اسلیے کہ اسمین حضرت کا استخفاف ہوتا ہے (کہ نا اہل اہل بیت نبوت مین داخل ہوتا ہے) اور جس سید کے نسب مین طعن کیا جاتا وہ اُسکی تعظیم کرتے اور کہتے کہ شاید حقیقت مین وہ سید ہو اور شریف ہو پہلا حکم یقین کی صورت مین ہے اور دوسرا شک کی صورت مین شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہین کہ ایک ادب یہ ہے کہ کوئی ہم مین کا کسی شریفہ (اہل بیت سید کی لڑکی) سے نکاح نہ کرے مگر جبکہ اپنے نفس سے اس بات کو معلوم کرلے کہ مین اُسکے زیر حکم رہونگا[1] اور اُسکے اشارے پر کام کرونگا اور اُسکی جوتیان سیدھی کرونگا اور جب وہ آوے تو اُسکے لیے کھڑا ہوجاوے اور اُسپر دوسری عورت نہ لاوے اور اُسپر رزق کی تنگی نہ کرے اور اگر شریفہ اجنبی ہو تو اُسکی طرف آنکھ اُٹھاکر نہ دیکھے (اگرچہ کسی اجنبی عورت کو نہ دیکھنا چاہیے مگر شریفہ خاص طور پر احتیاط کرے وہ معظمہ محترمہ ہے)—

(۲۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى قَالَ مِنْ رِضٰى مُحَمَّدٍ اَنْ لَّا يَدْخُلَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ النَّارَ (رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَاطِمَةَ وَهِيَ تَطْحَنُ بِالرَّحٰى وَعَلَيْهَا كِسَاءٌ مِّنْ حُمْلَةِ الْاِبِلِ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْهَا بَكٰى وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ تَجَرَّعِيْ مَرَارَةَ الدُّنْيَا لِنَعِيْمِ الْاَبَدِ فَاُنْزِلَ عَلَيْهِ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ لَالٍ وَعَسْكَرِيٌّ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَابْنُ النَّجَّارِ

ترجمہ ابن عباس نے تفسیر آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿اور البتہ قریب دیگا تجھکو

---

[1] یہ قول بطریق مبالغہ کے ہے یہ مطلب نہین ہے کہ عورت خاوند ہوکر رہے اور مرد عورت ہوکر بلکہ مراد یہ ہے کہ اُسکی اچھی طرح خاطر کرے ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

(قیامت کے دن) تیرا پروردگار جس سے تو راضی ہوگا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے)
مین مروی ہے کہ آپ کی رضامندی سے یہ بھی ہے کہ آپ کے اہل بیت مین سے کوئی دوزخ مین
داخل نہ ہو۔ یعنی آپکا مقصود جب پورا ہوگا اور وعدۂ الٰہی جب صادق آویگا جبکہ اہل بیت
جہنم سے بچین اور پوری شرح اس معنی کی گذر چکی۔ اسکو امام ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے
اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہؐ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے
اس حال مین کہ وہ ناج پیس رہی تھین چکی سے اور ایک کمل اونٹ کے بالون سے بنا ہوا اوڑھے تھین
(ایسے فقر کے حال مین) جب آپ نے انکو دیکھا تو آپ روئے اور فرمایا اے فاطمہ دنیا کی تلخی کو
گھونٹ گھونٹ کرکے پی[1] ہمیشہ کی نعمت کے واسطے پس یہ آیت نازل ہوئی (دیکھو لباب فی
تعدد النزول کما فی الاتقان) اسکو ابوبکر بن لال و عسکری اور ابن مردویہ اور
ابن النجار نے روایت کیا ہے۔

(۲۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فَاطِمَةَ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ اَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَالْعُقَيْلِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ شَاهِيْنَ فِي السُّنَّةِ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ

ترجمہ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبولؐ نے بیشک فاطمہ نے اپنی شرمگاہ
کی حفاظت کی پس اللہ نے اُسکی اولاد کو دوزخ پر حرام کردیا[2] (اسکو محدث بزار اور ابو یعلی اور
عقیلی اور طبرانی نے اور ابن شاہین نے سنت مین اور حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے)

(۲۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ اِنَّ اللّٰهَ غَيْرُ مُعَذِّبِكِ وَلَا وَلَدِكِ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول مقبولؐ نے فاطمہؓ سے بیشک اللہ عذاب نہ دیگا

بقیۃ التتمۃ ۱۲

یعنی مراد عذاب دوزخ سے فاطمہ و حسنین ۱۲

---

۱ ہر شو وام شراب الم در کشند + وگر تلخ بینند دم در کشند ۱۲ منہ ۲ مرمناه ولاکن ان یقال لحفاظتہ اولادہا بشاہدۃ المعاصی منہم ۱۲ منہ

تجھکو اور نہ تیرے دونوں بیٹوں کو (اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے)۔

(۲۳) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ شَيْءٍ أَسَاسٌ وَأَسَاسُ الْإِسْلَامِ حُبُّ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُبُّ أَهْلِ بَيْتِهِ (أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَارِيْخِهِ)۔ (بالفتح بنیاد ۱۲)

ترجمہ۔ حضرت حسن ابن علی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول نے ہر شئے کی ایک بنیاد ہے اور بنیاد اسلام کی محبت اصحاب رسول مقبول اور محبت آپ کے اہل بیت کی ہے (اس کو بخاری نے تاریخ مین روایت کیا ہے وجہ یہ ہے کہ دین اُن ہی حضرات سے ہمکو پہونچا ہے وہ ہمارے محسن ہین پس اُنکی محبت مین خلل ہونا بنیاد کا ضعیف کرنا اور ناشکری ہے پھر شاخین یعنی اور اعمال کیسے درست ہو سکتے ہین نیز یہ کہ اُن کو حضور سے خاص تعلق ہے اُنکی محبت گویا بعینہ آپ کی محبت ہے اور ظاہر ہے کہ آپ کی محبت بنیاد ایمان ہے پس بنیاد اسیقدر کمزور ہو گی کہ جس درجہ کی محبت کم ہو گی خوب سمجھ لو)۔

(۲۴) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي[1] أَهْلَ بَيْتِي (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ)۔

ترجمہ۔ حضرت جابر سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے لوگو مین چھوڑتا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر تم اُسکو پکڑ لوگے تو ہرگز نہ بھٹکوگے اور وہ خدا کی کتاب اور میری اہل بیت ہین (اسکو ترمذی نے بسند حسن روایت کیا ہے ظاہر ہے کہ دین کا قیام ان ہی دو چیزون پر ہے قرآن تو ظاہر ہے کہ رہنما ہے اور اہل بیت اسوجہ سے کہ اُن کو بوجہ ہمسائگی و قرب

(بدل الکل من عترتی ۱۲)

---

[1] عن ابن الاعرابی حکاہ عنہ ثعلب العترۃ ولد الرجل و ذریتہ من صلبہ و لذلک سمیت ذریۃ محمد من علی و فاطمۃ عترۃ محمد کذا فی مجمع البحرین و فی اہل بیت النبی اقوال لکن الظاہر ہم المذکورون فی قول ابن الاعرابی و یحتمل العموم ایضا و قس علی ہذا قول رسول اللہ اللہم اجعل رزق آل محمد قوتا و قولہ فی الحدیث آل محمد کل تقی محمول علی المجاز کما لا یخفی و ستقف علی بنا المراد فی آیۃ التطہیر ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

نبوی کی کثرت سے مسائل معلوم ہوئے خصوصاً ازواج مطہرات سے خاص خاص قسم کے مسائل حاصل ہوے اور پھر اُنسے بکثرت اور لوگون کو معلوم ہوے پس اہل بیت مثل قرآن مجید کے رہنما ہین)

(۲۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ لَهٗ مِنْ اُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَهْلُ بَيْتِيْ (اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ)-

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے وہ لوگ جنکی مین شفاعت کرونگا اپنی امت مین سے قیامت کے دن وہ میرے اہل بیت ہون گے (طبرانی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس حدیث مین یہ الفاظ اور بھی ہین ثم الاقرب فالاقرب من قریش ثم الانصار ثم من آمن بی واتبعنی من الیمن ثم من سائر العرب ثم الاعاجم ومن اشفع لہ اولا افضل)-

(۲۶) عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجُحْفَةِ فَقَالَ اَلَسْتُ اَوْلٰى بِكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّيْ سَائِلُكُمْ عَنِ اثْنَيْنِ عَنِ الْقُرْاٰنِ وَعَنْ عِتْرَتِيْ (اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ)-

ترجمہ مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا خطبہ سُنایا ہمکو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جحفہ مین (یہ ایک مقام ہے مکہ ومدینہ کے درمیان) پس فرمایا کیا مین تمپر تمھاری جانون سے زیادہ حقدار نہین ہون (یعنی کیا تمپر میرا حق زیادہ نہین ہے اُس حق سے جو تمھاری جانون کا تمپر ہے) صحابہؓ نے عرض کیا کیون نہین یا رسول اللہ پھر فرمایا آپ نے بیشک مین تمسے پوچھونگا (قیامت مین بابت تمھارے برتاؤ کے قرآن اور اپنی اولاد کے یعنی تم نے ان دونون سے کیسا برتاؤ کیا) دو چیزون سے اور وہ قرآن اور میری اولاد ہے (طبرانی)-

---

سلہ اور طبرانی کی ایک دوسری صحیح حدیث مین یہ اولیت اہل مدینہ اور اہل مکہ اور اہل طائف کے لیے وارد ہوئی ہے سو اگر حدیث مذکور فی الکتاب صحیح یا حسن ثابت ہووے تو تطبیق یون ہوسکتی ہے کہ اولیت اہل بیت سے ابتداء حقیقی مراد ہو اور دوسری حدیث مین ابتدا اضافی مراد ہو اور اگر وہ حدیث حسن نہ ہو جیسا کہ جامع صغیر مین اسکی تضعیف کی ہے تو صحیح حدیث معمول بہ اور دوسری متروک ہوگی ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

(۲۷) اَخرَجَ الدَّیلَمِیُّ عَن عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ
اَوَّلُ مَن یَّرِدُ عَلَی الحَوضِ اَھلُ بَیتِی۔

ترجمہ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوّل حوض کوثر پر (بالفتح ۱۲) میرے پاس میرے اہل بیت آوینگے۔

(۲۸) اَخرَجَ الدَّیلَمِیُّ عَن عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَثبَتُکُم عَلَی الصِّرَاطِ اَشَدُّکُم حُبًّا لِاَھلِ بَیتِی وَاَصحَابِی۔

ترجمہ۔ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم مین زیادہ ثابت قدم رہنے والا پل صراط پر وہ شخص ہوگا جو میرے اہل بیت اور میرے صحابہؓ سے بہت زیادہ محبت رکھتا ہوگا۔

(۲۹) اَخرَجَ الدَّیلَمِیُّ عَن عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَربَعَۃٌ اَنَا لَھُم شَفِیعٌ یَّومَ القِیٰمَۃِ المُکرِمُ لِذُرِّیَّتِی وَالقَاضِی لَھُم حَوَائِجَھُم وَالسَّاعِی لَھُم فِی اُمُورِھِم عِندَ مَا اضطُرُّوا اِلَیہِ وَالمُحِبُّ لَھُم بِقَلبِہٖ وَلِسَانِہٖ۔ [۵۱]

ترجمہ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار شخص ہین کہ مین (خاص طور پر) قیامت کے دن اُنکی سفارش کرونگا اوّل وہ شخص جو میری اولاد کی تعظیم کرنے والا ہو دوسرا وہ جو اُنکی حاجتین پوری کرتا ہو تیسرا وہ جو اُنکے کامون مین کوشش کرتا ہو جس وقت کہ وہ لوگ اُس شخص کی طرف مضطر ہون چوتھا وہ کہ اُنسے محبت رکھنے والا ہو اپنے دل اور اپنی زبان سے ف یہ چارون شخص حضور سرورِ عالمؐ کی اولاد سے حسن برتاؤ کرنے والے ہین جو اس نعمتِ عظمیٰ شفاعت خاصہ سے مشرف ہون گے پس عاشقانِ رسول اور محبانِ اولاد بتولؑ کو لازم ہے کہ حضرات اہل بیت کرام سے جان و مال سے دریغ نہ کرین گو عام طور پر سب کے ساتھ شریعت نے احسان و سلوک کی ترغیب دلائی ہے اور اُسپر

۵۱ وعزاہ السیوطی الی ابن عدی ایضاً ثم ضعفہ والضعاف تقبل فی الفضائل ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

بے حد ثواب کا وعدہ ہے مگر اہل بیت اطہار بوجہ قرابت نبوی اس امر کے زیادہ مستحق ہین اور اُنکی جو کچھ خدمت کیجاوے بڑی تعظیم سے کرنا چاہیے اور اپنے کو یون سمجھے کہ مین اُنکی خدمت کے لائق نہین اسلیے کہ وہ واسطہ جو اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہے اُس اعتبار سے تو اُنکی خدمت ممکن ہی نہین جسکے لیے تمام مخلوق پیدا ہوئی اگر تمام دنیا اور اہل دنیا اُس ذات مقدسہ اور اُسکی اولاد طاہرہ پر نثار ہو جائین تو کچھ بعید نہین جسکی خاطر اور دلداری خدا ے تعالیٰ فرماوے بندہ کی کیا مجال ہے کہ اُس مقدس ذات کی خاطر و دلداری کا حق ادا کر سکے خوب غور سے سمجھ لو۔

(۳۰) اَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ اٰذَانِيْ فِيْ عِتْرَتِيْ۔

ترجمہ دیلمی نے حضرت ابی سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول مقبولؐ نے سخت ہوا غضب اللہ کا اُسپر جو مجھے رنج دے میری اولاد اور اہل بیت کے بارے مین۔ یعنی میری اولاد واہل بیت کو رنج دے اور پھر اسوجہ سے مجھے رنج ہو ہی گا تو ایسے شخص پر خدا کا سخت عذاب اور غصہ نازل ہوگا اور ترجمہ یون بھی ہو سکتا ہے کہ یہ جملہ بد دعا کے لیے ہو پس معنی یہ ہون کہ سخت ہووے خدا کا غصہ اُسپر جو مجھے میری اولاد اور اہل بیت کے بارہ مین رنج پہونچاوے۔ بہر حال معاملہ سخت اور عذاب دردناک ہے موذیان اہل بیت نبویؐ کے لیے خواہ کلام مذکور جملۂ خبریہ ہو یا جملۂ دعائیہ ہو۔

(۳۱) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ بَيْتِيْ وَالْاَنْصَارُ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ (اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ)

ترجمہ دیلمی نے حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اہل بیت اور انصار (انصار وہ لوگ ہین جنھون نے مدینہ مین جناب رسول مقبولؐ کا ساتھ دیا اور ہر طرح مدد کی اور نیز مسلمانون کی بھی دلداری اور مدد کی) خالص دوست و محل اعتبار

Presented by www.ziaraat.com

وموضع راز ہین پس قبول کرو (نیک کام) اُنمین سے اُن لوگون کا جو نیک بخت ہین اور
درگذر کرو اور معاف کرو بُرے کام کو اُن لوگون کے جو اُنمین سے بدکار ہین اور گنہگار ہین
ف اِسکے متعلق مفصّل مضمون پہلے بیان ہو چکا ہے یہان سے بڑی عزّت اور ہدایت برائے
دلداری حضرات اہل بیت و انصار ثابت ہوئی کہ اگرچہ وہ بدکار اور گنہگار ہون لیکن تم لوگ
بوجہ میری قرابت کے اُنسے حُسن سلوک سے پیش آؤ یہ غرض نہین کہ احکام شرعیہ مین بھی اُنسے
درگذر کرو اور دار وگیر نہ کرو بلکہ احکام شرعیہ مین گرفت کرنا تو عین شفقت ہے اسمین کوتاہی تو
اُنکے حق مین مضر اور ممنوع ہے اور باقی تفصیل اسکی پہلے بیان ہو چکی ہے

(۳۲) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَنَعَ اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ
اَهْلِ بَيْتِيْ يَدًا كَافَيْتُهٗ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (اَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ)

ترجمہ ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو شخص نیکی کرے کسی شخص کے ساتھ میرے اہل بیت ہین سے مین اُس نیکی کرنے والے کو بدلہ دونگا
قیامت کے دن۔ سبحان اللہ حضور جس شخص کے احسان وسلوک کا بدلہ دینگے تو کیا کچھ دینگے
اور وہ شخص کیسا خوش نصیب ہوگا۔

(۳۳) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَنَعَ
صَنِيْعَةً اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلَفِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِي الدُّنْيَا فَعَلَيَّ مُكَافَاتُهٗ اِذَا لَقِيَنِيْ
(اَخْرَجَهُ الْخَطِيْبُ)

ترجمہ حضرت عثمان ذی النورین بن عفّان رضی اللہ تعالی عنہ سے خطیب نے روایت کی کہ
کہ فرمایا جناب رسول مقبولؐ نے جو شخص نیکی کرے کوئی نیکی طرف کسی کے اولاد عبدالمطلب سے
دنیا مین تو مجھپر اُسکا بدلہ ہے جب وہ مجھسے ملیگا (یعنی قیامت کو مین بدلہ پورا کرونگا)۔

ضعفہ السیوطی ۱۲ منہ ۔ فرزند وہو بالتحریک حسن وبالسکون اسیٔ یقال ہو خلف سوء بالتسکین من ابیہ
وخلف صدق بالتحریک ۱۲ صراح وسیاق حکم ہذین عنقریب ۱۲ منہ

(۳۴) عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِي عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُ اَيُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا (ترمذی)۔

ترجمہ جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ مین اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشہؓ کی خدمت مین حاضر ہوا اور مین نے پوچھا کہ لوگون مین کون زیادہ محبوب تھا حضور سرور عالم کو حضرت عائشہ رضی نے فرمایا کہ فاطمہؓ پھر کہا گیا کہ مردون مین سے کون زیادہ محبوب تھا حضورؐ کو فرمایا کہ اُنکے (یعنی فاطمہؓ کے) خاوند (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

(۳۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اِنِّيْ قَدْ سَئَلْتُ اللّٰهَ لَكُمْ اَنْ يَجْعَلَكُمْ نُجَدَاءَ رُحَمَاءَ وَسَأَلْتُهُ اَنْ يَهْدِيَ ضَالَّكُمْ وَيُؤْمِنَ خَائِفَكُمْ وَيُشْبِعَ جَائِعَكُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُهُمْ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ بِحُبِّيْ اَتَرْجُوْنَ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِيْ وَلَا يَرْجُوْهَا بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ)۔

ترجمہ طبرانی نے عبداللہ بن جعفر سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہین مین نے سُنا رسول مقبولؐ سے کہ آپ فرماتے تھے اے بنی ہاشم بیشک مین نے اللہ سے تمھارے لیے طلب کیا ہے کہ وہ تمکو بنادے دلیر اور رحم کرنے والا اور اللہ سے تمھارے لیے یہ مانگا ہے کہ تم مین سے جو بھٹکتا ہوا ہو اُسے اللہ ہدایت فرماوے اور جو خوف کرتا ہو اُسے امن اور چین دیوے اور جو بھوکا ہو اُسے سیر کرے قسم اُس ذات کی کہ جسکے ہاتھ مین میری جان ہے نہ مومن ہوگا کوئی اُنمین کا (یعنی جو لوگ تمھارے سوا ہین) یہان تک کہ تمسے محبت رکھے بوجہ میرے (تعلق) محبّت کے یعنی آدمی مسلمان کامل نہین ہوسکتا اور اُسکا ایمان ادھورا اور خراب رہتا ہے جب تک حضرات اہل بیت سے محبت نہ رکھے) کیا امید رکھتے ہو تم (اے لوگو اہل بیت کے سوا اور لوگون سے خطاب ہے) کہ تم جنت مین داخل ہوجاؤگے میری سفارش سے اور نہ امید رکھین

Presented by www.ziaraat.com

شفاعت کی اولاد عبد المطلب (یعنی یہ کس طرح ممکن ہے کہ تم امید شفاعت رکھو اور بنی عبد المطلب
امید نہ رکھیں بلکہ وہ تو بطریق اَولیٰ اس امر کے مستحق ہین غرض یہان پر اُنکا حق ظاہر کرنا اور اُنکے
غیر پر ترجیح بیان کرنا مقصود ہے)۔

(۳۶) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ حَقَّ
عِتْرَتِيْ وَالْاَنْصَارِ فَھُوَ لِاَحَدِ ثَلَاثٍ اِمَّا مُنَافِقٌ وَاِمَّا لِزَنْیَۃٍ[1] وَاِمَّا لِغَیْرِ
ہو فی الاصل المرۃ من الزنا ۱۲
طُھُوْرٍ یَعْنِيْ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ عَلٰی غَیْرِ طُھْرٍ (اَخْرَجَہُ الْبَیْھَقِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ)۔
بالفتح پاکی شدن ۱۲ — یعنی ناپاکی از حیض و جز آن ۱۲ م

ترجمہ بیہقی اور ابن عدی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص نہ پہچانے حق میرے اہل بیت اور انصار کا سو وہ تین باتون مین سے
کسی ایک بات کی وجہ سے ایسا کرتا ہے اور وہ باتین یہ ہین یا تو وہ منافق ہے (ظاہر مین
مسلمان اور باطن مین کافر) یا زنا کی پیدائش ہے (یعنی حرامی ہے بطریق اشارہ اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ زنا کو بچہ کے اخلاق خراب کر دینے مین اور معاصی کے ارتکاب مین دخل ہے ہان اگر
ایسا شخص علم وعمل سے اپنی اصلاح کرے تو بہت کچھ اصلاح ممکن ہے لیکن بدگوئی اور طعنہ زنی کسیکو
نہ کرنا چاہیے) اور یا حیض کی حالت مین اُسکی مان کو حمل رہا ہے یعنی وہ حیض کی پیدائش ہے
(حیض مین صحبت کرنا حرام ہے پس ایسی پیدائش مین اخلاق کامل نہین ہوتے)۔

(۳۷) عَنْ اَبِيْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ
بِیَدِہٖ لَا یُبْغِضُنَا اَھْلَ الْبَیْتِ رَجُلٌ اِلَّا اَدْخَلَہُ النَّارَ (اَخْرَجَہُ ابْنُ
من الافعال ۱۲
حِبَّانَ فِيْ صَحِیْحِہٖ وَالْحَاکِمُ وَکُلُّ مَا فِيْ صَحِیْحِ ابْنِ حِبَّانَ صَحِیْحٌ کَمَا قَالَہُ السُّیُوْطِيُّ)

ترجمہ ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے قسم اُس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کوئی شخص ہم سے یعنی ہم گھر والون سے
(مراد اہل بیت ہین) بغض نہ رکھیگا مگر یہ بات ہے کہ اللہ تعالی اُسکو جہنم مین داخل کریگا

[1] یقال للولد من الزنا ہو لزنیۃ وقیل الفتح فی الزنیۃ والرشدۃ افصح وولد الرشدۃ کان من نکاح صحیح ۱۲ مجمع البحرین

Presented by www.ziaraat.com

یعنی جو اہل بیت سے بغض رکھے گا جہنم میں داخل ہوگا بیان سے اہل بیت کا محبوب رکھنا اور اُنسے بغض نہ رکھنا ضروری ثابت ہوا اور اسکے خلاف کرنے والے کو اسقدر سخت عذاب کے استحقاق کی خبر معلوم ہوئی۔

(۳۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُغْضُ بَنِیْ هَاشِمٍ وَالْاَنْصَارِ کُفْرٌ وَبُغْضُ الْعَرَبِ نِفَاقٌ (اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ)۔

ترجمہ طبرانی نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی ہاشم اور انصار کا بغض کفر ہے (یعنی قریب کفر کے ہے اور اتنا بڑا گناہ کبیرہ ہے کہ کفر کے قریب ہے نیز عام اولیاء اللہ کی گستاخی اور عداوت سے بھی ایمان نکل جانے اور کافر ہونے کا سخت اندیشہ ہے جو خدا کے ولی سے عداوت رکھے اللہ میاں اُس سے لڑائی کا اعلان دیتے ہیں جیسا کہ صحیح حدیث قدسی میں ہے) اور بغض عرب کا (عموماً) نفاق ہے (یعنی مسلمان اہل عرب کا بغض عموماً نفاق ہے اور اسکا بھی بڑا گناہ ہے کہ نفاق کے قریب پہونچ گیا مگر پہلے سے کم ہے)

(۳۹) عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَہْلِ بَیْتِیْ (اَخْرَجَہُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ)۔

ترجمہ مسلم اور ترمذی ونسائی نے حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت کی ہے کہ حضور سرور عالمؐ نے فرمایا میں تمکو اللہ یاد دلاتا ہوں اپنے اہل بیت کے بارہ میں (یعنی خدا کا خوف کرو اور میرے اہل بیت سے بدسلوکی نہ کرو تاکہ اللہ عذاب سے محفوظ رکھے ورنہ بدسلوکی سے دارین میں تباہ ہوجاؤگے)

(۴۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا

[1] لا یخفی وجہ تاویلہ علی اہل العلم والحدیث القدسی الصحیح لفظہ من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب ۱۲ منہ عفی عنہ

[2] قال فی الجلالین استثناء منقطع ای لکن اسئلکم ان تودوا قرابتی التی ہی قرابتکم ایضا فان لہ فی کل بطن من قریش قرابۃ وقال فی الکمالین ای لکن اسئلکم ان تودوا قرابتی التی ہی قرابتکم ایضا ولا تؤذوہم والقرابۃ ہہنا اسم جمع لقریب کالصحابۃ او مصدر وعلی ہذا فلا بد من تقدیر المضاف ای اہل قرابتی او ذوی قرابتی والظرف حال متعلقۃ بالمحذوف تقدیرہ او المودۃ ثابتۃ فی القربی ممکنۃ فیہا ای فی اہل القربی جعلوا مکانا للمودۃ ومقرا لہا انتہی فلا یرد ان مودۃ القربی عوض التبلیغ فافہم ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِيٌّ وَّفَاطِمَةُ وَوَلَدُهَا (رَوَاهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ فِيْ تَفَاسِيْرِهِمْ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْمُعْجَمِ الْكَبِيْرِ)۔

ترجمہ ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیروں میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى یعنی کہدیجیے اے رسول ﷺ میں تمسے اجرت نہیں مانگتا احکام خداوندی پہونچانے کی مگر دوستی اہل قرابت کی چاہتا ہوں یعنی میرے اہل قرابت سے محبت رکھو جس سے مجھے تکلیف اور رنج نہ ہو اور دینی خدمت تو میں اللہ کے واسطے کرتا ہوں کچھ مزدوری اُسپر نہیں چاہتا اور دوستی اہل قرابت کی مزدوری میں داخل نہیں بلکہ یہ خود ایک حکم مستقل ہے احکام خداوندی میں سے اور وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ عقلاء کے نزدیک مسلّم ہے کہ اپنے محسن کے احسان کا لحاظ چاہیے اور احسان کا بدلہ پورا کرنا چاہیے موافق طاقت کے پس ضرر اور رنج سے محسن کو خواہ وہ معلّم ہو یا مرشد یا اور کسی طرح کا سلوک کرنے والا ہو بچانا ضرور ہے حد شرعی کے اندر پھر چونکہ جناب رسول مقبول ﷺ اعلیٰ درجہ کے خیر خواہ اور محسن ہیں لہذا آپکو ہر طرح سے منظور نظر اور خوش رکھنا اور رنج سے بچانا واجب ہے پس اس آیت کے نازل ہوئے پیچھے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے وہ رشتہ دار کون ہیں جنکی محبت ہمپر لازم ہوئی ہے حضورؐ نے جواب میں فرمایا وہ رشتہ دار علی اور فاطمہ اور فاطمہ کی اولاد (یعنی حضرات حسنینؑ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے جو شان نزول آیت تطہیر میں وارد ہے)۔

(۲۱) اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا اَرَادَ اَنْ يُّزَوِّجَ عَلِيًّا فَاطِمَةَ اَمَرَ مَلَكًا اَنْ يَّهُزَّ شَجَرَةَ طُوْبٰى فَهَزَّهَا فَنَثَرَتْ رِقَاقًا يَعْنِيْ صُكُوْكًا وَّاَنْشَاَ اللّٰهُ مَلٰٓئِكَةً فَالْتَقَطُوْهَا فَاِذَا كَانَتِ الْقِيٰمَةُ ثَارَتْ مَلٰٓئِكَةٌ فِي الْخَلْقِ فَلَا يَرَوْنَ مُحِبًّا لَّنَا اَهْلَ الْبَيْتِ مَحْضًا اِلَّا دَفَعُوْا اِلَيْهِ مِنْهَا كِتَابًا بَرَاۗءَةً لَّهٗ مِنَ النَّارِ (رَوَاهُ الْخَطِيْبُ عَنْ بِلَالٍ

Presented by www.ziaraat.com

مرفوعاً وقال رجالہ کلھم مجھولون کذا قال الشوکانی قلت لا یضرنا فان الضعاف تعتبر فی فضائل الاعمال فضلاً عن فضائل الرجال وھذا الحدیث لیس مقطوعاً بضعفہ بل یحتملہ ویحتمل غیرہ فاعتبارہ فی ھذا الموضع اولی تدبر)۔

ترجمہ جب حق تعالیٰ نے قصد فرمایا نکاح کرنے حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ سے تو حکم فرمایا ایک فرشتہ کو کہ وہ درخت طوبیٰ (طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے) کو ہلاوے پس اُس فرشتے نے اُس درخت کو حرکت دی سو گرائیں اُس درخت نے چکیں (یعنی تامے او رسندیں) اور پیدا کیا اللہ نے ملائکہ کو تو انھوں نے اُن چکوں کو چن لیا اور اُٹھایا پس جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ فرشتے مخلوق میں پھیر ینگے تو نہ دیکھینگے وہ کسی ہم اہل بیت کے دوست خالص کو لیکن اُن چکوں اور سندوں میں سے ایک سند اُسکو دینگے جو جہنم سے براءۃ اور نجات کا ذریعہ ہوگی (اسکو خطیب نے روایت کیا ہے)۔

(۲۴) مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّکْتَالَ بِالْمِکْیَالِ الْاَوْفٰی اِذَا صَلّٰی عَلَیْنَا اَھْلَ الْبَیْتِ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ)

مصدر کلت الطعام کیلا وکیلا ۱۲ منہ

ترجمہ فرمایا رسول مقبولؐ نے جسے یہ بات اچھی معلوم ہو کہ پورے پیمانہ سے ناپے (یعنی عمدہ اور پورا بدلہ درود شریف کا قیامت میں لیوے) جبکہ ہم اہل بیت پر درود بھیجے تو اُسے چاہیے کہ یہ درود پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ یعنی اے اللہ درود بھیج محمدؐ پر جو نبی ہیں اور انکی بیبیوں پر جو مسلمانوں کی (روحی) مائیں ہیں اور اُنکی اولاد پر اور اُنکے گھر والوں پر جیسا کہ تونے درود بھیجا ابراہیم پر بیشک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے (اسکو ابو داؤد اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا شانِ مقدس ہے حضرات اہل بیت کی کہ درود جیسی معظم عبادت میں وہ حضرات رسول مقبولؐ کے شریک ہیں جنمیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں اور درود شریف میں

Presented by www.ziaraat.com

آل محمد سے مراد باعتبار عموم الفاظ کے تمام سادات جو قیامت تک ہونگے داخل ہین اور اسکے خلاف مراد لینا دعویٰ بلا دلیل ہے اور اسی طرح حدیث اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا مین بھی عموم مراد ہے اور اس حدیث مین آل سے اُمت مراد لینا دعویٰ بلا دلیل ہے خوب سمجھ لو)۔

(۴۳) مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يُصَلِّ فِيْهَا عَلٰى اَهْلِ بَيْتِيْ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ (اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِيِّ رَفْعًا وَّوَقْفًا)

ترجمہ فرمایا رسول مقبولؐ نے جو شخص درود بھیجے کوئی درود جسمین میرے اہل بیت کو شامل نہ کرے (فقط محمدپر درود بھیجے) تو وہ درود قبول نہ ہوگا اُس شخص سے (اللہ تعالیٰ کے دربار مین) اور پورا ثواب نہ ملے گا اور ایسا کرنا مکروہ ہوگا اسکو بیہقی اور دارقطنی نے روایت کیا ہے) اور جان لو کہ کوئی درود ایسا نہین کہ مسلمان اُسکو بقاعدہ عبادت بجالاوے اور اُسکا ثواب نہ ملے ہان ثواب مین کمی وبیشی ہوسکتی ہے درود شریف کا مقبول ہونا ضروری ہے پس اگر اچھی طرح بشرائط شرعیہ درود بھیجے تو ثواب کامل ہوگا ورنہ ناقص باجی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب تو خدا سے دعا مانگے تو اُسمین درود نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شامل کرلے اسلیے کہ درود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مقبول ہے اور اللہ پاک بڑا کریم ہے تو یہ نہین ہوسکتا کہ وہ بعض دعا (جو کسی مقصود کے لیے کی گئی ہے) رد کردے اور بعض (درود) قبول کرلے اور پھر اسی کے مثل حضرت سیدنا شیخ ابوطالب مکیؒ اور مولنا محبوبنا امام محمد غزالی رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے حضرت زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ قول حدیث مرفوع مجھے ثابت نہین ہوا بلکہ موقوف ہے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ پر مین کہتا ہون کہ یہ قول مرفوع کے حکم مین ہے اسلیے کہ یہ حکم رائے سے ثابت نہین ہوسکتا پس ہر درود کا مقبول ہونا لازم ہو جیسا کہ اوپر حضرت ابودرداء اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابوطالب مکی اور حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رضی اللہ عنہم کے قول سے ثابت ہوا اور کوئی شبہہ نہ کرے اُس حدیث سے جو اصبہانی نے روایت کی ہے

Presented by www.ziaraat.com

کہ جو مجھپر ایک بار درود بھیجے اور وہ قبول ہوجاوے تو اُسکے اسّی برس کے گناہ بخشدیے جاوینگے اسطور کہ اُسمین قبولیت کی قید ہے تو معلوم ہوا کہ بعضا درود قبول نہین بھی ہوتا ہے یہ اسلیے کہ تمام احادیث مین مطابقت کرنی حتی المقدور ضرور رہے پس مراد اس سے وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا یعنی جسکو پورا ثواب اور پوری قبولیت ایک دفعہ درود پڑھنے کی میسر ہو تو اُسی سال کے گناہ معاف ہوجاینگے اور جسکو مقدار معین سے کم ثواب ہو کسی نقصان کی وجہ سے اُسکو یہ فضیلت میسر نہ ہوگی گو کسیقدر ثواب ہوگا اور اہل علم پر یہ محاورات شرعیہ مخفی نہین ہین اس مقام کو خواص و عوام بغور ملاحظہ فرمائین کہ محض فضل الٰہی سے قلب پر وارد ہوا ہے اور اسکی نفاست اہل علم بنظر انصاف معلوم کرلینگے۔ اور بعض اکابر علمانے جو احادیث مذکورہ مین یہ تاویل کی ہے کہ قبولیت سے مراد یہ ہے کہ رحمت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل ہوجاتی ہے اور جو چیز سائل نے درود مین طلب کی تھی وہ یہی ہے رہی یہ بات کہ سائل کو ثواب ملے یہ ضرور نہین کبھی ملتا ہے جبکہ شرائط معتبرہ بجالائے جاوین اور اگر شرائط نہ ادا ہون تو ثواب نہین ملتا یعنی رد درود کے ہین سو یہ تاویل نہایت بعید ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ جب قبولیت کو ایسا ضروری قرار دیا جاوے تو کافر کے درود کا مقبول ہونا بھی لازم ہے اور اسکا کوئی قائل نہین اسلیے کہ کافر کسی مُردہ کو (خواہ اُسکی موت محض ظاہری ہو جیسے کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسّلام کہ وہ حضرات فی الحقیقت اعلیٰ حیات کے ساتھ بعد ظاہری موت کے موصوف ہین یا دوسرے قسم کے مردہ ہون) اپنی دعا سے نفع نہین پہونچا سکتا۔ پس تاویل وہی قوی اور صحیح ہے جو بندہ نے محض موہبت الٰہیہ سے بیان کی نیز قبولیت کے معنی مذکورہ جو اُن علمانے بیان کیے ہین علاوہ وجہ مذکور کے دوسری وجہ سے بھی بعید ہین اسلیے کہ شئے کا وجود مع اپنے لوازمات کے ہوا کرتا ہے اور قبولیت دعا کے لوازم سے ثواب و رضای الٰہی ہے پس قبولیت کا ثواب سے خالی ہونا غیر معقول ہے اور کافر جو دیکھے جو مقاصد دُنیوی بر آتے ہین وہ اِس اعتبار سے نہین کہ خداے تعالیٰ اُنکی دعا قبول کرتا ہے بلکہ اِس حیثیت سے

کہ تقدیر الٰہی مین وہ چیز اُن کو ملنے والی ہوتی ہے اُن کا طلب کرنا اُس تقدیر کے موافق ہوجاتا ہے پس مقصود حاصل ہوجاتا ہے اور کافر بوجہ نافرمانی خالق کے اس امر کے اہل نہین کہ اُن کو باعتبار قبولیت کوئی چیز دیجاوے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (اور نہین ہے دعا کافرون کی مگر گمراہی مین یعنی اُسکا کچھ اثر نہین) اور یہ تقریر اس تقریر سے عمدہ ہے جو بعض علمانے بیان کی ہے کہ کُفّار کی دعا دنیا کے بارہ مین مقبول اور آخرت کے بارہ مین مردود ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ کُفّار کو آخرت مین بطریق مذکور کچھ ثواب وغیرہ نہین مل سکتا اس لیے کہ حق تعالےٰ نے خبر دیدی ہے کہ وہ ضروری اور ابدی طور پر جنت کی نعمتون سے محروم رہین گے بخلاف دنیا کی نعمتون کے کہ اُسکے بارے مین یہ حکم صادر نہین ہوا خوب سمجھ لو حتی المقدور مین نے تقریر سہل کی ہے لیکن چونکہ باوجود اس لحاظ کے بھی اس مضمون کے سمجھنے مین علوم کی حاجت ہے اس لیے پورے طور پر اہل علم اس سے منتفع ہون گے اور بقدر ضرورت غور سے دیکھنے کے بعد عوام بھی محروم نہ رہین گے۔

اور بعض معتبر حدیثون مین فقط حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی بغیر شمول حضرات اہل بیت درود شریف وارد ہوا ہے سو ایسے موقعون پر اس احقر کے نزدیک وہی طریق اولےٰ ہے جو اُس موقع پر ثابت ہے اور اگر اہل بیت کو ایسی جگہ بھی شامل کرے تو بھی جائز ہے اور باقی مقامون پر بلا کسی صحیح عذر اور بغیر کسی مجبوری کے اہل بیت کا ذکر نہ کرنا درود شریف مین مکروہ اور کمی ثواب کا سبب ہے اور درود شریف کے الفاظ وہ پڑھنے زیادہ بہتر ہین جو حدیثون مین وارد ہوے ہین۔

(٤٤) لَا تُصَلُّوْا عَلَيَّ الصَّلٰوةَ الْبَتْرَآءَ قَالُوْا وَمَا الصَّلٰوةُ الْبَتْرَآءُ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّتُمْسِكُوْنَ بَلْ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ (اَخْرَجَهُ ابْنُ سَعْدٍ فِيْ شَرَفِ الْمُصْطَفٰى)

(بفتح الباء دُم بریدہ ۱۲) (ای اِن تقولوا ۱۲) (ہو تحمید و تحلیل ۱۲)

ترجمہ فرمایا رسول مقبول نے مجھپر درود دُم بریدہ اور بے برکت مت پڑھو صحابہ نے عرض کیا

Presented by www.ziaraat.com

دُم بُریدہ اور بے برکت درود سے کیا مُراد ہے فرمایا یہ کہ تم کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ (اے اللہ درود بھیج محمدؐ پر) اور رُک جاؤ (یعنی فقط مجھپر درود بھیجو اور اہل بیت کو شامل نہ کرو ایسا درود دُم بُریدہ اور بے برکت اور ناقص ہے ایسا نہ کرو) بلکہ یون کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (اے اللہ درود بھیج محمدؐ پر اور آلِ محمدؐ پر) واضح ہو کہ اہل بیت مین اولاد نبویؐ اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم داخل ہین اور اس حدیث کو ابن سعد نے شرف المصطفٰے مین روایت کیا ہے (فائدہ جلیلہ) محدثین اور اکابر علما کے کلام مین فقط درود شریف ذات مقدس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پایا جاتا ہے بہت جگہ اہل بیت کا ذکر نہین ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اُن حضرات کو کثرت سے تحریر درود اور قراءت درود کا کام پڑتا ہے جسمین طوالت کی وجہ سے طبیعت پریشان ہونے اور دینی کاروبار بیکار رہجانے کا اندیشہ ہے اور عبادت خوشی اور دلچسپی سے اچھی ہوتی ہے اور شریعت مین نفاست بھی جاتی ہے محض کثرت تعداد معتبر نہین ہے مگر یہ حکم ہر جگہ نہین ہے بعض بعض جگہ ہے لیکن تفصیل کا یہ موقع نہین ہے - اور اسوجہ سے وہ کراہیت جسکا بیان ہوا جاتی رہتی ہے خوب سمجھ لو اور ایک جواب بغیر دلیل قوی بعض علما نے یہ بیان کیا ہے کہ بعض اہل حکومت مخالفین اہل بیت کے خوف سے اکابر علماے اسلام نے تحریر لفظ اہل بیت درود مین چھوڑ دی تھی سو اسکا ضعف ظاہر ہے اسلیے کہ بلا عذر قوی اور بغیر نقل معتبر اکابر علما کی نسبت یہ بھی ثابت کرنا حسن ظن کے خلاف ہے نیز یہ جواب ایک خاص صورت مین ہے ہم بعض اکابر علما کو دیکھتے ہین کہ وہ ایسے موقع پر جہان اس عذر کا احتمال بھی نہین اختصار کرتے ہین پس وہان تو یہ جواب بالکل ہی باطل ہوگا خوب سمجھ لو۔

(۴۵) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِيٌّ وَّ فَاطِمَةُ وَ ابْنَاهُمَا (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَ اَحْمَدُ وَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَ الْحَاكِمُ وَ الْوَاحِدِيُّ

ترجمہ سعید بن جبیرؓ نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی قُل لَّا اَسْئَلُکُمْ الخ تو صحابہؓ نے عرض کیا آپکے اہل قرابت جنکی دوستی ہمپر واجب ہے کون ہین فرمایا علیؓ اور فاطمہؓ اور دونون کے دونون بیٹے (امام حسنینؓ) اسکو طبرانی اور احمد اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور واحدی نے روایت کیا ہے اور اسکا مفصل بیان پہلے گذر چکا ہے تاکیداً مختلف روایات سے یہ حدیث یہان نقل کی گئی)۔

(۴۶) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْرَجَ تَمْرَۃً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَۃِ مِنْ فَمِ الْحَسَنِ اَوِ الْحُسَیْنِ وَقَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ لَا یَاْکُلُوْنَ الصَّدَقَۃَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ لَفْظِ مُسْلِمٍ اِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَۃُ۔

ترجمہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکالا ایک چھوہارا صدقے کے چھوہارون مین سے حضرت امام حسنؓ یا حضرت امام حسینؓ کے منہ مبارک سے اور فرمایا کیا تجھے معلوم نہین کہ آل محمد صدقہ نہین کھاتے (یعنی اُن کو صدقہ کھانا حرام ہے) اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم کے لفظ یہ ہین کہ ہمکو صدقہ حلال نہین اور بخاری کی روایت یہ بھی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم اہل بیت کو صدقہ حلال نہین کذا فی فتح القدیر اور حدیث ۵۵ جو اس مضمون کے متعلق ہے اور آگے آوے گی اُسکا ترجمہ یہ ہے کہ فرمایا رسول مقبولؐ نے بے شبہہ یہ صدقہ سوا اسکے نہین کہ میل کچیل لوگون کا ہے اور بے شبہہ وہ (صدقہ) حلال نہین محمدؐ کو اور نہ آل محمدؐ کو یہ مسلم کی روایت ہے اور میل کچیل ہونا بھی علت ہے حرمت کی چنانچہ یہ روایت مسلم کی تصریح کرتی ہے اور جن لوگون پر صدقہ حرام ہے وہ لوگ اولاد بنی ہاشم ہین سوا اولاد ابولہب کے چنانچہ کتب فقہ مین تفصیل مذکور ہے۔ جاننا چاہیے کہ اہل بیت نبوت کو حق تعالیٰ نے ایک بزرگی یہ بھی عطا فرمائی ہے کہ صدقہ جو لوگون کا میل کچیل ہے اُنپر حرام فرمادیا تاکہ وہ پاک صاف رہین اور اس میل کچیل کے خراب اثر سے محفوظ رہین اور اُنکی لطافت و طہارت مین

ف کیونکہ اسکی وجہ سے طہارت باطنی اور گناہون سے پاکی میسر ہوتی ہے پس یہ مثل وضو کیے ہوئے پانی کے ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

نقصان نہ آوے اور اہل بیت مین بڑی خصوصیت کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کا داخل ہونا ظاہر ہے اور جن حضرات پر صدقہ حرام ہے اُنکے غلام بھی اِس بزرگی مین شریک ہین چنانچہ صحیح حدیث مین وارد ہے یعنی اُنکے غلامون کو بھی صدقہ کھانا حرام اور منع ہے اور جان لو کہ اعمال کی خرابی اور درستی مین کھانے پہننے کو بڑا دخل ہے جس درجہ کا مال حلال انسان استعمال کرے گا اُسی درجہ کی نورانیت پیدا ہو گی دعا قبول ہو گی ایک صحابی نے قبولیت دعا کی آرزو کی تھی تو حضور صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ حلال مال کھایا کرو پس معلوم ہوا کہ حلال مال کے استعمال سے دعا قبول ہوتی ہے یہ روایت احیاء العلوم مین ہے اور مستند ہے اور اُسی مین ہے کہ مشتبہ ایک لقمہ کھانے سے چالیس روز تک اعضا عقل کی نافرمانی کرتے ہین یعنی عقل طاعت کو کہتی ہے اور عمدہ باتون کا حکم کرتی ہے وہ قابو مین نہین آتے اور مشتبہ مال وہ ہے جسکے حلال یا حرام ہونیکا یقین نہ ہوا اور دونون جانب کا احتمال ہو نہ یہ معلوم ہو کہ اسمین کسقدر حلال ہے اور نہ یہ خبر ہو کہ کسقدر حرام ہے اور اگر اکثر مال حلال اور کچھ حرام ہو اُسکو بھی مشتبہ کہتے ہین لیکن ایسے مال کے کمانے والے کو اکثر حلال کی صورت مین بھی کھانا حرام ہے اور دوسرے لوگون کو مشتبہ مال کھانا مکروہ ہے اور اسکا بُرا اثر پڑتا ہے لیکن اہل صفا اور نورانی قلب کے حضرات اِس قسم کے اثر کو معلوم کرتے ہین جنکے قلوب پر گناہون کی ظلمت چھا رہی ہے حُبِّ دنیا کا غلبہ ہے اُن کو تو اسمین بڑا مزہ آتا ہے واقعی حق نظر نہین آتا اُسکو جسکے قلب کی بینائی گناہون کے اندھیرے سے جاتی رہے لہذا مناسب ہے کہ انسان حتی المقدور اعلیٰ درجہ کا حلال مال کھاوے اور اگر بڑا پست ہمت ہو تو حرام سے تو ضرور ہی پرہیز کرے کہ اِس سے بچنا ہر شخص پر فرض ہے -

اَب یہ بھی معلوم کرنا ضرور ہے کہ حضرات مذکورین پر صدقہ فرض و واجب مثل زکوٰۃ طعام کفارہ وغیرہ بالاتفاق حرام ہے لیکن بعض علما نے اِسکے خلاف کہا ہے اور دلیل اُنکی ضعیف ہے قابلِ التفات نہین ہان نفل صدقہ مین اختلاف معتد بہ ہے بعض نے جائز رکھا ہے لیکن اہل تحقیق اسکے بھی خلاف ہین محققین حنفیہ کے نزدیک (اور یہی قول میرے نزدیک معتمد علیہ اور قابلِ فتویٰ ہے) صدقہ فرض واجب ۔ نفل سب حرام

سلہ افادہ مرشدی ۔ ظلہ العالی ١٢ منہ

Presented by www.ziaraat.com

وممنوع ہے ہان حضرات مذکورین کی خدمت بطریق ہبہ تواضع اور محبت سے بلحاظ قرابت رسول مقبولؐ اچھی طرح کرنا چاہیے اور خود اُن حضرات کو حرص وطمع دنیاوی سے بچکر محض خدا کے بھروسہ پر زندگی بسر کرنا مناسب ہے بلکہ واجب ہے اللہ تعالی اپنے پیغمبر محبوب ومقبول کے تعلق دارون کو ضائع نہ کریگا اُسکی رحمت دنیاوی تو ایسی عام ہے کہ کافر و دھی محروم نہین پھر مسلمان ذی قرابت نبویؐ کی نسبت کیا گمان ہے شعر دوستان را کجا کنی محروم ✽ تو کہ با دشمنان نظر داری ✽ اور مضمون مذکور کی تفصیل فتح القدیر اور فتاوی اشرفیہ مین دیکھنی چاہیے — تھوڑی سی عبارت فتح القدیر کی نقل کرتا ہون فِي شَرْحِ الْكَنْزِ لَا فَرْقَ بَيْنَ الصَّدَقَةِ الْوَاجِبَةِ وَالتَّطَوُّعِ ثُمَّ قَالَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَحِلُّ لَهُمُ التَّطَوُّعُ اِنْتَهَى فَقَدْ اَثْبَتَ الْخِلَافَ عَلَى وَجْهٍ يُشْعِرُ بِتَرْجِيْحِ حُرْمَةِ النَّافِلَةِ وَهُوَ الْمُوَافِقُ لِلْعُمُوْمَاتِ فَوَجَبَ اِعْتِبَارُهُ فَلَا يُدْفَعُ اِلَيْهِمُ النَّافِلَةُ اِلَّا عَلَى وَجْهِ الْهِبَةِ مَعَ الْاَدَبِ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ تَكْرِمَةً لِاَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَقْرَبُ الْاَشْيَاءِ اِلَيْكَ حَدِيْثُ لَحْمِ بَرِيْرَةَ الَّذِيْ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَيْهَا لَمْ يَاْكُلْهُ حَتّٰى قُبِّرَ هَدِيَّةً مِنْهَا فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا مِنْهَا هَدِيَّةٌ وَالظَّاهِرُ اَنَّهَا كَانَتْ صَدَقَةً نَافِلَةً وَاَيْضًا لَا تَخْصِيْصَ لِلْعُمُوْمَاتِ اِلَّا بِدَلِيْلٍ اِنْتَهٰى كَلَامُ الْمُحَقِّقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاَرْضَاهُ صاحب فتح القدیر بڑے درجے کے امام اور مصنف اور حنفیہ مین مجتہد مقید اور درویش ہین نیز امام زیلعیؒ شارح کنز بھی بڑے نامی مستند امام ہین جن حضرات کا یہ فتوی ہے اور امام طحاویؒ نے حضرت امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ کا بھی یہی مذہب نقل کیا ہے جو تحقیق صاحب فتح القدیر کی ہے اور حضرت امام اعظمؒ سے بھی ایک روایت اسی مضمون کی نقل کی ہے جسکا جی چاہے شرح آثار مؤلفہ امام طحاویؒ ملاحظہ کرے۔ اور عقلی دلیل سے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے پس اُن لوگون کو چاہیے کہ صدقات واجبہ ونافلہ وطعام میت سے بچین اور خدائے تعالی کی عطا کردہ

Presented by www.ziaraat.com

بزرگی کی ناقدری نہ کرین اور دوسرے لوگ بروقت حاجت حضرات سادات اور اہل قرابت نبوی کی خاص طور پر تواضع اور محبت سے خدمت کرین اور جان و مال اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نثار کرین کہ اس سے بڑھکر اور کونسی بزرگی ہوگی نتیجہ یہ ہوگا کہ دارین مین عافیت اور رضاے خدا و رسول میسر آوے گی جسکے مقابلے مین ہفت اقلیم کوئی چیز نہین۔

(**شکایت و ہدایت**) افسوس صد افسوس کہ آج کل بعضے سادات نے اپنی بزرگی کو نیست و نابود کردیا۔ جہالت۔ رذالت۔ طمع۔ اخلاق مذمومہ۔ مال حرام کھانا۔ ایمان فروشی۔ کفران نعمت الٰہی وغیرہ اپنا شیوہ مقرر کرلیا اور قناعت و توکل اخلاق حمیدہ علم دین وغیرہ سے کنارہ کشی کی جسکی بدولت دنیا مین بھی بے چین و ذلیل ہین اور آخرت مین سخت ندامت اور رسوائی و عذاب سے مقابلہ ہوگا اور بعضے مسلمانون کی یہ حالت ہے کہ ایسے حضرات کی جو سادات اور قرابت نبوی مین صاحب حاجت ہین خدمت نہین کرتے نہ انکا حق ادا کرین نہ تعظیم بجالاوین کیا منہ دکھاوینگے خدا اور رسول کو ان دونون گروہ سے دونون وقت صبح و شام جناب رسول مقبول کو جبکہ نامۂ اعمال پیش ہوتے ہین ایذا ہوتی ہے اور اللہ تعالے نے حضور کی ایذا دینے والے کو خاص طور پر عذاب دینے کا وعدہ فرمایا ہے لہذا دونون فریق پر فرض ہے کہ اپنی اصلاح کرین اس طریق سے جو اوپر بیان ہوچکا۔

(۴۷) قَالَ بَعْضُ الشُّيُوخِ الْكِبَارِ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ وَهُوَ يُحَدِّثُنِي بِفَضَائِلِ الْفُقَرَاءِ وَشَرَفِ الْفَقِيرِ عَلَى الْغَنِيِّ فَحَفِظْتُ مِنْ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِي حَسْبُكَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهَا بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ وَأَنَّ ابْنَتِي فَاطِمَةَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَبْلَ عَائِشَةَ بِأَرْبَعِينَ سَنَةً[۱] لِأَنَّهَا نَالَتْ مِنَ الدُّنْيَا أَقَلَّ مِنْ عَائِشَةَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهَا (ذَكَرَهُ الْعَلَّامَةُ الْيَافِعِيُّ فِي رَوْضِ الرَّيَاحِينِ)۔

(الکبار: جمع کبیر) (حسبک: ای کفاک فی فضل الفقر ۱۲) (الریاحین: بالفتح جمع ریحان ۱۲ غ د م)

---

[۱] ہذا العرض غدوۃ وعشیا رواہ ابن المبارک مرسلاً کما فی فتح الباری ۱۲ منہ

(ترجمہ) بعض بڑے بزرگون نے فرمایا کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اِس حالت مین
کہ آپ مجھسے فقراء کے فضائل بیان فرمارہے تھے اور دولت پر فقیر کی بزرگی بیان کرتے تھے
پس آپ کے کلام ہی سے مین نے یہ یاد رکھا کہ آپنے فرمایا مجھسے کافی ہے (فضل فقر مین) تجھکو یہ بات کہ
عائشہ (رضی اللہ عنہا) جنت مین اپنے دولتمندون سے (یعنی اپنے ہم پلّہ اعمال نیک مین جو لوگ ہونگے
اُن سے) پانچسو برس پہلے داخل ہوگی ور میری بیٹی فاطمہ (رضوان اللہ علیہا) جنت مین داخل ہوگی
چالیس برس قبل عائشہؓ کے اسلیے کہ اُسنے (یعنی فاطمہؓ نے) دنیا سے نفع بہت کم اُٹھایا ہے
بہ نسبت عائشہؓ کے (رضوان اللہ علیہما) یہ حدیث منامی ہے اور اسکو امام یافعی نے روض الریاحین
مین روایت کیاہے اور اِس باب کا مفصل مضمون چہل حدیث کی شرح مین بیان کرچکاہون - یہان سے
حضرت سیدۃ النساء کا دنیا سے بہت ہی بے تعلق رہنا اور اُس سے محض معمولی نفع اُٹھانا اور پھر
اسکی بدولت جنت کا اعلی مقام حاصل ہونا ثابت ہوا باوجودیکہ حضرت عائشہؓ بھی بڑی زاہدہ
تھین لیکن تاہم اِس درجے کو نہ پہونچین اور اُنکی عمر بھی حضرت فاطمہؓ سے بہت زیادہ ہوئی
یعنی پچاس سال سے زائد ہوئی اور حضرت فاطمہؓ کی بہت کم عمر ہوئی ایک باعث دنیا سے
کم حصہ لینے کا یہ بھی تھا دوسرا سبب فقر تھا- فقیر شاکر غنی شاکر سے بدرجہا افضل ہے مولٰنا
بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت مین نقل کیاہے کہ حضرت شیخ عارف عالم اجل صوفی زاہد اوحد طائفہ صوفی
قدس سرہٗ سے کسی نے پوچھا کہ جسکے پاس دوسو درہم ایک سال تک رہین تو وہ کسقدر زکوٰۃ
اداکرے فرمایا کہ اگر صوفی نے ایکسال تک اسقدر مال جمع رکھا تو دوسو پانچ درہم زکوٰۃ دیگا اور
اگر کسی عام آدمی نے ایسا کیا تو پانچ درہم (جو کہ شرعی حکم ہی) اداکرے واضح ہو کہ اصلی زکوٰۃ
تو شرعاً ہر شخص کے ذمے اِس رقم کی فقط پانچ درہم ہین مگر صوفی پر حضرت موصوف نے تغلیظاً اسلیے
سختی کی کہ طالب مولی و محبّ حق کو جمع دنیا سے کیا علاقہ یہ اُسکی شان سے بالکل بعید ہے
اِسلیے لازم ہے کہ دوسو درہم اصلی اور پانچ زائد بطور جرمانہ خیرات کرے واقعی صاحب
نصاب ہونا درویشی اور محبت حق کے بالکل خلاف ہے اِس مضمونکو چہل حدیث کی شرح مین ضرور ملاحظہ

Presented by www.ziaraat.com

فرمائیے قابل دید ہے اور بعض شبہات کا نفیس جواب بھی وہان دیا گیا ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ بغیر اختیار زہد ایمان کامل اور رضائے الٰہی پورے طور پر اور نیز معرفت حق بھی حاصل نہین ہوتی جس درجے کا قرب خداوندی ہوگا اُسی درجے کا زُہد اور دنیا سے بے رغبتی ہوگی خود حالت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اِن امور پر شاہد عدل ہے۔

(۴۸) عن علیٍّ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لفاطمۃ رضی اللّٰہ عنہا یا فاطمۃ تدرین لِمَ سُمّیتِ فاطمۃ قال علیٌّ رضی اللّٰہ عنہ لِمَ سُمّیت قال اِنّ اللّٰہ عزّ وجلّ قد فطمہا ﴿ای اتدرین بحذف الاستفہام﴾ وذریّتہا عن النار یوم القیٰمۃ (اخرجہ الحافظ الدمشقی کذا فی عمدۃ التحقیق للعالم الفاضل ابراہیم العبیدی المالکی قدس سرّہ)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) فاطمہؓ سے فرمایا اے فاطمہ کیا تجھے معلوم ہے کہ کس وجہ تیرا نام فاطمہ رکھا گیا (حضرت) علیؓ نے عرض کیا کسواسطے یہ نام رکھا گیا فرمایا جناب رسول مقبولؐ نے بیشک اللہ غالب و بزرگ ضرور باز رکھیگا اُسکو اور اُسکی اولاد کو دوزخ سے قیامت کے دن (اسکو حافظ دمشقی نے روایت کیا ہے اور اسکے متعلق تفصیلی مضمون پہلے گذر چکا ہے)۔

(۴۹) قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنّ اللّٰہ فطم ابنتی فاطمۃ وولدہا ومن احبّہم من النار (رواہ الامام علی بن موسی الرضا فی مسندہ کذا فی عمدۃ التحقیق)۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ نے باز رکھا میری بیٹی فاطمہ اور اُسکی اولاد کو جو اِن سب کو دوست رکھے جہنم سے (اسکو امام علی بن موسی الرضا نے اپنی مسند مین روایت کیا اور اسکے متعلق مضمون گذر چکا ہے)۔

(۵۰) عن حذیفۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنّ ہٰذا ملکٌ لم ینزل الی الارض قطّ قبل ہٰذہ اللیلۃ استأذن ربّہ ان یسلّم علیّ ویبشّرنی بانّ

Presented by www.ziaraat.com

فَاطِمَۃَ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَ اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَاعْلَمْ اَنَّ ھٰذَا الْحَدِیْثَ طَوِیْلٌ وَ اِنِّیْ نَقَلْتُ ذٰلِکَ الْقَدْرَ لِضَرُوْرَۃِ الْمَقَامِ)۔

ترجمہ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ فرشتہ کبھی نہیں اُترا زمین پر قبل اس رات کے اسنے اجازت چاہی اپنے پروردگار سے اسبات کی کہ مجھپر سلام کرے اور مجھے خوشخبری دے کہ بیشک فاطمہؓ سردار اہل جنّت کی عورتون کی ہے اور حسنؓ اور حسینؓ سردار جوانون اہل جنت کے ہین (اسکو ترمذی ؒ نے روایت کیا ہے اِس کے پہلے اسکے متعلق تفصیلی مضمون گذر چکا ہے)۔

(۵۱) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُکَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَ اٰسِیَۃُ امْرَاَۃُ فِرْعَوْنَ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

[حواشی: بلفظ لکھنا ۱۲ — ای فی الفضل ۱۲ — علی وزن فعیلۃ ۱۲ — بالضم وفتح الواو وسکون الیاء وکسر اللام ۱۲]

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کافی ہے تجھکو (بزرگی اور فضیلت مین) تمام جہانون کی عورتون مین سے مریمؑ بیٹی عمران کی (یعنی والدہ صاحبہ حضرت عیسٰیؑ کی) اور خدیجہؓ بنت خویلد (یعنی والدہ ماجدہ حضرت سیدۃ النساءؓ کی اور خویلد بضم خا وفتح واو وکسر لام ہے) اور فاطمہؓ صاحبزادی محمدؐ کی اور (حضرت) آسیہ زوجہ فرعون (یعنی یہ عورتین بڑی بزرگ اور تمام عورتون مین منتخب ہین حضرت آسیہ بڑی کاملہ ہوئی تھین باوجود خاوند کے کافر ہونے کے اپنا ایمان قائم رکھا انکا حال کتب تاریخ اور بہشتی زیور حصہ ہشتم مین ملاحظہ ہو اور بیان سے یہ وہم نہ ہو کہ یہ سب ایک درجے کی ہین کیونکہ بیان فقط اظہار کمال مقصود ہے نہ کہ زیادتی کمی کا بیان اور حضرت فاطمہؓ سب سے افضل ہین جیسا کہ یہ بات دلائل متقدمہ سے ثابت ہو چکی ہے اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے)

(۵۲) اَیُّمَا امْرَاَۃٍ تُوُفِّیَ عَنْھَا زَوْجُھَا فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَہٗ فَھِیَ لِاٰخِرِ

[حواشی: مجہول ۱۲ — بازا ئدۃ ۱۲]

آخر ازواجها (رواه الطبرانی عن ابی الدرداء و صححه السیوطی فی الجامع الصغیر)
ترجمہ جو عورت کہ خاوند اُسکا مرجائے (اور وہ دوسرا نکاح کرلے) سو وہ (جنت مین) اخیر خاوند کو ملے گی (طبرانی نے حضرت ابو درداءؓ سے اسکو صحیح سند سے روایت کیا ہے)

(۵۴) المرأة لآخر ازواجها (رواه الخطیب عن عائشة و ضعفه السیوطی)۔

ترجمہ عورت (جنت مین) اخیر خاوند کو ملے گی (یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے مروی ہے اور خطیبؒ نے اسکو ضعیف سند سے روایت کیا ہے یہ حدیثین یہان اس غرض سے لائی گئین کہ حضرت فاطمہؓ پر اللہ نے یہ رحمت کی کہ پہلے ہی خاوند جناب سیدنا علیؑ کے نکاح مین وفات فرما گئین اور یہ بڑا کمال (اگر غیر اختیاری) ہے اسلیے کہ گو بیوہ کو نکاح کرنا بعض صورتون مین واجب اور بعض صورتون مین بہتر ہے مگر جو عورت اعلی درجے کی حیادار اور احکام شرعیہ کی پوری پابندی ہوتی ہے اسکو اس امر کا کہ دوسرے خاوند سے نکاح ہو بڑا رنج ہوتا ہے اور یہ امر طبعی اور ظاہر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کا نکاح آپکے بعد اورون کے ساتھ اسی وجہ سے حرام کر دیا گیا کہ جناب رسول مقبولؐ کو اس امر سے رنج ہوگا۔ پس اگر کوئی بیوہ عورت محض اس حیا اور پہلے خاوند کی محبت کی وجہ سے اور اُس سے جنت مین ملنے کے شوق مین بشرطیکہ کوئی شرعی مجبوری نہ ہو دوسرا نکاح نہ کرے تو مضائقہ نہین کہ کمال حیا و کمال ایمان کی دلیل ہے مگر دوسرے نکاح کو برا نہ سمجھے بعضی عورتین باوجود ضرورت شرعی کے اور حاجت مرد کے دوسرا نکاح نہین کرتین اور اُسکو برا سمجھتی ہین اور خلاف شرع کام کرتی ہین خاوند نہ ہونے کی وجہ سے سو ایسی عورتین بہت برا کرتی ہین اور بعضی صورتون مین اُنکے ایمان جاتے رہنے کا اندیشہ ہے اُنکو بوقت حاجت ضرور نکاح کرلینا چاہیے جناب رسول مقبولؐ کی ایک صاحبزادی کے اور حضرت اسماءؓ زوجۂ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے تین تین نکاح ہوئے اور احیاء العلوم کی کتاب الاخلاق مین ایک حدیث نقل کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس عورت کے دنیا مین چند نکاح ہوئے ہون وہ جنت مین اُس خاوند کو ملے گی جسکی عادتین

Presented by www.ziaraat.com

اچھی ہون گی سو حافظ عراقی نے اسکو ضعیف کہا ہے اور مضمون بالا کی حدیث صحیح ہر پس وہی معتبر اور معمول ہے
واللہ تعالیٰ اعلم ویؤیدہ ما فی تہذیب التہذیب (ج ۱۲ ص ۴۶۵ و ۴۶۶) قال ابو الزاہریۃ عن جبیر بن نفیر
عن ام الدرداء[۱] انہا قالت لابی الدرداء انک خطبتنی الی ابوی فی الدنیا فانکحونی وانی اخطبک الی نفسک
فی الآخرۃ قال فلا تنکحی بعدی فخطبہا معاویۃ فاخبرتہ بالذی کان فقال علیک بالصیام کانت تقیم ستۃ اشہر
ببیت المقدس وستۃ اشہر بدمشق وکانت من العابدات اھ۔

(۵۴) أخرج البیہقی وابن عساکر من طریق ابی المنذر ہشام بن محمد عن ابیہ
قال اضاق الحسن بن علی وکان عطاؤہ فی کل سنۃ مائۃ الف فحبسہا عنہ معویۃ
فی احدی السنین فاضاق اضاقۃ شدیدۃ قال فدعوت بدواۃ لاکتب الی
معویۃ لأذکرہ نفسی ثم امسکت فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی المنام فقال کیف انت یا حسن فقلت بخیر یا ابت وشکوت الیہ تأخر المال
عنی فقال ادعوت بدواۃ لتکتب الی مخلوق مثلک تذکرہ ذلک فقلت
نعم یا رسول اللہ فکیف اصنع فقال قل اللہم اقذف فی قلبی رجاءک واقطع
رجائی عمن سواک حتی لا ارجو احدا غیرک اللہم وما ضعفت عنہ
قوتی وقصر عنہ عملی ولم تنتہ الیہ رغبتی ولم تبلغہ مسألتی ولم یجر علی
لسانی مما اعطیت احدا من الاولین والآخرین من الیقین فخصنی بہ
یا رب العالمین قال فواللہ ما الححت بہ اسبوعا حتی بعث الی معویۃ بالف الف
وخمسمائۃ الف فقلت الحمد للہ الذی لا ینسی من ذکرہ ولا یخیب من دعاہ
فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فقال یا حسن کیف انت فقلت بخیر
یا رسول اللہ وحدثتہ بحدیثی فقال یا بنی ھکذا من رجا الخالق ولم یرج المخلوق کذا فی تاریخ الخلفاء

---

[۱] الصغری زوج ابی الدرداء صحابیۃ ویقال جہیمۃ بنت حی الاوصابیۃ الدمشقیۃ ذکرہا ابن سمیع فی الطبقۃ الثانیۃ من تابعی اہل الشام ۱۲ منہ [۲] ای الفا الف فہو علی اصول العرب ۱۲

Presented by www.ziaraat.com

ترجمہ بیہقیؒ اور ابن عساکر محدثین نے روایت کی ہے کہ حضرت حسنؑ بن علیؑ خرچ سے تنگ ہوئے اور اُنکا وظیفہ سالانہ ایک لاکھ (درہم یا دینار) تھا (یہ اُس زمانہ مین جبکہ اُنھون نے سلطنت مسلمانون کی خونریزی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دی تھی اور یہ قصّہ طویل ہے نہ اسکی نقل کا یہ موقع ہے) اُسکو حضرت امیر معاویہ نے ایک سال وظیفہ مذکورہ روک لیا اور نہ بھیجا پس خرچ کی سخت تکلیف ہوئی حضرت حسنؓ فرماتے ہین کہ مین نے دوات منگائی تاکہ (حضرت) امیر معاویہ کو لکھون اور یاد دلاؤن یہ بات پھر مین رُک گیا (غالباً رُکنے کی وجہ کسی مخلوق سے رزق کی طلب مناسب نہ سمجھا تھا جو ایک قسم کا شرک خفی ہے اہل طریقت اسکا بڑا اہتمام کرتے ہین اللہ کے سوا کسی سے حتّی المقدور آرزو اور فرمایش نہ کرے اور آپ بہت بڑے سخی تھے احیاء العلوم اور تاریخ الخلفاء مین مختلف حکایتین آپ کے کمال سخاوت کی منقول ہین مگر بعضے وقت تنگی مین انسان پریشان ہوجاتا ہے چنانچہ یہان بھی ایسا ہی ہوا تھا کہ قصد کیا مگر خدائے تعالیٰ نے بچا لیا اور اپنے محبوب نواسہ محبوب کی شان عالی سے یہ بات گوارا نہ کی بعض اوقات سخت مصائب اور تنگی کی وجہ سے بعضے انبیاء سے بھی لغزشین جو اُنکے درجے کے خلاف تھین گو گناہ نہ تھین واقع ہوگئی ہین ایسی ہی لغزش یہ بھی ہے اگرچہ بیت المال مین آپکا حق بھی تھا لیکن تاہم اپنے جیسے مخلوق سے فرمایش نامناسب تھی پس مناسب یہ ہے کہ جو معاملہ یکبارگی ہوگیا وہ اگر برابر چلے چلنے دے زیادہ درپے نہ ہو اسلیے کہ اسمین خالق اکبر پر بھروسہ مین نقصان معلوم ہوتا ہے اسباب کی طرف بقدر حاجت بہت کم توجہ ہونی چاہیے) پھر مین نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اے حسن تمھارا کیا حال ہے مین نے عرض کیا اچھا حال ہے اے باباجان اور مین نے شکایت کی آپکے مال کے آنے مین دیر ہونے کی سو فرمایا کیا تمنے دوات منگائی تھی تاکہ اپنی مثل مخلوق کو اپنا حال لکھو اور اپنی ذات (کا حال) یاد دلاؤ مین نے عرض کیا جی ہان یا رسول اللہ (اور اس امر کی اے مبارک چونکہ نہین ہے تو) پھر مین اور کیا (تدبیر) کرون (یعنی تنگی سخت ہے کوئی رہائی کی صورت تعلیم کیجیے) آپ نے یہ دعا تعلیم فرمائی اور کہا کہ کہو (اس دعا پر لکیر کھینچ دی ہے جب پڑھے عربی مین پڑھے ترجمہ یہ ہے) اے اللہ ڈال دے میرے دل مین

Presented by www.ziaraat.com

اپنی امید اور قطع کردے میری امید اپنے غیر سے یہانتک کہ مین تیرے غیر سے امید نہ رکھون اے اللہ اور
وہ چیز کہ اُسکے حاصل کرنے سے ضعیف ہو میری قوت اور کوتاہی کرے اُس سے میرا عمل اور
نہ پہونچے اُس تک میری رغبت اور نہ پہونچے اُسپر میرا سوال (تجھسے) اور نہ جاری ہو میری
زبان پر اُس چیز سے کہ دیا تونے کسی کو پہلون اور پچھلون سے (اور وہ) یقین (ہے عطاے روزی
و جمیع آرزو نکا) تو مجھے خاص کردے اُس یقین کے ساتھ اے پروردگار تمام جہانون کے فرمایا
حضرت حسنؑ نے کہ خدا کی قسم مین اسکو پورا ایک ہفتہ کثرت سے نہ پڑھنے پایا کہ امیر معاویہ نے
پندرہ لاکھ بھیجے سو مین نے کہا کہ حق تعریف اُس اللہ کو ہے جو نہین چھوڑتا اُسے جو اُسکو یاد کرے
اور نہین گھاٹے مین رہتا وہ جو اُس سے دعا کرے پھر مین نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین
دیکھا پس آپنے فرمایا اے حسن کیا حال ہے تمھارا مین نے عرض کیا اچھا حال ہے یارسول اللہ اور
مین نے اپنا قصہ بیان کیا آپنے فرمایا اے میرے پیارے بیٹے ایسا ہی ہوتا ہے جو خالق سے امید رکھے
اور مخلوق سے ناامیدی رکھے۔ واضح ہو کہ یہ فضل ہے اولاد فاطمہؑ کا کہ حق تعالی اور رسول کریمؐ نے
اُنکا ذرا سا بھی نقصان دینی گوارا نہ کیا اور اللہ تعالی نے پھر تنگی بھی رفع کردی یہ تعلیم ہوئی تھی
اہل بیت کو جب تو اُن کو اسقدر مراتب علیا میسر ہوئے ایسے ایسے ذی کمال اولاد حضرت فاطمہؑ مین
پیدا ہوئے (تنبیہ) غرض اس قصے سے یہ ہے کہ ہر حال مین اللہ سے رجوع کرے اُسکے پاس سب کچھ
موجود ہے تمام جہان اُسکے قبضے مین ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے جو اُسکا ہوگیا وہی اُسکا ہوگیا
جسنے اُسپر بھروسا کیا وہ اُسکو کافی ہوگیا انسان کو ثابت قدم اور استقلال و استقامت سے
رہنا چاہیے اور کیسی ہی سختی ہو خدا سے رہائی کا امیدوار رہے کہ ناامیدی کافرونکا کام ہے اللہ سب
آسان کردیتا ہے دیکھو ایک لاکھ کی جگہ پندرہ لاکھ بھیجدیے اور تنگی پر صبر کا ثواب جدا اہل اللہ کا
کام مصائب کا برداشت کرنا اور رضاے مولی پر خوش رہنا ہے وہ رحیم و کریم اُنکا کفیل ہے کبھی
ضائع نہ ہونے دیگا شعر ہر سود و آنکس کہ از در خویش براند نکازا کہ بخواند بدر کس نہ دواند۔
(فائدہ) جس کسی کو رزق کی تنگی ہو اس دعا کو پڑھے مگر کثرت سے پڑھے اگر وضو ہو بہتر ورنہ

Presented by www.ziaraat.com

بغیر وضو بھی درست ہے انشاء اللہ تعالے تنگی رفع ہو جائے گی۔

(۵۵) اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاَنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(ترجمہ) بیشک یہ صدقہ سوائے اسکے نہیں کہ میل کچیل لوگوں کا ہے اور وہ حلال نہیں محمدؐ اور آلِ محمدؐ کو (اسکو مسلم نے روایت کیا ہے تفصیل اسکی گذر چکی)۔

(۵۶) اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرِنِ الطَّبَرِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ وَرَفَعَهٗ بِلَفْظِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ خَمْسَةٍ فِيَّ وَفِيْ عَلِيٍّ وَّالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَفَاطِمَةَ (وَالْمُرَادُ مِنْهَا اٰيَةُ التَّطْهِيْرِ وَمِثْلُهٗ رِوَايَةُ ابْنِ جَرِيْرٍ وَرَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ)۔

ترجمہ ابن جریر طبری نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ آیت تطہیر میرے اور علیؓ کے اور حسنؓ و حسینؓ اور فاطمہؓ کے بارے میں نازل ہوئی (اسکا بیان گذر چکا بعضی حدیثیں بوجہ اختلاف الفاظ و تاکید مضمون چند بار درج کی گئیں)۔

(۵۷) فِيْ تَفْسِيْرِ الْجَلَالَيْنِ فِيْ اٰيَةِ الْمُبَاهَلَةِ وَقَدْ دَعَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدَ نَجْرَانَ لِذٰلِكَ لَمَّا حَاجُّوْهُ فِيْهِ فَقَالُوْا حَتّٰى نَنْظُرَ فِيْ اَمْرِنَا ثُمَّ نَاْتِيْكَ فَقَالَ ذُوْ رَأْيِهِمْ لَقَدْ عَرَفْتُمْ نُبُوَّتَهٗ وَاَنَّهٗ مَا بَاهَلَ قَوْمٌ نَّبِيًّا اِلَّا هَلَكُوْا فَوَادِعُوْا الرَّجُلَ وَانْصَرِفُوْا فَاَتَوْهُ وَقَدْ خَرَجَ وَمَعَهُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَفَاطِمَةُ وَعَلِيٌّ وَقَالَ لَهُمْ اِذَا دَعَوْتُ فَاَمِّنُوْا فَاَبَوْا اَنْ يُّلَاعِنُوْا وَصَالَحُوْهُ عَلَى الْجِزْيَةِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَوْ خَرَجَ الَّذِيْنَ يُبَاهِلُوْنَ لَرَجَعُوْا لَا يَجِدُوْنَ مَالًا وَّلَا اَهْلًا وَّرُوِيَ لَوْ خَرَجُوْا لَاحْتَرَقُوْا اَلَّذَا قَالَهُ السُّيُوْطِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ الزَّمَخْشَرِيِّ فِي الْكَشَّافِ قَالَ اُسْقُفُ نَجْرَانَ يَا مَعْشَرَ النَّصَارٰى اِنِّيْ لَاَرٰى وُجُوْهًا

له بضم اول ثالث تشدید فا عالم و پیشوائے ترسایان قاضی ایشان اوفوق قسیس است دون مطران ۱۲ منتخب اللغات

لَو شَاءَ اللهُ اَن یُّزِیلَ جَبَلًا مِن مَّکَانِهٖ لَأَزَالَهٗ بِهَا فَلَا تُبَاهِلُوا فَتَهْلِکُوا

وَلَا یَبْقٰی عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ نَصْرَانِیٌّ وَکَذَا فِی السِّیْرَةِ الْحَلَبِیَّةِ۔

مباہلہ کے بیان میں اس حدیث کا حاصل گذر چکا (اسکو امام سیوطیؒ اور علامہ زمخشری نے نقل کیا ہے)

(۵۸) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ جَاعَ فِیْ زَمَنِ قَحْطٍ فَاَهْدَتْ لَهٗ

فَاطِمَةُ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا رَغِیْفَیْنِ وَبَضْعَةَ لَحْمٍ اٰثَرَتْهُ بِهَا فَرَجَعَ بِهَا

اِلَیْهَا وَقَالَ هَلُمِّیْ یَا بُنَیَّةُ فَکَشَفَتْ عَنِ الطَّبَقِ فَاِذَا هُوَ مَمْلُوٌّ خُبْزًا

وَلَحْمًا فَبُهِتَتْ وَعَلِمَتْ اَنَّهَا نَزَلَتْ مِنْ عِنْدِ اللهِ فَقَالَ لَهَا صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اَنّٰی لَکِ هٰذَا فَقَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ اِنَّ اللهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ

حِسَابٍ فَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَكِ شَبِیْهَةَ

سَیِّدَةِ نِسَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ثُمَّ جَمَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَجَمِیْعَ اَهْلِ بَیْتِهٖ فَاَکَلُوْا عَلَیْهِ حَتّٰی

شَبِعُوْا وَبَقِیَ الطَّعَامُ کَمَا هُوَ فَاَوْسَعَتْ فَاطِمَةُ عَلٰی جِیْرَانِهَا (رَوَاهُ

الزَّمَخْشَرِیُّ فِی الْکَشَّافِ وَتَتَبَّعْتُ کُتُبَ الْمَوْضُوْعَاتِ فَلَمْ اَجِدْهُ فِیْهَا وَرَوَاهُ

اَبُوْ یَعْلٰی مَعْنَاهُ غَیْرَ ذِکْرِ الْقَحْطِ وَغَیْرَ قَوْلِهٖ ثُمَّ جَمَعَ اِلَخ)۔

ترجمہ حضور صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ کو ایک بار قحط کے زمانے میں بھوک کی

تکلیف پیش آئی تو حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ کو دو روٹی اور گوشت (غالباً پختہ ہوگا) کا ٹکڑا ہدیہ

بھیجا اور خود باوجود بھوک کے نہ کھایا (کس درجہ سخاوت تھی اور کیسی محبت تھی رسول مقبول کی پھر دار زنان

جنت کیوں نہ ہوتیں پس حضورؐ نے یہ کھانا حضرت فاطمہؓ کو لوٹا دیا اور فرمایا اے پیاری بیٹی تم خود آکر

لہ قولہ یؤثرون علی انفسہم ای یقدمون علی انفسہم من توہم آثر دعلے نفسہ قدمہ وفضلہ ۱۲ مجمع البحرین ۱۲ سکہ ہلم بفتح الہاء

وضم اللام المشددة وفتح المیم سہم فعل بمعنی الامر الکامل بجمیع الغام قال فی مجمع البحرین یستوی فیہ الواحد والجمع والتانیث فی لغة اہل الحجاز واہل نجد یصرفونہا

ہلمی وہلما وہلمن قال الجوہری والالف فصح ۱۲ سکہ شاید یہ وجہ ہوگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حضرت

فاطمہؓ کے کھانے کے ہمراہ آنے سے کھانے میں زیادتی ہو جاوے گی اور دوسری وجوہ بھی محتمل ہیں ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

سو وہ رحاضر ہوئین اور) طباق کو کھولا تو وہ روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا پس حیران ہوگئین اور جانا کہ یہ کھانا اللہ کے پاس سے اترا ہے پھر فرمایا اُنسے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہان تمکو یہ کھانا ملا تو جواب دیا حضرت فاطمہؑ نے وہ خدا کے پاس سے اترا ہے بیشک اللہ روزی دیتا ہے بے شمار جسے چاہتا ہے پس فرمایا حضورؐ نے تمام شکر ہے اُس اللہ کا جسنے تجھے مثل سردار تمام عورتون بنی اسرائیل کے بنایا (اور وہ حضرت مریمؑ تھین بطریق کرامت اُنکے پاس بے موسم غیب سے میوے آتے تھے انھون نے حضرت زکریاؑ کے جواب مین بھی یہی فرمایا تھا کہ یہ میوے بے موسم خدا کے پاس سے آتے ہین آخر تک) پھر اکٹھا کیا رسول مقبولؐ نے حضرت علی بن ابی طالبؑ اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو اور تمام اہل بیت کو سو سب نے کھانا کھایا اُس طباق پر یہان تک کہ سیر ہو گئے اور کھانا باقی رہا جیسا کہ تھا تو وسعت کی (یعنی دیا) حضرت فاطمہؑ نے اپنے پڑوسیون پر (اسکو صاحب کشاف نے روایت کیا ہے اور قاضی ابو یعلی محدث نے بھی یہ قصہ سوائے ذکر قحط اور سب کے جمع کرنے کے روایت کیا ہے۔ اس سے حسی کرامت حضرت فاطمہؑ کی ثابت ہوئی جو تقویٰ کے ساتھ محمود ہے۔)

(۹۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ الْحَسَنَؑ وَالْحُسَيْنَؑ مَرِضَا فَعَادَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاسٍ مَّعَهٗ فَقَالُوْا يَا اَبَا الْحَسَنِ لَوْ نَذَرْتَ عَلٰى وَلَدِكَ فَنَذَرَ عَلِيٌّؑ وَفَاطِمَةُؑ وَفِضَّةُ جَارِيَةٌ لَّهُمَا اِنْ بَرِءَا مِمَّا بِهِمَا اَنْ يَّصُوْمُوْا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَشُفِيَا وَمَا مَعَهُمْ شَيْءٌ فَاسْتَقْرَضَ عَلِيٌّؑ مِنْ شَمْعُوْنَ الْخَيْبَرِيِّ الْيَهُوْدِيِّ ثَلٰثَ اَصْوُعٍ مِّنْ شَعِيْرٍ فَطَحَنَتْ فَاطِمَةُؑ صَاعًا وَّاخْتَبَزَتْ خَمْسَةَ اَقْرَاصٍ عَلٰى عَدَدِهِمْ فَوَضَعُوْهَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ لِيُفْطِرُوْا فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ سَائِلٌ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ مِسْكِيْنٌ مِّنْ مَّسَاكِيْنِ الْمُسْلِمِيْنَ اَطْعِمُوْنِيْ اَطْعَمَكُمُ اللّٰهُ مِنْ مَّوَائِدِ الْجَنَّةِ فَاٰثَرُوْهُ وَبَاتُوْا لَمْ يَذُوْقُوْا اِلَّا الْمَاءَ وَاَصْبَحُوْا صِيَامًا فَلَمَّا اَمْسَوْا

فَوَضَعُوا الطَّعَامَ بَيْنَ اَيْدِيهِمْ فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ يَتِيْمٌ فَاٰثَرُوْهُ وَوَقَفَ عَلَيْهِمْ اَسِيْرٌ فِي الثَّالِثَةِ فَفَعَلُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا اَخَذَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِيَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَاَقْبَلُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَبْصَرَهُمْ وَهُمْ يَرْتَعِشُوْنَ كَالْفِرَاخِ مِنْ شِدَّةِ الْجُوْعِ قَالَ مَا اَشَدَّ مَا يَسُوْءُنِيْ مَا اَرٰى بِكُمْ وَقَامَ فَانْطَلَقَ مَعَهُمْ فَرَاٰى فَاطِمَةَ فِيْ مِحْرَابِهَا قَدِ الْتَصَقَ ظَهْرُهَا بِبَطْنِهَا وَغَارَتْ عَيْنَاهَا فَسَاءَهُ ذٰلِكَ فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ وَقَالَ خُذْهَا يَا مُحَمَّدُ هَنَّاكَ اللّٰهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِكَ فَاَقْرَاَهُ السُّوْرَةَ (اَوْرَدَهُ الزَّمَخْشَرِيُّ فِي الْكَشَّافِ)

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ دونون بیمار ہوئے پس عیادت فرمائی اُن دونون کی رسول اللہؐ نے چند لوگون کے ہمراہ سو اُن لوگون نے کہا اے ابو الحسنؓ (یہ کنیت ہے حضرت علیؓ کی) کاشکے تم نذر مان لیتے اپنی اولاد پر (یعنی خدا کی نذر کرو جب آرام ہوجائے پوری کردینا) تو نذر کی علیؓ اور فاطمہؓ اور اُن دونون کی لونڈی فضہؓ نے کہ اگر وہ تندرست ہوجائین گے تو یہ سب لوگ تین تین روزے رکھین گے پس اُن دونون کو آرام ہوگیا اور گھر والون (یعنی جنھون نے نذر کی تھی) کے پاس کچھ کھانا وغیرہ نہ تھا اسلیے حضرت علیؓ شمعون یہودی سے تین صاع (ایک صاع ۲۳۴ تولہ کا ہوتا ہے) جو قرض لیے پھر اسمین سے ایک صاع پیسا حضرت فاطمہؓ نے اور پانچ روٹیان پکائین موافق شمار گھر والون کے (دو صاحبزادے اور تین نذر کرنے والے) پھر اُن کو اپنے سامنے رکھا تاکہ روزہ افطار کرین پس ایک سائل آیا اور کہا السلام علیکم اے اہل بیت محمدؐ مین ایک مسکین ہون مسلمان مسکینون مین سے

ل من اوفا الی قولہ شکورا کمافی روایۃ الحکیم الترمذی ورواہ عن لیث عن مجاہد عن ابن عباسؓ مثلہ وتکلم فیہ ورواہ الخطیب مطولا وتکلم فیہ قلت لایضرنا ذلک الکلام فی الفضائل فلا باس بروایتہ واوردہ السیوطی فی الدر المنثور مجملاً بلفظ واخرج ابن مردویہ عن ابن عباسؓ فی قولہ ویطعمون الطعام علے حبہ الآیۃ قال نزلت ہذہ الآیۃ فی علی بن ابی طالب وفاطمہؓ بنت رسول اللہ ولم یتکلم فیہ ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

مجھے کھانا کھلاؤ اللہ تمھین کھانا کھلاوے دستر خوان جنت سے سو اُنھون نے اِس درخواست کو قبول کیا اور رات گذاری اس حال مین کہ سوائے پانی کے اور کچھ نہین چکھا اور صبح کی روزے کی حالت مین (یعنی صبح کو روزے پر روزہ رکھ لیا اور چونکہ پہلے روزے کو پانی سے افطار کیا تھا اسلیے یہ صوم وصال جو مکروہ ہے اُسمین داخل نہین ہے اور صوم وصال پے درپے بلا افطار روزہ رکھنے کو کہتے ہین) پھر جب شام ہوئی اور اُنھون نے اپنے سامنے کھانا رکھا ایک یتیم آیا سو وہ کھانا اُسپر صدقہ کر دیا اور تیسرے دن ایک قیدی آیا اُس سے بھی یہی برتاؤ کیا (غرض تین روز کھانا نہین کھایا اور روزے رکھے اور باوجود اپنی حاجت کے خیرات کی اور دوسرونکی حاجت کو اپنی ضرورت پر مقدم کیا) پس جب تیسرے روزے کے بعد صبح ہوئی حضرت علیؑ لی حضرت حسنینؑ کا ہاتھ پکڑا اور حضور سرورِ عالمؐ کے پاس تینون صاحب حاضر ہوئے جب رسول مقبولؐ نے اُن کو دیکھا اس حال مین کہ وہ کانپتے تھے مثل چوزون پرند کے بوجہ شدت بھوک کے فرمایا کسقدر سخت ہے وہ چیز جو مجھے ناگوار ہے اور وہ یہ حالت ہے جسمین تمکو دیکھتا ہون (یعنی مجھے سخت غم اور ناگواری ہے تمھاری اس تنگی کو دیکھکر) پھر چلے آپ اُنکے ہمراہ اور حضرت فاطمہؑ کو دیکھا اُنکی محراب مین ایسے حال مین کہ اُنکی پیٹھ اُنکے پیٹ سے (بوجہ سخت بھوک کے) ملگئی تھی اور اُنکی آنکھین گڑگئی تھین آپ کو یہ ناگوار ہوا سو اُترے حضرت جبرئیل اور کہا لیجیے یہ آیات اللہ تعالےٰ آپ کو مبارک باد دیتا ہے آپ کے اہل کے بارے مین اور پڑھائی آپ کو سورۂ دہر (جسمین ان حضرات کی مدح وثنا کی آیات ہین اور وہ چند آیتین ہین جنکا حاصل ان حضرات کی مدح وثنا اور وعدہ جزاے دائمی کا بیان ہے اگر شوق ہو ترجمۂ قرآن مین دیکھ لو۔ اس حدیث کی سند کا تفصیلی بیان حواشی عربیہ مین گذر چکا ہے)

مسلمانو! اپنے پیشوا کے اخلاق اور دنیا سے قطع تعلق اور خدا کی رضامندی کی جستجو اور احتمال شدائد کو ذرہ غور سے دیکھو اور پھر اُسکے ثمرہ اور نتیجہ پر نظر ڈالو جو بہر بے بہا معلوم ہوگا یہ بہت بڑا مرتبہ ہے کہ اورون کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم کرے حضرت ابدال جو

اولیاء اللہ ہیں بڑے درجے کے لوگ ہیں اِسی وجہ سے اِس رتبہ کو پہونچے ہیں چنانچہ حدیث مشکوٰۃ میں اسطرح کی صفات انکی مذکور ہیں جنکی وجہ سے اس رتبہ میں انکو اللہ تعالیٰ سے نزدیکی حاصل ہوئی ہے اور احیاء العلوم و کیمیائے سعادت وغیرہ اس قسم کی کتابیں ان مضامین کی خوب تفصیل بیان کرتی ہیں مگر عالم درویش کو اُن کتب کا سنا دینا ضرور ہے محض خود مطالعہ سے بغیر اہلیت علم ظاہری و باطنی مطلب حاصل نہ ہوگا بلکہ ضرر کا اندیشہ ہے اور ثمرہ اس تکلیف کا یہ ہوا کہ قیامت تک قرآن میں ان حضرات کی تعریف باقی رہے گی لوگوں کو عبرت ہوگی اعلیٰ درجہ کا ثواب ہوگا دارین میں اس تقویٰ کی بدولت عزت ہوئی۔

آج جو مسلمان دین و دنیا کی خرابیوں میں مبتلا ہیں غیر اقوام کی غلامی میں گرفتار اور طرح طرح کی سختیوں میں مبتلا ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ انھوں نے اپنے اعمال معاملات۔ اخلاق خراب کر لیے ہیں جب تک ایسے لوگ جنکا تذکرہ ہوا یا انکے پیرو موجود تھے طرح طرح کی برکتیں دارین کی راحتیں اور عزت مخالفین پر غلبہ ظاہری و باطنی علوم کی ترقی وغیرہ نعمتیں میسر تھیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ پاک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ اپنی حالت خود نہ بدل ڈالیں چنانچہ قرآن مجید میں یہ مضمون موجود ہے۔ اللہ کی ذات ہمیشہ یکساں حالت پر ہے تغیر و تبدل سے پاک ہے اگر اب بھی مسلمان دین پر پورا عمل کریں انشاء اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ اُنکو وہی نعمتیں میسر فرماویں مسلمان بدل گئے خدا کی حالت تو نہیں بدلی اسمیں نعوذ باللہ کچھ نقصان اور مجبوری نہیں وہ تو ہر زمانہ میں اپنے ذاتی و صفاتی کمالات میں یکتا او رواحد او ر ہر شئ پر قادر ہے خوب سمجھ لو

(۷۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ عِنْدَ الْکَعْبَۃِ وَجَمْعُ قُرَیْشٍ فِیْ مَجَالِسِھِمْ اِذْ قَالَ قَائِلٌ مِّنْھُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰی ھٰذَا الْمُرَائِیْ اَیُّکُمْ یَقُوْمُ اِلٰی جَزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَیَعْمِدُ اِلٰی فَرْثِھَا وَدَمِھَا وَسَلَاھَا ثُمَّ یُمْھِلُہٗ حَتّٰی اِذَا سَجَدَ وَضَعَہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاھُمْ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ وَثَبَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِکُوْا حَتّٰی مَالَ بَعْضُھُمْ اِلٰی

(حاشیہ: بالفتح جماعت ۱۲ — بفتح سین و تشدید ہمزہ ریاکار ۱۲ — بالفتح شتر کہ پارہ پارہ کردہ شود و بر شاۃ نیز اطلاق میکنند اشعۃ اللمعات — سرگین ۱۲ — بچہ دان ۱۲ — من المفاعلۃ ۱۲ — من الامہال ۱۲ — من حتی ۱۲)

بفتح سین و تخفیف لام پوستے کہ درو سے بچہ میباشد از آدمیان و مواشی و بعضے گفتہ اند مخصوص بمواشی ست و در آدمیان مشیمہ گویند ۱۲ ال

Presented by www.ziaraat.com

بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى فَاطِمَةَ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثًا اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)۔

من الافعال یعنی لازم اسم فعل ۱۲

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے کعبہ کے پاس اُس حال میں کہ ایک جماعت قریش اپنی مجلسوں میں تھی (اور وہ مجالس حرم شریف میں تھیں) ناگاہ کسی کہنے والے نے اُنمیں سے کہا تم نہیں دیکھتے ہو اِس (حضور سرورِ عالم) ریا کرنے والے کی طرف (اور یہ بات ابوجہل نے کہی تھی) تم میں سے کون شخص ہے کہ جاوے طرف اونٹ ذبح کیے ہوئے فلان قبیلہ کے (کسی قبیلہ میں اونٹ ذبح کیا گیا تھا) پس لا دے اُسکی لید اور خون اور وہ کھال جسمین بچہ ہوتا ہے پھر اُن چیزون کو رکھے یہان تک کہ جسوقت آنحضرت سجدہ کریں تو آپکے دونو شانون کے بیچ میں ڈالدے سو اُٹھا اُنمین کا بدبخت تر اشقی پھر جب حضرتؐ نے سجدہ کیا تو اُسنے اُن چیزون کو آپ کے دونون کندھون کے بیچ میں رکھدیا اور حضور سرورِ عالمؐ اپنی جگہ پر ثابت رہے سجدہ کی حالت میں پس ہنسے وہ مشرک یہان تک کہ ہنسنے کی وجہ سے بعض اُنمین کا بعض کی طرف جھک گیا پھر گیا ایک جانے والا (اور وہ ابن مسعودؓ تھے) حضرت فاطمہؑ کے پاس (اور آپکو اِس حال سے خبر دی اور آپ چھوٹی عمر کی تھین اُسوقت) سو آپ دوڑتی ہوئی تشریف لائین اور حضورؐ برابر سجدہ مین ثابت قدم رہے یہان تک کہ وہ چیزین حضورؐ کے اوپر سے ہٹادین اور حضرت فاطمہؑ اُن مشرکون کی طرف متوجہ ہوئین اور اُن کو جھڑکا اور ڈانٹا یہ مضمون طویل ہے بقدر ضرورت نقل کردیا۔ آہین قوت اور ہمت اور کرامت ہے حضرت فاطمہؑ کی کہ باوجو چھوٹی عمر کے ایسی دلیری اور دین کی مدد کی اور اُن لوگون کو کچھ جواب نہ بن پڑا اور مجال نہ ہوئی کہ کچھ کہہ سکین سبحان اللہ اہل اللہ کو ایسا ہی ہونا چاہیے اُنکی مدد خدا کرتا ہے (اِس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے دونون روایتون کے بعضے لفظون مین اختلاف ہے)۔

(۶۱) قَالَ الْقَاضِیْ عِیَاضٌ فِی الشِّفَاءِ فِیْ اِجَابَۃِ دَعَوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لِفَاطِمَۃَ ابْنَتِہٖ اَنْ لَّا یُجِیْعَھَا قَالَتْ فَمَا جُعْتُ بَعْدُ وَکَذَا فِی الْخَصَائِصِ الْکُبْرٰی

من الاجاعۃ گرسنہ کردن ۱۲ ص من نصر گرسنہ شدن ۱۲ ص

ترجمہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء مین نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کے لیے دعا فرمائی کہ اُن کو بھوک نہ لگے وہ فرماتی ہین کہ اس دعا کے بعد مجھے بھوک نہین لگی اور بیہقی نے عمران بن حصینؓ سے روایت کی ہے کہ عمرانؓ نے کہا کہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر تھا حضرت بی بی فاطمہؓ تشریف لائین اور آپ کے سامنے کھڑی ہوئین آپ نے اُنکی طرف دیکھا کہ بسبب بھوک کے چہرہ اُنکا زرد ہو رہا تھا آپ نے اُنکے سینے پر ہاتھ رکھا کہ اے اللہ پیٹ بھرنے والے بھوکون کے اور اونچے کرنے والے نیچون کے فاطمہ بنت محمد کو بلندی دے یعنی تکلیف اُنکی دور کر عمرانؓ کہتے ہین کہ مین نے دیکھا کہ چہرۂ مبارک حضرت بی بی فاطمہؓ کا سُرخ اور روشن ہوگیا اور زردی اُنکے چہرہ کی جاتی رہی پھر ایک بار مین اُنکی خدمت مین حاضر ہوا اُنھون نے مجھسے فرمایا کہ اُس دن سے مجھے پھر کبھی بھوک نے تکلیف نہ دی ف بیہقی نے بعد روایت اس حدیث کے کہا ہے کہ یہ قصہ ماقبل نزول آیت حجاب کا ہے کذا قال المفتی عنایت احمد رحمہ اللہ تعالیٰ (لہٰذا) ہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرورِ عالم نے یہ دعا فرمائی کہ جب کھانا میسّر ہو تو بھوک کی کلفت نہ ہو نہ یہ کہ ہمیشہ بھوک کی خواہش نہ ہو کیونکہ اس دعا کی کوئی وجہ بعد یہ نہین معلوم ہوتی واللہ اعلم چونکہ حضرات اہل بیت پر فاقہ کی سختیان گذرتی تھین اور جناب سیدۃ النساءؓ بوجہ لطافت و نزاکت طبیعہ کے اِن مشقتون کی دشواری سے متحمل ہوسکتی تھین اور سخت تکلیف ہوتی تھی اسوجہ سے حضورؐ نے یہ دعا فرمائی جو مقبول ہوئی اور معلوم کرنا چاہیے کہ بندہ کی بندگی کا یہ اقتضا ہے کہ ہر حال مین راضی رہے اور کسی وقت مین فلاحیت اور سہولت کی دعا سے غافل نہ ہو کہ اکثر سخت تنگی و مصیبت مین اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت مین فرق آتا ہے اور پریشانی کی وجہ سے قلب ٹھکانے نہین رہتا اور اصل مقصود عبادت اور محبت اور اطاعت الٰہی ہے اور جمعیت و راحت سے جو عبادت ہوتی ہے اُسمین توجہ کامل ہوتی ہے اور وہ عبادت افضل ہے اُس عبادت سے بحیثیت عبادت ہونے کے جو تنگی اور پریشانی مین ہوتی ہے چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ الباری نے

Presented by www.ziaraat.com

جواہر القرآن اور احیاء العلوم مین تصریح فرمائی ہے اور اگر سختی و تنگی کا سامنا ہو تو بھی شکر کرے اسلیے کہ مصائب و رشدائد بھی نعمتین ہین بڑا ثواب ملتا ہے اور نفس کی انسے بڑی اصلاح ہوتی ہے خدای تعالی حکیم ہین جو حالت جس شخص کے لیے جسوقت مین بہتر ہوتی ہے وہ اسکو مرحمت فرماتے ہین مگر (بلا عذر قوی) اپنی طرف سے عافیت کا خواہان اور دعا کرنے والا رہے مستند حدیث مین ہے کہ جنت مین اوّل وہ لوگ داخل ہون گے جو خدا کا بہت شکر کرتے ہین مصیبت و راحت مین مقصود یہ ہے کہ ہر حال مین شکر اور رضا بقضا ضرور ہے اور رضا کا اعلیٰ رتبہ ہے کہ طبعی کراہت بھی جاتی رہے اور زبان سے بھی کوئی لفظ خلاف مرضی خالق کے نہ نکلے اور طبعی کراہت گو اختیار سے باہر ہے لیکن بعد عادت تحمل و برداشت یہ ملکہ اور قوت بھی پیدا ہوجاتی ہے کہ انسان طبعی کراہت سے بھی باز رہے اور یہ سلوک کا اعلیٰ مقام ہے - اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ شیخ نجم الدین عمر نسفی[1] اپنی تفسیر سورۂ فاتحہ مین روایت کرتے ہین کہ ایک روز رسول مقبولؐ حضرت فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے دیکھا کہ آپ ملول و غمگین بیٹھی ہین اور رو رہی ہین پس حضورؐ نے دریافت کیا حضرت سیدہؑ سے کہ کس وجہ سے ملول و غمگین ہو عرض کیا یا رسول اللہؐ بطور حکایت اور اظہار امر واقعی بجواب آنحضرتؐ عرض کرتی ہون نہ بطریق شکایت مصیبت حق تعالیٰ (کسقدر ادب ملحوظ رکھا جسکے دل مین اللہ تعالیٰ کی توحید و عظمت جاگزین ہے اسکی یہی حالت ہوگی کہ بیان پر شکایت کا وہم بھی جاتا رہا) مین اس وجہ سے روتی ہون کہ تین دن سے ہمارے گھر مین کھانا نہین ہے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو (بوجہ بچپن) صبر اور قرار نہ تھا شدت بھوک سے روتے تھے انکے رونے سے مجھے بھی رونا آیا اور حضرت علیؑ بھی روتے تھے (بچون کی تنگی اور مشقت دیکھکر یہ ہو طریقہ محبان رسولؐ کا فقط جھوٹی محبت اور اہل اللہ کی عداوت سے کہین کام چل سکتا ہے سوا رسوائی دارین اسکا اور کیا انجام ہے) اور آپ سے ہم اس امر کو اور اپنی تنگی کو پوشیدہ رکھتے رہے (کہ اس عرصہ میان مین بغیر استفسار آنجناب

[1] وہو امام الثقلین مفتی الفریقین کما قال صاحب قرۃ العیون ۱۲ منہ ۵۳۷ لم اطلع علی سنۃ سوے ہذا وتتبعت فی الموضوعات فلم اجدہ وانما ذکرہ صاحب روضۃ الاحباب المحدث ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

ہم مین سے کسی نے کچھ عرض کیا) مگر آج کے دن حسنؓ اور حسینؓ سے ایسی بات (بیقراری کی) مین نے
سُنی کہ مجھے قرار نہ رہا اور وہ بات یہ تھی کہ وہ کہنے لگے کہ کیا کوئی بچہ اسقدر بھوکا ہوتا ہے جسقدر
کہ ہم ہین (یعنی سخت بھوکا اور سخت تنگی ہے حتیٰ کہ تعجب سے پوچھنے لگے) یہ سُنکر جہان مجھپر تاریک
ہوگیا (یعنی سخت رنج ہوا) اے باپ آپ کیا فرماتے ہین اگر بندہ اللہ پاک سے مناجات (خفیہ
دعا) مین بے تکلفی سے گفتگو کرے تو کیا وہ بُرائی اور گستاخی تو نہین ہے آپنے فرمایا کہ وہ گستاخی
نہین (اپنے مولیٰ حقیقی اور کرم فرما سے ہملی ہے التجا کرنا اپنی محتاجی اور بیکسی کا اظہار ہے اور اللہ پاک
کی عظمت کا اقرار ہے اور یہ سب باتین عبادت اور اللہ کی خوشنودی کا باعث ہین) اے بیٹی
اللہ تعالیٰ بندون کی بے تکلفی پسند فرماتا ہے حضرت فاطمہؓ تشریف لے گئین (غسل کے لیے اور
دعا کے لیے) اور غسل فرمایا اور گھر کے ایک کونہ مین نماز کے لیے کھڑی ہوئین اور نماز سے فارغ
ہوکر مناجات کی اور ہاتھ اُٹھائے اور زاری کی اور عرض کیا کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ عورتون کو
پیغمبرون کی (برابر صبر کی) طاقت نہین ہے اگر تجھے میرے باپ کے ساتھ کوئی بھید اور راز ہے تو مجھے
اس راز کے تحمل کی طاقت نہین ہے یا مجھے طاقت دے یا اس مصیبت سے راحت بخش یہ فرمایا اور بیہوش ہوگئین (اس
جملہ شرطیہ سے شک مراد نہین بلکہ تاکید مراد ہے جیسا کہ اہل علم پر ظاہر ہے اور حکمت خفیہ جسکی وجہ سے
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفقتین پیش آتی تھین اُس راز خداوندی اور حکمت الٰہیہ کی وجہ
اُنکا آپ کو تحمل ہوتا تھا اُسکا وجود تو یقینی ہے منجملہ اُن حکمتون کے ایک یہ ہے کہ آپکے مراتب اور
درجات کی ترقی ہو اور دوسری وجہ کہ حق تعالیٰ کی معرفت اور استغنائی کا اندازہ ہو تیسرے یہ کہ
اور لوگون پر مصائب آسان ہون کہ جب باعث وجود خلق اور مقبول رب اکبر پیغمبر معصوم کا یہ
حال ہے تو ہم ناچیز گنہگار دن نالائقون کی کیا ہستی ہے وغیرہ اور اولیا کو مثل انبیا کے کمالات
حاصل نہین ہوتے نبوت کی ابتدا ولایت کی انتہا سے بڑھکر ہے خوب سمجھ لو اسکے بعد) جبرئیل نے
اور کہا یا رسول اللہ اُٹھیے فرمایا کیا ہوا ہے عرض کیا فاطمہؓ نے فرشتون کو خروش (وجوش غم) مین
ڈالدیا اُنکو تسلی وتسکین دیجیے سرور عالم تشریف لائے اور صاحبزادی کو بیہوش دیکھا اُنکے

Presented by www.ziaraat.com

سر کو زمین سے اُٹھایا اور گود مین لیا حضرت فاطمہؓ ہوش مین آ کر اُٹھین اور مثل نادم شخص کے سر مبارک سامنے کیا (باوجود اِس بات کے کہ کوئی امر خلاف شرع نہ تھا بلکہ دعا عبادت تھی مگر اِس خیال سے کہ شاید کوئی بات بے صبری کی نہ ہو گئی ہو بوجہ شدّت رنج و تنگی کے ندامت طاری ہوئی سبحان اللہ سب کچھ اطاعت کرین اور اپنے کو ناقابل اور نالائق سمجھین اللہ والون کا یہی کام ہے اور حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پورا حق کوئی نبی اور کوئی ولی ادا نہین کر سکتا اُسکی بے شمار نعمتون کا شکر کس سے ادا ہو سکتا ہے مگر بندہ کو حتی المقدور کسی وقت اطاعت و شکر سے غفلت روا نہین جب باوجود ہر وقت اطاعت کے باری عزّ شانہٗ کا حق نہین ادا ہو سکتا تو غفلت مین تو کسقدر ناشکری اور بے پروائی ہے حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہ آیت[1] نَحْنُ قَسَمْنَا پڑھتی رہ اور اللہ تعالےٰ کو تقسیم کرنے والا (رزق و دیگر نعمتون کا) جانتی رہ تاکہ تجھ پر[2] مشقتین آسان ہو وین کیونکہ جب انسان سمجھے گا کہ سب کچھ اللہ کے حکم و ارادہ سے ہوتا ہے تو دل کو تسکین ہوگی اور رنج مین بہت کمی ہوگی کہ خالق کے کاروبار مین ہمین رنج کا کیا موقع ہے۔ نیز ہمارا کیا بس و قابو ہے پس رنج بیکار ہے حضرت فاطمہؓ پہلے سے ان امور سے واقف تھین اور ادنیٰ مسلمان ایسے احکام سے واقف ہے مگر شدّت مصائب اور سخت مصیبت سے قلب پر رنج غالب ہوتا ہے جس سے ایسے امور کی حضوری جاتی رہتی ہے اور دوسرے کی نصیحت سے بیداری ہو جاتی ہے بلکہ کبھی یہان تک نوبت پیش آتی ہے کہ افضل شخص ایسے حال مین فاضل کی نصیحت سے منتفع ہوتا ہے یعنی ایسے وقت اعلیٰ درجہ کے مسلمان کو ادنیٰ درجہ کے مسلمان کی نصیحت باعث صبر و سبب ہوشمندی و بیداری ہو جاتی ہے اور یہ امر تجربہ سے ثابت ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت خدیجہؓ کی تسلی دینے سے حضرت رسول مقبولؐ کو تسکین

---

[1] یہ پوری آیت مع ترجمہ یہ ہے نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ط وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۵ یہ آیت پارہ پچیس ۲۵ سورۂ زخرف مین ہے ترجمہ یہ ہے۔ ہم نے تقسیم کی ہے اُنکے درمیان اُنکی روزی دنیا کی زندگی مین اور ہمنے بلند مرتبہ بنایا اُنمین ایک کو ایک پر تاکہ بنالے ایک دوسرے کو محکوم اور تیرے پروردگار کی رحمت اُن چیزون سے بہتر جو یہ جمع کرتے ہین انتہیٰ یعنی جنت بہتر ہے مسلمانون کے لیے اس ناپائدار دنیا سے ۱۲

[2] نیز اس کام کے لیے اِس آیت کا ورد باطنی نفع بھی دے گا ۱۲

حاصل ہوئی تھی ابتدای وحی کے زمانہ مین حالانکہ آپ نبی اور افضل الانبیاء تھے اور حضرت خدیجہؓ
فقط ولی تھین یہ مفصل قصہ کتب حدیث مین موجود ہے یہان پر فقط قصہ کا حال بتلانا مقصود ہے اور
حضرت خدیجہؓ کی یہ توجیہ بغیر کسی کی تعلیم کے میرے قلب پر غیب سے القا ہوئی اور اسکو حضرت مرشدی
کی خدمت مین پیش کیا حضرت والا نے پسند فرمایا یہ نکتہ اہل علم کے لیے بڑا مفید اور عوام کے لیے
مفید ہے پس یاد رکھنا چاہیے) اور اسوقت حضرت رسول مقبولؐ نے دست مبارک حضرت سیدۃ النساء
کے سینہ مبارک پر رکھا اور کہا اے خدا اسکو بھوک سے بیخوف کر دے حضرت فاطمہؑ فرماتی ہین جب سے مین نے بھوک کی
کلفت کبھی اپنے دل مین نہ پائی (اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کی دعا نیز حضرت سیدہؑ کی التجا مقبول ہوئی
اور تنگی پھر پیش آئی مگر اسکا اثر نہ معلوم ہوا کیونکہ دل کے لفظ سے ظاہر ہے کہ تنگی پیش آئی مگر باطن مین
اثر نہ معلوم ہوا اور اگر تنگی ہی پیش نہ آتی تو یہ فرماتین کہ پھر کھانے کی وسعت ہو گئی عبرت کی جگہ ہے کہ
باوجود ایسی سخت کلفتون کے اللہ تعالیٰ کا ادب ملحوظ رکھا اور شکر گزاری کی اور عاجزانہ درخواست کی
اور یہ ظاہر ہے کہ اسکے بعد بچون کو تنگی نہ ہوئی ہوگی کیونکہ انکی مشقت و تنگی کا اثر اپنی ذات سے
زیادہ والدین پر پڑتا ہے پس جب اللہ نے ادنیٰ تکلیف کو محو کر دیا اسنے اعلیٰ کو ضرور ہٹا دیا ہوگا شعر
جگہ جی لگانے کی دنیا نہین ہے ❊ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہین ہے ❊ دیگر نہ لائق بود عیش با دلبرے ❊
کہ ہر بامدادش بود شوہرے ❊ دیگر زندہ کنی عطاے تو ور بکشی فداے تو ❊ دل شدہ مبتلاے تو ہر چہ کنی
رضاے تو ❊ دیگر آنکس کہ ترا شناخت جانرا چہ کند ❊ فرزند و عیال خانمان را چہ کند ❊ دیوانہ کنی ہر دو
جہانش بخشی ❊ دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند ❊ دیگر چند خوانی حکمت یونانیان حکمت ایمانیان را ہم بخوان ❊ از موم و عقل
دور اندیش را ❊ بعد ازین دیوانہ سازم خویش را ❊ وَلِلّٰهِ دَرُّ مَنْ قَالَ —
وَلَوْ كَانَ النِّسَاءُ كَمَنْ ذَكَرْنَا ❊ لَفُضِّلَتِ النِّسَاءُ عَلَى الرِّجَالِ ❊ فَلَا التَّأْنِيثُ لِاسْمِ الشَّمْسِ
عَيْبٌ ❊ وَلَا التَّذْكِيرُ فَخْرٌ لِلْهِلَالِ ❊ حَبِيبٌ لَيْسَ يَعْدِلُهُ حَبِيبٌ ❊ وَمَا لِسِوَاهُ
فِي قَلْبِي نَصِيبٌ ❊ حَبِيبٌ غَابَ عَنْ بَصَرِي وَشَخْصِي ❊ وَلٰكِنْ عَنْ فُؤَادِي مَا يَغِيبُ
إِذَا أَبْقَتِ الدُّنْيَا عَلَى الْمَرْءِ دِينَهُ ❊ فَمَا فَاتَهُ لَيْسَ بِضَائِرٍ ❊ وَكَيْفَ يُلَذُّ الْعَيْشُ

Presented by www.ziaraat.com

مَن هُوَ عَالِمُهُ، بِاَنَّ اِلٰهَ الخَلقِ لَابُدَّ سَائِلُهُ، فَيَأْخُذُ مِنْهُ ظُلْمَهُ بِعِبَادِهِ ٭
وَيَجْزِيهِ بِالْخَيْرِ الَّذِي هُوَ فَاعِلُهُ ٭

ترجمہ انسان کو اہوال محشر۔ عذاب قبر۔ عبور پل صراط۔ سوال نکیرین۔ عذاب جانکندن وغیرہ وغیرہ مہلکات کو خیال کرکے دنیا کو دل پر سرد کر دینا چاہیے یہ جگہ جانچ کی ہے اللہ نے محض عبادت کے لیے جن و انسان کو پیدا کیا ہے بقدر ضرورت معاش کا بندوبست کرکے شب و روز زہد۔ تقویٰ۔ اطاعت الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔ مشکوٰۃ الانوار میں منقول ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بنت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جب وصال ہوا (یعنی آپ فوت ہوگئیں) تو اُن کے جنازے کو چار شخصوں نے اُٹھایا حضرت علی و حضرت حسنین اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم پھر جب کہ ان حضرات نے جنازہ قبر کے کنارے رکھا کھڑے ہوئے ابوذرؓ اور فرمایا اے قبر تو جانتی ہے اس ذات مقدسہ کو کہ جس کو ہم تیرے پاس لائے ہیں وہ فاطمہ زہرا ہیں جو بیٹی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بیوی ہیں حضرت علی مرتضیٰ کی اور ماں ہیں حسنینؓ کی پس انھوں نے قبر سے آواز سُنی کہ کہتی ہے کہ میں جگہ حسب و نسب کی نہیں ہوں اور سوائے اِسکے اور کچھ نہیں ہے کہ میں نیک عمل کی جگہ ہوں پس نہیں نجات پاتا ہے مجھسے مگر وہ شخص جسنے کثرت سے نیکی کی ہو اور اُسکا قلب درست رہا ہو اور پاک رہا ہو بُرے عقیدون سے اور اُسکے اعمال اللہ ہی کے لیے ہوے ہوں یہ روایت مجھکو محقق نہیں صاحب درۃ الناصحین نے اسکو نقل کیا ہے حضرت ابوذر غفاریؓ بڑے درجہ کے پارسا اور زاہد تھے زہد (بیزاری دنیا) میں سب صحابہؓ پر فوقیت رکھتے تھے اور آپکو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زہد میں مشابہت تھی چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے۔ انھوں نے بطریق حسرت قبر سے یہ کلام کیا تھا کہ ایسی ذات مقدسہ کبھی تجھ میں تشریف فرما ہوئیں بطور کرامت

لہ یہ مضمون حاشیہ مشکوٰۃ میں ہے اور امام غزالی قدس سرہٗ نے احیاء العلوم میں اس رتبہ کا حضرت علیؓ کو تحریر فرمایا ہے ممکن ہے کہ دونوں حضرات اس درجہ کے ہوں واللہ تعالےٰ اعلم ۱۲

Presented by www.ziaraat.com

اور خرق عادت آپ کو قبر نے جواب دیا اور حسب و نسب کا مفید اور غیر مفید ہونا بیشتر معلوم ہو چکا ہے حق یہ ہے کہ اعمال صالحہ سے کام چلتا ہے اور نجات ملتی ہے وللہ در من قال۔

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی ✤ کہ درین راہ فلان ابنِ فلان چیزے نیست ✤

(۶۲) اللّٰھم اجعل رزق آل محمد قوتاً[1] (ترمذی)

ترجمہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے اللہ کردے رزقِ آلِ محمدؐ بقدر کفایت و حاجت (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے سبحان اللہ کیا رحم تھا آلِ محمدؐ پر اللہ کا کہ دُنیا سے اُن کو نہایت دُور رکھا اور کیسی شفقت تھی اور کسقدر خیال تھا اطاعت الٰہی کا جناب رسول مقبولؐ کو کہ اپنی ذات مقدسہ اور اپنی آل کو دنیا سے ہٹائے رکھا اور دنیا میں باوجود قدرت عیش و عشرت میں مشغول ہونے کے محض رضائے الٰہی کی غرض سے اور تعلیم امت کی غرض سے بالکل بچائے رکھا اور اس مقدس تعلیم اور دعا کی بدولت اہل بیت میں بڑے بڑے صاحب کمال لیکن دنیا سے بیزار حضرات پیدا ہوئے یہ بھی بڑی فضیلت ہے حضرت فاطمہؓ کی کہ وہ دنیا جیسی ناپاک چیز اور غفلت میں ڈالنے والی مہلک بیماری سے اپنے کو بچالے گئیں اور حضورؐ کی دعا کی برکت سے دین کا اعلیٰ رتبہ حاصل کیا اور دنیا کی طرف مطلقاً توجہ نہ کی۔ اس دعا کی برکت تھی کہ خلافت حضرات اہل بیت کو موافق نہ آئی اور وہ حضرات اُسکی آسایش سے منتفع نہ ہو سکے چنانچہ اہل تواریخ پر حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ کی خلافت کا حال ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے ذرہ سا لگاؤ بھی دنیا کا ان حضرات کے لیے پسند نہ کیا گو کار خلافت بوجہ انتظام دین دینی کام تھا لیکن پھر بھی دین مقصود اور محض مشغولی حق سے کسی درجہ میں خالی تھا اور یہ بات باریک ہے اہل بصیرت خوب اندازہ کر سکتے ہیں ہاں علوم ظاہری و باطنی کے وہ حضرات مخزن رہے۔ لقد احسن من قال ✤ اَدْمَی الزُّھَّادُ (جمع زاہد ۱۲)

فِيْ رَوْحٍ وَّرَاحَةٍ ۔ قُلُوْبُھُمْ عَنِ الدُّنْیَا مُزَاحَةٌ ✤ اِذَا اَبْصَرْتَھُمْ اَبْصَرْتَ قَوْمًا ✤
(بالضم دور کردہ شدہ ۱۲)

---

[1] عن ابن فارس والازہری القوت مایؤکل لیمسک الرمق وفی الحدیث اللّٰھم اجعل رزق آل محمد قوتاً ای بقدر مایمسک بہ الرمق من المطعم یعنی کفایۃ من غیر اسراف ۱۲ مجمع البحرین۔

Presented by www.ziaraat.com

مَسُوْدٌ کَاَنَّہٗ رَضِیَ تَمِیْمُھُمْ سِیْمَاءَ حَقٍّ بڑی آمدنی جو زکوٰۃ کی تھی حضور نے اہل بیت پر حرام فرما دی تھی جیسا مفصل بیان گذر چکا جس کو خدا کی محبت کا مزہ آجاتا ہے ماسوی اللہ اسکے نزدیک ہیچ اور ناچیز نظر آتا ہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مِنْہُ رِزْقًا وَّاسِعًا اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ سَبَقًا اور حدیث میں ہے کَانَ (ای صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یَمْنَعُ اَھْلَہُ الْحِلْیَۃَ وَالْحَرِیْرَ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ کَذَا فِیْ کُنُوْزِ الْحَقَائِقِ لِلْمُنَاوِیِّ یعنی آپ اپنے اہل بیت کو زیور اور ریشم سے منع فرماتے تھے (یعنی بطریق استحباب و اختیار زہد) اور نسائی میں یہ بھی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اگر تم زیور جنت کا اور ریشم جنت کا پسند کرتی ہو (اور ملنا چاہتی ہو) تو دنیا میں نہ پہنو اور بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ اپنی صاحبزادیوں کو ریشم اور قرنبگے (جو خاص قسم کا ریشم ہے) سر منڈھ اُڑھاتے تھے سو جواب یہ ہے کہ وہ معمولی درجہ کا ریشم تھا جسمیں زیادہ زینت اور شان و شوکت جو شریعت میں اعلیٰ درجہ کی مذموم ہے نہیں ہوتی اور حدیث میں ہے کہ فقیری کی حالت میں مراد دولتمندی کی حالت میں نہ مرغوب سمجھو۔

تنبیہ کہاں ہیں ترقی کے خواہاں اور اسلام کے جھوٹے شیدائی کافروں کی مشابہت اختیار کرنے والے کیا ترقی کے یہی سامان ہیں جو آپ لوگوں نے اختیار کیے ہیں حتیٰ کہ بعض لوگ تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے یا ترقی اسلام کے سامان زہد۔ تقویٰ۔ خیرخواہی امت وغیرہ وغیرہ ہیں افسوس صد افسوس رسول مقبول اور آپ کے متبعین نے تو اسی رضائے الٰہی اور اطاعت حق اور حرص و طمع اور خوش پوشاکی و خوش خوراکی ترک کر کے بہت کچھ اسلام کی ترقی کر دکھائی تھی اور آج جہاں کہیں جو کلمہ گو نظر آتا ہے وہ اُن ہی حضرات کا فیض ہے مگر آپنے تو کوئی جھنڈا اسلامی نہیں قائم کیا جسمیں ذرہ بھی ترقی کا نمونہ نظر آئے محض اغیار کی بندگی کو اپنا فخر سمجھتے ہو اب بھی جنکا ایمان درست ہے تو وہ مقدس زاہد صاحب علم و عقل مردانِ خدا

سلہ ولفظہ ان رسول اللہ کان یمنع اہلہ الحلیۃ والحریر ویقول ان کنتم تحبون حلیۃ الجنۃ وحریرہا فلا تلبسوہا فی الدنیا ۱۲ منہ
سلہ ونظرت فقیرا ولا تمت غنیا (ط) کذا فی کنوز الحقائق ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

حضرات ہی کی بدولت وہ ایمان صحیح اور قائم ہے ورنہ آپ جیسے مقتدا تو ایک دن گلے مین
چلیپا ڈلوا دین تیرے بھائیو میری نصیحت کا برا نہ مانو مین تمھارا سچا خیرخواہ ہون مگر ہر بات مین
اتباع نبوی ملحوظ رکھتا ہون چند روزہ دنیا ہے وہان جاکر یہ عیش وعشرت سب خاک مین
ملجاویگا اور سوائے غلامانِ رسول کوئی نجات نہ پائیگا اب بھی آپ لوگ کسی اہل بصیرت کی
خدمت کر کے اسلام اور متعلقات اسلام سے آگاہی حاصل کرکے سنت نبوی پر عملدرآمد کیجیے
ورنہ بجز تباہی اور افسوس اور کچھ حاصل نہ ہوگا ع بر رسولان بلاغ باشد وبس ÷ شعر

وَلَقَدْ نَادَيْتَ لَوْ اَسْمَعْتَ حَيًّا	وَلٰكِنْ لَا حَيَاةَ لِمَنْ اُنَادِيْ

اگر ذرہ بھی غور کیجیے گا اور تھوڑی سی بھی اہلیت حب خالق کی ہوگی تو اسقدر مضمون کافی ہے
یہ قلیل آپکے ذہن مین کثیر ہوجاویگا اَلْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ مشہور ہے۔

(۶۳) اَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ زَوَّجْتَنِيْ مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَهُوَ فَقِيْرٌ لَا مَالَ لَهٗ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اِطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَاخْتَارَ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبُوْكِ وَالْاٰخَرُ بَعْلُكِ (اِزَالَةُ الْخِفَاءِ عَنْ خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ)

ترجمہ حاکم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ
آپ نے میرا نکاح حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے کیا ہے اور وہ فقیر ہین کچھ بھی مال انکے پاس نہین
(یعنی بقدر حاجت ضروریہ بھی مال نہین اور بقدر حاجت سے ایسے حضرت کی مراد یہ ہوتی ہے
کہ جو بسر اوقات کو معمولی طور پر کافی ہوجاوے وہ حاجت مراد نہین جسکو کہ اہل دنیا عیش وعشرت
والے حاجت سمجھتے مین کبھی انکی حرص ہی ختم نہین ہوتی) پس فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس بات سے
راضی نہین کہ اللہ عزوجل نے آگاہی پائی اہل زمین پر پس پسند کیا دو مردون کو ایک انمین سے
تمھارے باپ (یعنی ہمین) ہین اور دوسرے انمین سے تمھارے خاوند (یعنی حضرت علیؓ) ہین
(ازالۃ الخفاء مین اس کو نقل کیا ہے یہ ابتدائی حالت تھی حضرت فاطمہؓ کی سب کمالات ابتدا ہی سے

اولیاء کو میسر نہین ہوتے رفتہ رفتہ ترقی ہوتی ہے اور بقدر حاجت مال کی ہر شخص کو حاجت ہے پس
ابتدائے حال مین بھی یہ امر حرص پر دلالت نہین کرتا نہ اس سے عیش و عشرت کی بو نکلتی ہے اور جب
آپ نے دینی نفع (یعنی حضرت علیؓ کا دینی رتبہ) معلوم کر لیا تو غنیمت سمجھا کہ ایسے خاوند کی ہمسائگی
بڑی غنیمت ہے اور عورت کے لیے بڑا فخر ہے سو خاموشی اختیار کی بیان سے آپ کی محبت
دینی اور زہد ثابت ہوا کہ دینی بزرگی معلوم کر کے پھر قدر ضرورت بھی دنیا کی طرف توجہ نہ فرمائی
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اور
بیان سے کوئی وہم نہ کرے کہ حضرت علیؓ کا رسول اللہ کے برابر ہونا لازم آتا ہے ایسا وہم
محض خبط ہے جو کسی زبان کے محاورہ سے آگاہ نہ ہوگا وہ ایسی بات کہے گا حضرت علیؓ کا
وہی رتبہ ہے جتنا شریعت مین ثابت ہے یعنی آپ خلیفہ چہارم ہین یہی ترتیب فضیلت کی
ہے اور عقائد مین تفصیلاً مذکور ہے وصاحب روضۃ الاحباب در باب نکاح حضرت فاطمہؓ گفتہ
وروایتے آنکہ سید عالم را گمان شد کہ فاطمہؓ بجہت آن میگرید کہ علیؓ را مالے نیست فرمود اے
جان پدر در حق تو تقصیر نکردم کسے را شوہر تو گردانیدم کہ بہترین اہل بیت من ست وایم الذی
نفسی بیدہ لقد زوجتك سیدا فی الدنیا وانہ فی الاخرۃ لمن الصالحین
وفی روایۃ زوجتك سیدا فی الدنیا والاخرۃ وگریہ مذکور بعد نکاح وعمل آپ مذکور بود
(۶۴) حاکم آوردہ کہ فاطمہؓ بنت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر عم خود حمزہؓ را ہر جمعہ زیارت
میکرد ونماز میگزارد ومیگریست نزد او کذا فی بعض المعتبرات ثم رأیت بھذا السند
فی نیل الاوطار والتلخیص الحبیر۔

ترجمہ حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؓ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت
حمزہؓ (حضرت حمزہؓ حضورؐ کے رضاعی بھائی بھی تھے اور چچا بھی تھے پس پہلے رشتہ سے حضرت
فاطمہؓ کے چچا ہوئے) کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کو فرماتی تھین اور نماز پڑھتی تھین اور قبر کے پاس روتی تھین
زیارت قبر دنیا چھڑانے مین اور آخرت یاد دلانے مین ایک خاص تاثیر رکھتی ہے اور جمعہ کے روز

[illegible] صفحہ ۱۱

Presented by www.ziaraat.com

زیادہ بہتر ہے سبحان اللہ اللہ کی کیسی محبت اور دین کا کیسا شوق تھا اور عورتون کو زیارت قبور اس زمانہ مین بہت سی خرابیون کی وجہ سے درست اور روا نہین پہلے جائز تھی جیسا کہ مسجد مین جماعت سے نماز پڑھنا اُن کو مردون کے پیچھے جائز تھا اور اب منع ہوگیا اور نماز پڑھنا قبرون کے پاس جائز ہے بشرطیکہ قبر مُنھ کے سامنے نہ ہو پیچھے یا داہنے یا بائین جانب ہو۔

(۶۵) قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَدَخَلَ عَلٰی فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَرَاٰی عَلٰی بَابِ مَنْزِلِهَا سِتْرًا وَّفِيْ یَدَیْهَا قُلْبَیْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَرَجَعَ فَدَخَلَ عَلَیْهَا اَبُوْ رَافِعٍ وَّهِيَ تَبْکِيْ فَاَخْبَرَتْهُ بِرُجُوْعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ اَبُوْ رَافِعٍ فَقَالَ مِنْ اَجْلِ السِّتْرِ وَالسِّوَارَیْنِ فَاَرْسَلَتْ بِهِمَا بِلَالًا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِمَا فَضَعْهُمَا حَیْثُ تَرٰی فَقَالَ اِذْهَبْ فَبِعْهُ وَادْفَعْهُ اِلٰی اَهْلِ الصُّفَّةِ فَبَاعَ الْقُلْبَیْنِ بِدِرْهَمَیْنِ وَنِصْفٍ وَّتَصَدَّقَ بِهِمَا عَلَیْهِمْ فَدَخَلَ عَلَیْهَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِاَبِيْ اَنْتِ قَدْ اَحْسَنْتِ (اِحْیَاءُ الْعُلُوْمِ) وَلَمْ اَرَ هٰذَا الْحَدِیْثَ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَقَدْ جَاءَ نَحْوُهٗ فِي النَّسَائِيِّ کَمَا ذُکِرَ فِيْ بَعْضِ مَوَاضِعِ هٰذَا الْکِتَابِ وَلَمْ اَرَهٗ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ اَیْضًا وَّاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَصَاحِبُ الْاِحْیَاءِ اَوْسَعُ نَظَرًا وَلَمْ یُخَرِّجْهُ الْعِرَاقِيُّ وَالزَّبِیْدِيُّ وَالْمَوْضِعُ مَوْضِعُ الْفَضَائِلِ لٰکِنْ اِنْ ثَبَتَ

ترجمہ حضور سرورِ عالم سفر سے تشریف لائے پس آئے حضرت فاطمہؓ کے پاس تو دیکھا اُن کے گھر کے دروازہ پر پردہ (لٹکا ہوا) اور اُنکے دونون ہاتھون مین دو کنگن چاندی کے تو آپ واپس آئے پھر ابو رافع (غلام حضورؐ کے) حضرت فاطمہؓ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور وہ رو رہی تھین پھر اُنھون نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کو حضورؐ کے لوٹنے کی خبر دی تو اُنھون نے حضورؐ سے

لہ صفہ بالضم و تشدید فاے مفتوحہ ایوان خانہ کہ بالا پوشیدہ باشد و اہل صفہ جمعے غریبان اسلام کہ خانہ نداشتند و در موضع از مسجد (نبویؐ) کہ بالایش پوشیدہ بودند می گذرانند ۱۲ منتخب اللغات ۱۱

Presented by www.ziaraat.com

دریافت کیا (سبب واپسی کا) سو فرمایا آنحضرتؐ نے بوجہ پردہ اور کنگنون کے واپسی ہوئی اسلیے کہ یہ چیزین آپ کو ناپسند ہوئین چونکہ زہد اور مقام عالی دینی کے خلاف تھین جب یہ معلوم ہو گیا) تو بھیجدیا بلالؓ کو دونون کنگن لیکر حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ کی خدمت مین اور کہا کہ مین نے ان دونون کو صدقہ کر دیا پس جہان آپ کی راے ہو صرف کیجیے پس فرمایا حضورؐ نے (بلالؓ سے) جاؤ اسکو فروخت کرکے اہل صُفّہ (یہ حضرات طالب علم اور محتاج تھے) کو دیدو سو فروخت کیا بلالؓ نے دونون کنگنون کو بعوض ڈھائی درہم کے (ایک درہم ۴ر سے کچھ زائد ہوتا ہے) اور صدقہ کیا ان دونون (کی قیمت) کو اہل صُفّہ پر پھر تشریف لائے حضورؐ حضرت فاطمہؓ کے پاس اور فرمایا میرے باپ تم پر فدا ہون بیشک تم نے اچھا کام کیا (سبحان اللہ کیا تعلیم تھی اور کیسا عمل تھا یہ مقام نہایت غور کرنے کا ہے اللہ والون کو زینت دنیا سے کیا علاقہ اور ظاہر ہے کہ پردہ بھی ضرور کسی مناسب جگہ صرف کیا ہو گا) ۔

(۶۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْتَ فَاطِمَۃَ فَلَمْ یَدْخُلْ عَلَیْھَا وَجَآءَ عَلِیٌّ فَذَکَرَتْ لَہٗ ذٰلِکَ فَذَکَرَہٗ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ عَلٰی بَابِھَا سِتْرًا مَّوْشِیًّاؔ فَقَالَ مَالِیْ وَلِلدُّنْیَا فَاَتَاھَا عَلِیٌّ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَھَا فَقَالَتْ لِیَاْمُرْنِیْ فِیْہِ بِمَا شَآءَ قَالَ تُرْسِلُ بِہٖ اِلٰی فُلَانٍ اَھْلِ بَیْتٍ بِھِمْ حَاجَۃٌ (بخاری)

ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ کے پاس اندر نہ آئے اور حضرت علیؓ تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ نے یہ قصہ اُنسے بیان کیا پس اُنھون نے رسول مقبولؐ سے عرض کیا آپنے جواب دیا کہ مین نے فاطمہ کے مکان کے دروازے پر پردہ دھاری دار دیکھا پھر فرمایا کیا ہے میرے لیے

ؔ علی زنۃ المفعول قال فی مجمع البحرین ثوب موشی فی وجہ وقوا ئمہ سواد و ثوب وشی ثوب منقوش موشی بالفتح نقش الثواب من کل لون ۱۲ منہ

اور دنیا کے لیے (یعنی مجھسے اور دنیا کی آرایش سے کچھ علاقہ نہین پھر میرے اہل بیت یہ سامان کیون رکھین) پس حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور یہ قصّہ اُنسے ذکر فرمایا سو کہا حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ جو چاہین اس پردہ کے بارہ مین حکم کردین (یعنی اسکے بارہ مین جو رائے عالی وہ فرماوین مین تعمیل کرونگی مجھے محبوب خدا کی ناراضی ہرگز گوارا نہین) حضورؐ نے فرمایا کہ فلان گھر والے جو حاجتمند ہین اُن کو یہ پردہ بھیجدو (وہ اپنے ضروری کام مین صرف کرینگے یہ حدیث بخاری مین ہے یہان سے حضرت فاطمہؓ کی محبت رسول خدا سے اور دنیا سے بے رغبتی کیا کچھ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ پردہ حرام نہ تھا فقط زہد کے خلاف تھا اُسپر کسقدر حضور اقدسؐ نے اپنی پیاری بیٹی کو تنبیہ فرمائی اب لوگون کا یہ حال ہے کہ اہل و عیال کو حرام باتون سے بھی نہین روکتے اللہ تعالی ہدایت فرماوین)

(۶۷) یَا فَاطِمَۃُ اصْبِرِيْ عَلٰی مَرَارَۃِ الدُّنْیَا (رَوَاہُ الْحَاکِمُ کَذَا فِیْ کُنُوْزِ الْحَقَائِقِ لِلْعَلَّامَۃِ عَبْدِ الرَّؤُفِ الْمُنَاوِیْ)

ترجمہ فرمایا رسول کریمؐ نے اے فاطمہؓ دنیا کی تلخی پر صبر کر (اسکو کنوز الحقائق مین شارح جامع صغیر نے حاکم کی روایت سے نقل کیا ہے۔ یہ عمل تھا حضرت فاطمہؓ کا اور یہ تعلیم تھی رسول مقبولؐ کی۔ حضرت انسؓ کی والدہ صاحبہ نے حضورؐ سے حضرت انسؓ کے لیے دعا چاہی تھی آپ کی دعا سے اُنکے مال و اولاد مین بڑی کثرت ہوئی اور اپنے اہل بیت کو دنیا سے اسقدر علیحدہ رکھا کہ قدر حاجت مین بھی کمی رہی یہ بات سوائے سچّے نبی اور عاشق الٰہی کے اور کون کرسکتا ہے اور سوائے سچّے عاشقان خدا کے یہ نصیحت اور کون قبول کرسکتا ہے)

(۶۸) یَا فَاطِمَۃُ اشْتَرِيْ نَفْسَكِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ (رَوَاہُ الدَّیْلَمِيُّ فِیْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ کَذَا فِی الْکُنُوْزِ)

ترجمہ اے فاطمہؓ اپنی جان کو خریدلے اگرچہ ایک ٹکڑے چھوہارے کے بدلے ہو (اسکو کنوز مین دیلمیؒ سے روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ دوزخ سے آزادی کا سامان کر اگرچہ

Presented by www.ziaraat.com

عمل تھوڑا ہی ہو لیکن کیے جاؤ تھوڑی بہت کا خیال کرو یہ تعلیم تھی جسنے عمل کرا کے سردار بنا دیا)۔

(٦٩) يَا فَاطِمَةُ كُونِي لَهُ أَمَةً يَكُنْ لَكِ عَبْداً (رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ كَذَا فِي الْكُنُوزِ)۔

ترجمہ اے فاطمہؓ تم اُسکی (خاوند کی) لونڈی بنجاؤ (اطاعت مین یعنی خوب اطاعت کرو جیسے کہ لونڈی آقا کی اطاعت کرتی ہے اگرچہ عورت پر خاوند کا حق اُس حق سے زیادہ ہے جو حق لونڈی پر آقا کا ہے لیکن چونکہ مبالغۃً یہ مثال مستعمل ہے اس لیے اسکو یہان بھی ذکر کیا گیا) وہ تمھارے غلام بنجاوینگے (شفقت مین یعنی تمھاری اطاعت کا یہ ثمرہ ہوگا کہ وہ نہایت شفقت اور محبت کرینگے اور ایسا کہنا مانین گے جیسا کہ غلام آقا کا کہنا مانتا ہے خوب سمجھ لو عورت کا خاوند پر بڑا حق ہے حدیث مین ہے کہ اگر مین سوائے خدا کے دوسرے کے لیے سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ خاوند کو سجدہ کرے مگر سجدہ خدا کے سوا کسی کو جائز نہین اس سے بڑھ کے اور کیا رتبہ ہوگا اور حدیث مین ہے کہ اگر عورت اسقدر خدمت کرے کہ مرد کے زخم کو چاٹ لے تب بھی اُسکا حق ادا نہ کر سکے گی زخم کو چاٹنا حرام اور طبعًا سخت مذموم ہے لیکن مثال ہے جس سے غرض یہ ہے کہ نہایت درجہ کی خدمت کے بعد بھی پورا حق ادا نہین ہو سکتا تو کوتاہی مین کسقدر گناہ ہوگا اسکی تفصیل اگر دیکھنی ہو تو بہشتی زیور ملاحظہ ہو اِس تعلیم کی بدولت حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ مین کامل اتفاق اور خوب محبت رہی اسکو کنوز مین دیلمیؒ سے روایت کیا ہے)۔

(٧٠) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا وَعَلَى فَاطِمَةَ ثَوْبٌ إِذَا قَنَّعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ تَبْلُغْ رِجْلَيْهَا وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ تَبْلُغْ رَأْسَهَا فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقَى قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَغُلَامُكِ (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)۔

(تقنیع مقنعہ برافگندن زن را ۱۲ غیاث — تغطیہ پوشانیدن ۱۲ م)

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ مع اُس غلام کے جسکو حضرت فاطمہؓ کے لیے ہبہ کر چکے تھے حضرت سیدہؓ کے دولت خانہ پر تشریف لائے اور جناب سیدہؓ کے پاس ایک کپڑا تھا کہ جب اُس سے سر ڈھنکتی تھین

Presented by www.ziaraat.com

تو وہ پیرون تک نہین پہونچتا تھا اور جب اُس سے پیر ڈھنکتی تھین تو سر تک نہین پہونچتا تھا سو جب دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے ڈھنکنے کی مشقت اور کوشش کو (کہ چاہتی تھین تمام بدن ڈھنک جائے) فرمایا تجھپر کچھ سختی نہین ہوا ے اسکے نہین ہے کہ اسوقت تمھارے باپ اور تمھارے غلام ہین (اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے بعضے مقام ایسے ہین بدن مین جنکا کھولنا محرم مردون کے سامنے جائز ہے جو مقام کھل گئے تھے وہ ایسے ہی تھے تفصیل اسکی کتب فقہ مین ہے اور بہشتی زیور مین بھی قدر ضرورت موجود ہے اور غلام بھی اس حکم مین محرم کے حکم مین قرار دیا گیا یہ حکم اس مبارک زمانہ کا ہے اب تو غلام کو غیر محرم کا حکم ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو غلام کو غیر محرم کا حکم دیا ہے پردہ کے باب مین اسکی وجہ انقلاب زمانہ ہے یہ تاویل امام صاحبؒ کے قول کی بلا تامل غیب سے بندہ کو القا ہوئی اور اس حدیث سے غایت درجہ دنیا کی تنگی اور حیا اور صبر حضرت فاطمہؓ کا ثابت ہوا)۔

(۷۱) عَنْ اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَتْ ذَهَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ الخ اَوْرَدَهٗ فِی الْمِشْکٰوۃِ

ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ مین حضورؐ کی خدمت مین حاضر ہوئی سال فتح مکہ کے پس مین نے آپ کو غسل کرتے پایا اور حضرت فاطمہؓ آپ کی بیٹی ایک کپڑے سے آڑ اور پردہ کر رہی تھین (یہ حدیث طویل ہے بقدر حاجت نقل کی گئی یہان سے شرف خدمت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت فاطمہؓ کے لیے ثابت ہوا جو بڑی عبادت ہے اور پردہ اسطور سے کیا تھا کہ حضورؐ کا ستر حضرت فاطمہؓ کو نظر نہ آئے)۔

(۷۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهٗ خَادِمًا فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكِ عَلٰی مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْ خَادِمٍ تُسَبِّحِيْنَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَتُحَمِّدِيْنَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ

کلہا من التفعیل ۱۲

ل ام دختر ابوطالب یعنی خواہر حقیقی حضرت علیؓ ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

وَتُكَبِّرِيْنَ اللّٰهَ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّعِنْدَ مَنَامِكِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ (بالفتح خفتن ۱۲) حضور سرورعالمؐ کی خدمت مین ایک خادم طلب کرنے کو حاضر ہوئین آپ نے فرمایا کیا مین تجھے نہ بتلادون وہ چیز جو کہ بہتر ہے خادم سے (اور وہ یہ ہے) ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت (رات کو) سبحان اللہ تینتیس۳۳ بار اور الحمد للہ تینتیس۳۳ بار اور اللہ اکبر چونتیس۳۴ بار پڑھ لیا کرو اسکو مسلم نے روایت کیا ہے حضور اقدسؐ کی یہ تعلیم تھی کہ ہر صورت مین خدا کے نام سے مدد طلب کیجاوے تاکہ توحید خالص دل مین جاگزین ہو اور خالق ہی کی طرف توجہ اور توکل خوب دل مین جگہ کرلے اللہ کا نام بڑی برکت والا ہے یہ دعا تھکن دور ہونے کے لیے نافع ہے)۔

(۳۷) عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْا اِلَيْهِ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى وَبَلَغَهَا اَنَّهٗ جَآءَهٗ رَقِيْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَآءَ اَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ فَجَآءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا (جمع مضجع بکسر الجیم خوابگاہ ۱۲) فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَجَآءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمِهٖ عَلٰى بَطْنِيْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا (بالفتح بستر ۱۲) فَسَبِّحَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَكَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ (اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ)۔

ترجمہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ فاطمہؓ حاضر ہوئین حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین تاکہ آپ سے حال بیان کرین اُس مشقت کا جو اُنکے ہاتھون کو پہونچتی ہے چکی سے (یعنی چکی پیسنے سے سخت کلفت ہوتی تھی) اور اُن کو یہ خبر پہونچی تھی کہ حضورؐ کے پاس ایک غلام آیا ہے (بذریعہ جہاد) پس آپ نے حضورؐ کو نہ پایا اور یہ حال حضرت عائشہؓ سے عرض کیا پھر جب حضور اقدسؐ تشریف لائے آپ کو (اِس بات کی) حضرت عائشہؓ نے خبر دی فرمایا حضرت علیؓ نے

ك ۱ سمایا ہے تو میری نظرون مین جب سے + جدھر دیکھتا ہون اُدھر تو ہی تو ہے + وقال تعالیٰ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۱۲

کہ حضورؐ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنی خوابگاہ پر جا چکے تھے (یعنی سونے کے لیے لیٹ گئے تھے) پس ہم کھڑے ہونے لگے تو فرمایا اپنی جگہ رہو تم دونون (یعنی کھڑے نہ ہو) پھر آئے آپ اور بیٹھے میرے اور فاطمہؓ کے درمیان یہان تک کہ مین نے آپکے قدم مبارک کی ٹھنڈک پائی اپنے پیٹ پر پھر فرمایا کیا نہ اطلاع دون مین تمکو اُس چیز کی جو تم دونون کے سوال (خادم) سے بہتر ہے (اور وہ یہ ہے کہ) جب سونے کو لیٹو تو تم دونون تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ پڑھ لیا کرو اور الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار پڑھ لیا کرو اور اللہ اکبر چونتیس ۳۴ بار پڑھ لیا کرو سو یہ بہت بہتر ہے تم دونون کے لیے خادم سے (بخاری اور مسلم نے اسکو روایت کیا ہے) اور خیر متین مین کہا ہے کہ سوتے وقت صحیح یہ ہے کہ یہ وظیفہ اسطرح پڑھے کہ اوّل اللہ اکبر چونتیس ۳۴ بار پھر سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار اور اسکے بعد الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار پڑھے دنیا کی مشقت ہر طرح حضرت سیدہؓ گوارا فرماتی تھین اور جناب رسول مقبول صلعم زہد کی تعلیم دیتے تھے کیسی اچھی سمجھ کی مقدس بیوی تھین کہ ذرہ بھی نصیحت اور دینی مسئلہ قبول کرنے مین عذر نہ تھا گو خادم سے خدمت لینا خصوصًا ایسی مشقت اور کلفت کی حالت مین کہ دست مبارک کو سخت گران گذرتا تھا کچھ گناہ نہین مگر وہان تو دنیا کو مثل سرائے مسافر خیال کرتے تھے یہان کی مشقت کی طرف کچھ توجہ نہ تھی آخرت کی راحت آنکھونکے سامنے مثل آفتاب نظر آتی تھی اُس راحت کی اُمید اور حق تعالیٰ کی خوشنودی کے خیال سے مشقتین آسان ہو جاتی تھین اربعین مین ہے کہ ایک پارسا عورت کے ایک بار ٹھوکر لگی جسکے صدمہ سے پاؤن کا ناخن کٹکر گر گیا اس تکلیف پر بجائے آہ یا ہائے اور واویلا کرنے کے اُس نیکوکار عورت نے خوشی ظاہر کی لوگون نے دریافت کیا کہ کیا کچھ تکلیف معلوم نہ ہوئی جواب دیا کہ اسپر جو ثواب ملنے والا ہے اُسکے شیرین مزہ نے کلفت کی کڑواہٹ کو چاٹ لیا۔ جو شخص سچے دل سے اسکا یقین کیے ہوئے ہے کہ دنیا کی ہر تکلیف پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب عنایت ہوگا اور اسقدر ثواب ملیگا جسکے مقابلہ مین اس عارضی چندروزہ مشقت کی کچھ حقیقت ہی نہین تو وہ کلفتون پر کیون نہ خوش ہوگا لوگو ہر مصیبت اور راحت مین اللہ کی طرف دل لگایا کرو خدا کے پاس سب کچھ ہے اور وہ اُسکی

تابعداری ہی سے میسر آسکتا ہے جو اللہ کا ہو رہا خدا اُسکا ہوگیا وہ کریم و رحیم کسی کی محنت
ضائع نہین کرتا جب ایسا عمل کروگے دارین مین راحت سے رہوگے دیکھو حضور سرور عالمؐ نے
مشقت کے دفع کرنے کو خدا کا نام تعلیم کیا تاکہ ثواب بھی ہو اور اُس پیارے نام کی برکت اسے
تھکن اور مشقت بھی ناگوار نہ ہو اگر خادم مرحمت فرمادیتے تو فقط کلفت رفع ہوجاتی اصلی مقصود تو آپ
کہان میسر ہوتا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ترک دُنیا کرکے زُہد اختیار کیا اور اہل تصوف
کی صحبت کی برکت سے عاشق الٰہی ہوگئے دنیا مین طرح طرح کے مصائب و امتحانات برداشت
کیے اللہ نے مقبول کرلیا دنیا مین بھی اطمینان مرحمت فرمایا اور آپ کی کتابون سے بہت بڑا
فیض اصلی مقصود کا ابتک جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہیگا دنیا مین بھی
بڑی عزت آپ کو حاصل ہوئی اور ایک بزرگ نے خواب مین حضرت سرور عالمؐ سے حضرت
امام ممدوح کا حال دریافت کیا بعد وفات امام صاحب کے تو حضورؐ نے جواب دیا ذٰلک
رجل وصل الی مقصودہ او کما قال یعنی وہ ایک مرد ہے کہ اپنے مقصود کو پہونچ گیا۔ اللہ
بڑا قدردان ہے اپنے غلامون کی خدمت ضائع نہین کرتا۔

(۴۷) عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ
فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا
مَاتَ قَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ
يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ
اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ التُّرَابَ (بخاری)

ترجمہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا مرض سخت ہوا سختی
مرض کی آپکو بیہوش کرنے لگی پس حضرت فاطمہؓ نے کہا ہائے سختی باپ کی پس فرمایا آنحضرتؐ نے
تیرے باپ پر بعد اسدن کے سختی نہین ہوگی (یعنی یہ روز رخصت کا ہے دنیا سے اور مومن
کامل کو جو کلفت ہوتی ہے دنیا ہی مین ہوتی ہے اور آپ افضل تھے تمام مخلوق سے پس ہان

جا کر سرور اور راحت ہی راحت ہے) پھر جب وصال فرمایا حضرت رسول مقبولؐ نے تو کہا حضرت فاطمہؑ نے ہائے میرے باپ تعمیل کی اپنے پروردگار کے حکم کی جسنے کہ آپ کو طلب فرمایا (یعنی حسب الحکم خدائے برتر دنیا سے رخصت ہوگئے) اے میرے باپ وہ شخص کہ جنت فردوس جسکا ٹھکانا ہے ہائے میرے باپ جبرئیلؑ کو آپ کی موت کی ہم خبر پہونچاتے ہیں پھر جب حضورؐ دفن کیے گئے کہا حضرت فاطمہؑ نے اے انس کیا تم لوگوں نے یہ بات گوارا کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی قبر شریف) پر خاک ڈالو (اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور یہ تمام باتیں زیادتی محبت اور بطریق حسرت کے تھیں نہ بطریق ناشکری وخلاف شرع۔ خوب سمجھ لو بیان سے شدت محبت حضرت فاطمہؑ کی حضور سرور عالمؐ کے ساتھ ثابت ہوئی جو عین حق تعالیٰ کی محبت ہے اور بڑی عبادت ہے)۔

(۷۵) عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ مَنْ کَانَ یَغْسِلُ جُرْحَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ کَانَ یَسْکُبُ الْمَآءَ وَبِمَا دُوْوِیَ کَانَتْ فَاطِمَۃُ ابْنَتُہٗ تَغْسِلُہٗ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ یَسْکُبُ الْمَآءَ بِالْمِجَنِّ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَۃُ اَنَّ الْمَآءَ لَا یَزِیْدُ الدَّمَ اِلَّا کَثْرَۃً اَخَذَتْ قِطْعَۃً مِّنْ حَصِیْرٍ فَاَحْرَقَتْہَا فَاَلْصَقَتْہَا فَاسْتَمْسَکَ الدَّمُ (اَخْرَجَہُ الشَّیْخَانِ)۔

(بالضم ۱۲ م — عوض من المداواۃ ۱۲ — بکسر میم و فتح جیم و تشدید نون سپر کہ پناہ زخم تیغ و تیر ست ۱۲ غ — بالفتح پارہ ۱۲ — بوریا ۱۲)

ترجمہ ابو حازمؓ سے حضور سرور عالمؐ کے زخم کا حال پوچھا گیا (جنگ احد کے روز کا) پس جواب دیا خدا کی قسم میں پہچانتا ہوں اس شخص کو جو آپ کے زخم کو دھوتا تھا اور جو پانی ڈالتا تھا اور جس چیز سے آپ کے زخم کا علاج کیا گیا حضرت فاطمہؑ آپ کی بیٹی زخم دھوتی تھیں اور حضرت علیؑ ڈھال سے پانی ڈالتے تھے پھر جب حضرت فاطمہؑ نے دیکھا کہ پانی سے سوائے کثرت سے خون بہنے کے اور کچھ نہیں ہوتا تو ایک بوریا کا ٹکڑا لیکر اسے جلایا پھر اسے (یعنی اسکی راکھ زخم سے) چسپاں کردیا پس خون رک گیا (بخاری ومسلم نے یہ حدیث روایت کی ہے اس سے فخر خدمت رسول

Presented by www.ziaraat.com

حضرت فاطمہؓ کے لیے عمدہ طور پر حاصل ہونا ثابت ہوا کہ اس سے خون بند ہو جاتا ہے مگر یہ بات کہ وہ بوریا کس چیز کا تھا کسی طریق پر ثابت نہیں کذا فی فتح الباری)

(۷۶) یَا فَاطِمَۃُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِیْ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)۔
من حق ۱۲ — من الاغناء ۱۲

ترجمہ فرمایا حضور سرور عالمؐ نے اے فاطمہ بیٹی محمدؐ کی مانگ لے مجھ سے جو کچھ چاہے میرے مال میں سے (وہاں مال ہی کیا تھا فقر و فاقہ و زہد و تقوی شعار تھا مگر جو کچھ بھی قدر حاجت سے بھی کم دنیا موجود تھی اُسے فرمایا) میں خدا (کے عذاب) سے تجھے کچھ بے پروا نکر سکونگا (بغیر اذن و اجازت الٰہی۔ اس نفیس تعلیم نے گھمنڈ توڑ دیا کہ یہ خیال مت کرنا میں نبی کی بیٹی ہوں اعمال میں کوتاہی ہو جائے مضائقہ نہیں بلکہ یہ کام محض اللہ کے اختیار میں ہے میرا دخل نہیں میری شفاعت بھی اُسکے لیے جسکے لیے ہوگی خدا کی اجازت ہوگی اپنے نیک اعمال کام دینگے اور اُس مقدس بیٹی نے اس تعلیم پر ایسا عمل کیا کہ اپنی جان خدا کی اطاعت میں فنا کر دی۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا)

(۷۷) یَا فَاطِمَۃُ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ (مُسْلِمٌ)۔
الانقاذ رہاندن ۱۲

ترجمہ اے فاطمہؓ اپنی جان کو (بذریعہ اعمال نیک) دوزخ سے نکال لے (مسلم اسکے متعلق تفصیل پچھلی حدیث میں گذر چکی)۔

(۷۸) قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ لَوْ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَهَا (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ)۔
من ضرب ۱۲

ترجمہ فرمایا حضور سرور عالمؐ نے اگر فاطمہ محمدؐ کی بیٹی چوری کرے گی تو ضرور اُسکا ہاتھ کاٹ لونگا یعنی بالفرض میری پیاری بیٹی بھی خلاف شرع کام کرے گی تو رعایت نہ کرونگا اور خدا کا قانون سزا اُسپر جاری کرونگا ہر چیز کی محبت پر اللہ کی محبت کو ترجیح دینا لازم ہے بعض صورتوں میں چور کا ہاتھ کاٹنا شریعت کا قانون ہے تفصیل اسکی علم فقہ میں ہے اس پاکیزہ تعلیم نے حضرت فاطمہؓ نیز دیگر اہل بیت کا گھمنڈ توڑ دیا تھا اور اُن حضرات نے اس تعلیم پر خوب عمل

Presented by www.ziaraat.com

کرکے دکھا دیا اسکو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے)۔

(۷۹) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّہٗ قَالَ کَانَتْ لِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْزِلَۃٌ وَّجَاہٌ فَقَالَ یَا عِمْرَانُ اِنَّکَ لَکَ عِنْدَنَا مَنْزِلَۃً وَّجَاہًا فَہَلْ لَکَ فِیْ عِیَادَۃِ فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَعَمْ بِاَبِیْ[۱] اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَہٗ حَتّٰی وَقَفْتُ بِبَابِ مَنْزِلِ فَاطِمَۃَ فَقَرَعَ الْبَابَ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَاَدْخُلُ فَقَالَتْ اُدْخُلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَنَا وَمَنْ مَّعِیْ قَالَتْ وَمَنْ مَّعَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ فَقَالَتْ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ نَبِیًّا مَا عَلَیَّ اِلَّا عَبَاءَۃٌ فَقَالَ اصْنَعِیْ بِہَا ہٰکَذَا وَہٰکَذَا وَاَشَارَ بِیَدِہٖ فَقَالَتْ ہٰذَا جَسَدِیْ قَدْ وَارَیْتُہٗ فَکَیْفَ بِرَاْسِیْ فَاَلْقٰی اِلَیْہَا مُلَاءَۃً کَانَتْ عَلَیْہِ خَلِقَۃً فَقَالَ شُدِّیْ بِہَا عَلٰی رَاْسِکِ ثُمَّ اَذِنَتْ لَہٗ فَدَخَلَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا بُنَیَّتَاہُ کَیْفَ اَصْبَحْتِ فَقَالَتْ اَصْبَحْتُ وَاللّٰہِ وَجِعَۃً وَّزَادَنِیْ وَجَعًا عَلٰی مَا بِیْ اَنِّیْ لَسْتُ اَقْدِرُ عَلٰی طَعَامٍ اٰکُلُہٗ فَقَدْ اَجْہَدَنِی الْجُوْعُ فَبَکٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَا تَجْزَعِیْ یَا بُنَیَّتَاہُ فَوَاللّٰہِ مَا ذُقْتُ طَعَامًا مُّنْذُ ثَلَاثٍ وَّاِنِّیْ لَاَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ مِنْکِ وَلَوْ سَاَلْتُ رَبِّیْ لَاَطْعَمَنِیْ وَلٰکِنِّیْ اٰثَرْتُ الْاٰخِرَۃَ عَلَی الدُّنْیَا ثُمَّ ضَرَبَ بِیَدِہٖ عَلٰی مَنْکِبِہَا وَقَالَ لَہَا اَبْشِرِیْ[۲] فَوَاللّٰہِ اِنَّکِ لَسَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ فَقَالَتْ فَاَیْنَ اٰسِیَۃُ امْرَاَۃُ فِرْعَوْنَ وَمَرْیَمُ ابْنَۃُ عِمْرَانَ وَخَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ فَقَالَ اٰسِیَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ عَالَمِہَا وَمَرْیَمُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ عَالَمِہَا وَخَدِیْجَۃُ

---

[۱] در زبان عرب معنی این محاورہ آنست کہ فدا میکنم پدر و مادر خود را بر تو ترکیبش آنکہ انت مبتدا مؤخر و بابی و امی جار مجرور متعلق بہ فعدی محذوف و آن با متعلق خود خبر مقدم کذا فی بعض حواشی نفحۃ الیمن ۱۲ منہ

[۲] و یجوز کونہ مشتقا من الابشار فانہ لازم ایضا ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

سَیِّدَۃُ نِسَاءِ عَالَمِهَا وَاَنْتِ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ عَالَمِكِ اَنّٰکُنَّ فِی بُیُوْتٍ مِّنْ قَصَبٍ[۱] لَا اَذٰی فِیْهَا وَلَا صَخَبَ ثُمَّ قَالَ اقْنَعِیْ بِابْنِ عَمِّكِ فَوَاللهِ لَقَدْ زَوَّجْتُكِ سَیِّدًا فِی الدُّنْیَا سَیِّدًا فِی الْاٰخِرَۃِ[۲] (اَوْرَدَہُ الْاِمَامُ الْعَلَّامَۃُ الْمُتَصَوِّفُ الْغَزَالِیُّ فِیْ اِحْیَاءِ الْعُلُوْمِ)۔

ترجمہ حضرت عمران بن حصینؓ (یہ بڑے درجہ کے صحابی ہیں تیس برس تک مرض بواسیر میں مبتلا رہے اور فرشتے انکو سلام کیا کرتے تھے حالت مرض میں سخت تکلیف سے بیتاب ہو کر داغ سے علاج کیا جسکی وجہ سے سلام فرشتوں کا بند ہو گیا اس نعمت کے جاتے رہنے کا افسوس ہوا اور پھر داغ لگوانا چھوڑ دیا پھر سلام ملائکہ جاری ہو گیا شریعت میں داغ لگانا مرض کی وجہ سے گو جائز ہے مگر مکروہ ہے اور محبان خدا کو نازیبا ہے کہ مکروہ کے بھی مرتکب ہوں اور یہ کراہت تنزیہی ہے اور گو اسمیں گناہ نہیں مگر ترقی درجات سے محرومی ہوتی ہے سختی مرض سے بیتابی میں ایسا ہو گیا تھا اسوجہ سے کوئی برا خیال انکی نسبت نہ لانا چاہیے اسلیے کہ کوئی گناہ تو نہیں ہوا ہاں طاعت الٰہی میں کچھ کوتاہی ہو گئی مگر وہ گناہ کے درجہ میں نہ تھی پھر برے خیال سے کیا تعلق) سے روایت ہے کہ مجھے درگاہ نبوی میں ایک قسم کا رتبہ اور عزت حاصل تھی پس حضورؐ نے فرمایا اے عمران ہمارے نزدیک تیری عزت اور مرتبہ ہے (یعنی ہم تجھے معزز سمجھتے ہیں اور تجھسے محبت کرتے ہیں) سو کیا تمھاری رائے ہے کہ فاطمہ (بیمار ہے اُس) کی عیادت (بیمار پرسی) کرو جو بیٹی ہے رسول اللہؐ کی (یعنی تمھارا ہمسے اسدرجہ کا تعلق اس بات کو چاہتا ہے کہ براہ

---

[۱] بفتحتین قال فی مجمع البحرین والقصب من الجوهر ما استطال منه فی تجویف ومنه الحدیث بشر خدیجۃ ببیت من قصب ای من الجوهر ۱۲ منه

[۲] قلت رواه احمد عن معقل بن یسار لا عن عمرانؓ کذا قال العراقی وفی الاستیعاب ذکر ابن السراج قال حدثنا محمد بن الصباح قال حدثنا علی بن ہاشم عن کثیر النواء عن عمرانؓ بن حصین ان النبیؐ عاد فاطمۃؓ وهی مریضۃ فقال کیف تجدینک یا بنیۃ قالت انی لوجعۃ وانی لیزیدنی انی مالی طعام آکلہ قال یا بنیۃ اما ترضین انک سیدۃ نساء العالمین قالت یا ابت فاین مریمؑ بنت عمران قال تلک سیدۃ نساء عالمها وانت سیدۃ نساء عالمک اما واللہ لقد زوجتک سیدا فی الدنیا والآخرۃ اھ قلت لایخفی ان ذلک العالم کان افضل من عالم مریمؑ فہی افضل منها ایضا ۱۲ منه

شفقت ودوستی ہمارے ساتھ ہمارے اہل بیت کے حق کا بھی لحاظ رکھو) تو مین نے عرض کیا جی ہان (یعنی عیادت کی راے ہے) میرے مان باپ آپ پر قربان ہون (یہ کلمہ محبت اور اعلی درجہ کی شفقت اور اظہار جان نثاری کا ہے) پھر آپ کھڑے ہوئے اور مین آپکے ہمراہ کھڑا ہوا یہان تک کہ مین حضرت فاطمہؑ کے مکان کے دروازہ پر جا کھڑا ہوا پھر حضورؐ نے دروازہ کوٹا (تاکہ اندر جاسکین) اور فرمایا السّلام علیکم کیا مَین اندر آجاؤن (یعنی اجازت ہے اور کوئی وجہ مانع تو نہین) پس عرض کیا صاحبزادی نے تشریف لائیے یارسول اللہ حضورؐ نے فرمایا مَین اور جو شخص میرے ساتھ ہین وہ بھی چلے آوین عرض کیا وہ کون شخص ہین جو آپکے ہمراہ ہین حضورؐ نے جواب دیا عمران بن حصین ہین پھر عرض کیا قسم اُس ذات کی جسنے آپ کو حق دیکر نبی بھیجا ہے (یعنی اسلام جو مذہب حق ہے وہ آپ لائے ہین بحکم الٰہی) میرے پاس فقط ایک چادر ہے (یعنی آپ تو باپ ہین بعضے اعضا آپکے سامنے کھولنے شرعًا درست ہین اور یہ دوسرے شخص ہین تو ان سے پورا پردہ کسطور کرون۔ حضور سرور عالمؐ کی وفات شریف کے بعد فتنہ پیدا ہوجانے سے عورتون کا جماعت مسجد مین آنا منع ہوگیا اسی طرح پردہ مین بھی کسیقدر زیادہ احتیاط ضروری ہوگئی گو پہلے بھی ایسا ہی قریب قریب پردہ تھا جیسا کہ اب شرفا کے ہان بقاعدۂ شریعت مروّج ہے) پس حضورؐ نے فرمایا اُس چادر سے اسطرح اور اسطرح پردہ کرلو اور یہ طریقہ ہاتھ کے اشارہ سے بتلادیا پھر عرض کیا حضرت فاطمہؑ نے یہ میرا بدن ہے جسے مین نے ڈھنک لیا لیکن سر کسطرح ڈھنکون (یعنی اس چادر سے سر نہین ڈھنکتا فقط بدن ڈھنک گیا) تو آپنے ایک پرانا کپڑا جو آپ پر تھا مکان مین ڈالدیا اور فرمایا کہ اسکو اپنے سر سے باندھ لو پھر حضرت فاطمہؑ نے اجازت دی حضورؐ کو اندر آنے کی تو آپ اندر آلئے اور کہا السّلام علیکم اے بیٹی کس حال مین تمنے صبح کی عرض کیا مین نے صبح کی خدا کی قسم درد کی حالت مین (کسی جگہ درد تھا) اور میرا درد بڑھادیا اُس مشقت نے جو مجھے درپیش ہے یہ کہ مین قدرت نہین رکھتی کھانے پر سو بیشک شقیت اور سختی مین ڈالا مجھے بھوک نے تو روئے رسول اللہؐ اور فرمایا مت گھبرا اے بیٹی اسلیے کہ خدا کی قسم

تین روز سے مین نے (بھی) کھانا نہین چکھا اور مین یادہ عزت دار ہون اللہ کے نزدیک تم سے اور اگر مین اپنے رب سے سوال کرتا تو ضرور مجھے کھانا کھلاتا اللہ لیکن مین نے آخرت کو دنیا پر اختیار کیا (یعنی دنیاے فانی کی لذتین چھوڑ کر آخرت کی دائمی نعمتین اختیار کین) پھر اپنا ہاتھ حضرت فاطمہؑ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اُنسے خوش ہوا سلیے کہ قسم اللہ کی تم سردار تمام جہانون کی عورتونکی ہو سُو عرض کیا کہان ہین آسیہ زوجۂ فرعون اور مریمؑ بنت عمران اور خدیجہؑ بنت خویلد (جو میری والدہ ہین) بنظر تواضع و تعجب فرمایا کہ یہ عورتین بڑے بڑے رتبہ کی ہین جب مین سب سے بڑھکر ہون تو انکا مرتبہ کس درجہ کا ہے - اپنی ذات کو اس لائق نہ سمجھتی تھین کہ تمام جہان کی عورتونکی سردار قرار دیجاوین - جواب دیا حضورؐ نے کہ آسیہؑ اپنے زمانہ کی عورتونکی سردار ہین اور اسی طرح مریمؑ اور خدیجہؑ بھی اپنے اپنے جہان کے (زمانہ کی) عورتون کی سردار ہین اور تم اپنے زمانہ کی عورتون کی سردار ہو تم سب (چارون عورتین) ایسے گھرونمین ہونگی (جنت مین) جو جوہر سے بنائے گئے ہین اور انمین نہ تکلیف ہوگی اور نہ شور و غوغا پھر فرمایا قناعت کرو تم اپنے چچازاد بھائی (یعنی اپنے خاوند حضرت علیؑ پر اور حضرت علیؑ حضورؐ کے چچازاد بھائی تھے نہ حضرت فاطمہؑ کے یہ عرب کا محاورہ ہے کہ بغیر رشتہ کے بھی یہ عبارت استعمال کیجاتی ہے اور غالبًا اسکی وجہ جانبین کا اتحاد ظاہر کرنا ہوتا ہوگا) اسلیے کہ خدا کی قسم مین نے تمھارا نکاح کیا ہے اُس شخص سے جو سردار ہے دنیامین اور سردار ہے آخرت مین (کذا فی روض الریاحین واحیاء العلوم - اسمین بھی حضرت فاطمہؑ کی دنیا کی تنگی اور صبر کی صفت کا اظہار ہے اور مقام عبرت ہے)-

(٨٠) وَاللهِ لَا یُلْقِی اللهُ حَبِیْبَہٗ فِی النَّارِ (رَوَاہُ الْحَاکِمُ مَرْفُوْعًا وَّ صَحَّحَہُ الْاِمَامُ السُّیُوْطِیُّ)

ترجمہ فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم اللہ کی نہ ڈالیگا[من الالقاء ١٢] اللہ اپنے دوست[ای محبوبہ او محبہ ١٢] کو جہنم مین (اس حدیث کو حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا ہے - اور اس عام بزرگی مین خاص طور پر حضرت سیدہؑ بھی داخل ہین اور اس حدیث مین چونکہ صریح طور پر رحمت خداوندی کی اور نجات اصلی کی امید دلائی گئی ہے اسلیے فضائل فاطمہؑ کو اس حدیث پر ختم کرنا تفاول نیک ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالے

Presented by www.ziaraat.com

اپنے فضل و کرم سے مجھ نالائق سے یہ برتاؤ کرے گو مین اسکا اہل نہین لیکن اللہ تعالی کی رحمت سے کچھ بعید بھی نہین نہ اُسپر گران ہے) اب اس رسالہ کو اُن اشعار پر جو مدح اہل بیت نبوی مین حضرت سیدنا وجدنا امام حسین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوقت شہادت کربلا پڑھے تھے اور اسکے بعد شہادت کاملہ سے مشرف ہوکر خلد برین کو تشریف لے گئے تمام کرتا ہون (یہ اشعار السیف المسلول مین حضرت علامہ قطب قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے نقل فرمائے ہین اشعار

انا ابن علی الخیر من آل ہاشم ۔۔۔ کفانی بہذا مفخر حین نفخر
وجدی رسول اللہ اکرم من مشے ۔۔۔ ونحن سراج اللہ فی الارض نزہر
وفاطمۃ امی سلالۃ احمد ۔۔۔ وعمی یدعی ذا الجناحین جعفر
وفینا کتاب اللہ انزل صادقا ۔۔۔ وفینا الہدی والوحی والخیر یذکر
وشیعتنا فی الناس اکرم شیعۃ ۔۔۔ ومبغضنا یوم القیامۃ یخسر

یہ اشعار تمام ہوگئے وقال بعضہم

روید ک ان احببت نیل المطالب ۔۔۔ فلا تعد من ترتیل آی المناقب
مناقب آل المصطفٰے قدوۃ الوریٰ ۔۔۔ بہم یبتغی مطلوبہ کل طالب
مناقب اصحاب النبی المہتدی بہم ۔۔۔ الی الحکم العلیا ورغبا الرغائب
علیک بہا سرا وجہرا فانہا ۔۔۔ تجاول عند اللہ اعلی المراتب
وجد عند ما تتلو لسانک انہا ۔۔۔ بدعوۃ قلب حاضر غیر غائب
فمن سأل الکریم باحبابہ ۔۔۔ فقد جاءہ الاقبال من کل جانب

اَللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّد الخلق ورسول الحق محمّد وّ آلہٖ و اصحابہٖ وازواجہٖ امہات المؤمنین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سلہ ولقب او طیّار زیر ہمت برائے آنکہ در بہشت با ملائکہ طیران میکند کذا فی المنتخب وقصتہ تطلب من کتب السیر ۱۲ منہ
سکہ ای اترک سوی ما اذکر واشتغل بما اذکر قال فی حس یقال رویدک عمر آفا لکاف للخطاب لا موضع لہا من الاعراب ورویدا غیر مضاف الیہا وہو متعد الی عمرو وتفسیرہ رویدک امہل لان الکاف انما تدخلہ اذا کان بمعنی افعل (ای الامر) دون غیرہ ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

سبیلِ سکینہ
حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸

اللہ تعالی کا بیحد شکر ہے کہ اُس رحیم وکریم نے مجھ جیسے نا اہل پر کرم فرماکر یہ نفیس خدمت انجام دلائی میری علمی وعملی ناقص قابلیت کا اقتضایہ نہین کہ ایسے مضامین تحریر کرسکون میری امید سے زائد حضرت ربّ عزّ وجلّ نے یہ عطیہ مرحمت فرمایا۔ ناظرین بنظر انصاف وتحصیل منفعت دینی اس رسالہ کو ملاحظہ فرماوین انشاء اللہ تعالی منتفع ہون گے۔ بندہ نے محض رضاے حق اورحصول دیدار کامل حضرت ذوالجلال والاکرام اسقدر محنت گوارا کی ہے ناظرین میرے حصول مقاصد کے لیے خاص طور پر حسبۃً للہ تعالی دعاے خیر فرمائین کہ بندہ اپنے مسلمان بھائیون خصوصًا اہل علم وتقویٰ کی دعا کا سخت محتاج ہے بندہ نے اس رسالہ کے مضامین جمع کرنے اور مسائل کی تقریرین نہایت درجہ احتیاط کی ہے احادیث موضوعہ سے نہایت درجہ کوشش سے اجتناب کیا ہے۔ اسوقت تک کوئی کتاب باوجود تلاش۔ عربی۔ فارسی۔ اُردو مین اس تحقیق اور ترتیب کے ساتھ میسر نہین آئی اور قدر ضرورت کتب محتاج الیہا براے مضامین رسالہ ہٰذا بندہ کو اچھی طرح میسر آئین کتب موضوعات حدیث بھی موجود ہین۔ مین نے اپنی ہمّت اور قدرت کے موافق ذخیرہ جمع کردیا مسلمانون کو چاہیے کہ اسکو مطالعہ کرین اور جو صاحب ثروت ہون وہ مفلسون کو مفت تقسیم کرین کہ اسکا نہایت ثواب ہے۔ ناول۔ اخبار مضرّت رسان سے ان کتابون کا مطالعہ بدرجہا افضل ہے کہ اُنکے مطالعہ مین گناہ نقصان دنیاوی اور اسمین ثواب علم اسلامی کا حاصل ہونا اور قلب کا نیک کام مین مشغول رہنا تمام باتین حاصل ہین۔ اللہ تعالی تمام مسلمانون کو اپنا کرلین اور دارین مین عافیت سے رکھین فقط کتبہ احمد المتوکل عفی عنہ

تقریظ دلپذیر عالم تقی فاضل ذکی حضرت مولٰنا واُستاذنا حکیم سعید احمد صاحب نبیرہ حضرت مولٰنا صالح احمد صاحب مرحوم ساکن سنبھل محلّہ ہلالی سرا ضلع مرادآباد

بسمہ وحمدہ والصلوٰۃ علی نبیہ اَمّا بعد۔ اللطائف الاحمدیہ فی المناقب الفاطمیہؑ کو بسبب تنگی وقت کے مین نے کہین کہین سے دیکھا اور اسکے دیکھنے سے طبیعت سیر نہ ہوئی تھی اور

Presented by www.ziaraat.com

نہ ہوسکتی ہے کہ دفعتًہ ایک صاحب مطبع کی طرف سے اُسکی طلبی کا تقاضا معلوم ہوا لہذا حسرت کے ساتھ اُس سے جُدائی ہوتی ہے فی الواقع کتاب ہذا موتیون مین تولنے کے قابل ہے اور کیون نہو جبکہ اُسمین ایسی پیاری ذات کے مناقب لکھے گئے ہین جنکے مرتبہ کا احاطہ سوائے اُنکے پیارے خدا اور اُنکے پیارے بابا جان فخرِ زمین و آسمان کے کوئی نہین کرسکتا یہ کتاب گویا حضرت سیدہؓ کے واسطے موتیون کا ہار ہے اور اُسکا ہر موتی سچّا اور دُرِ شاہوار ہے یعنی اُسکی ہر روایت مستند اور قابلِ اعتبار ہے اور شاعرانہ مبالغہ سے پاک اور بیزار ہے پس ایسی کتاب پر جان و دل نثار ہے اُسکی ہر سطر گویا سلکِ مروارید ہے - اُسکا ہر مروارید قابلِ دید ہے اُسکا ہر نقطہ رخِ زیبا پر گویا خال ہے۴ اے پروردگار قدوس ودود تو اس کتاب کو مقبول فرما اور اُس مین برکت فرما اور سب مسلمانون کو اُس سے بہرہ مند فرما - آمین یا رب العالمین کتبہ سعید احمد عفی عنہ

۴ اور اُسکا ہر جملہ زلفِ جانان کی طرح جان کا جال بلکہ جنجال ہے۔

تقریظ منظوم عالیجناب سیّد ابو القاسم صاحب عرف شاہزادے میان کاکلی نقشبندی جلال بخاری رامپوری مد فیوضہم

پس حمد و نعتِ خدا و نبیؐ — گذارش ہے احبابِ وقتی
کہ سرچشمۂ فیض ہے اُنکی ذات — ستودہ منش ہین وہ عالی صفات
علوم اُنکے روشن ہین مثلِ قمر — رسائل ہین اُنکے بہت پُر اثر
تصانیف کا بھی انھین شوق ہے — غرض خدمتِ دین کا ذوق ہے
وہ بنتِ نبیؐ کون حضرت بتولؑ — سرورِ دل و نورِ چشمِ رسولؐ
وہ اُمِّ امامین عالی وقار — وہ سادات کی مایۂ افتخار
وہ روحِ نبیؐ و کمالِ رسولؐ — وہ تصویرِ حُسن و جمالِ رسولؐ
کہ ہین جسقدر جنتی بیبیان — بتولؑ اُنکی سردار ہین بے گمان
ابوالقاسم اب روک اپنا قلم — دعا کر مؤلف کے حق مین رقم

مرے دوست مولانا احمد حسن — تقدس مآب و وحیدِ زمن
محقق ہین وہ علمِ منقول مین — مدقق ہین وہ فہمِ معقول مین
وہ خامہ ہے انکا حسینی قلم — کیے جسنے افضال ہزار رقم
یہ تصنیف ہے انکی پیشِ نظر — جو توصیفِ بنتِ شہِ بحر و بر
وہ بنتِ نبیؐ فاطمہؓ نامدار — وہ محبوبۂ خاص پروردگار
وہ بنتِ نبیؐ زوجۂ مرتضیٰؓ — گلِ دینِ حق بلبلِ مصطفیٰؐ
حضورِ نبیؐ کا یہ ارشاد ہے — یہ ارشاد یہ فیض بنیاد ہے
صراحت ہے اسکی حدیثون مین صاف — محقق نہین اسکے کوئی خلاف
الٰہی انھین شاد رکھنا مدام — طفیلِ محمد علیہ السلام

تمام شد بفضل اللّٰہ العلی العظیم

Presented by www.ziaraat.com

Presented by www.ziaraat.com